سلسلۂ اشاعات انجمن مؤید العلوم دار التالیف مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا

اونتالیسواں نمبر ۳۹

۲۳۸۶۷

شریعۃ الاسلام

حصہ دوم

نتیجۂ قلم

زبدۃ العلماء الاعلام عمدۃ الفضلاء الکرام عالیجناب مولانا السید محمد صاحب قبلہ طاب ثراہ

بن حضرت شمس العلماء سرکار نجم الملۃ مد ظلہ العالی

باھتمام

خواجہ قطب الدین احمد پروپرائٹر

نامی پریس لکھنؤ میں طبع ہوا

فروری سنہ ۱۹۳۲ء

ان الدین عند اللہ الاسلام

بحمد الملک العلام در ایام برکت التیام رسالۂ

ہدایت نصاب تمام مفید خاص و عام موسوم

حصۂ دوم

شریعۃ الاسلام

تالیف فاضل بارع مجید جناب مولانا المولوی السید محمد صاحب

قبلہ اعلی اللہ مقامہ ابن سرکار شریعتمدار حضرت نجم العلماء دام ظلہ

حسب فرمائش

جناب سید ظفر حسین صاحب ظفر نبیرۂ جناب مفتی رضا علی صاحب اعلی اللہ مقامہ

مطبع اشاعۃ العلوم ترقی پریس لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ المعبود فی الارض والسماء والصلوۃ علی محمد اشرف الانبیاء

والہ الطاہرین السادۃ العرفاء النجباء

جاننا چاہیئے کہ شرع کے احکام دو قسم کے ہیں، ایک تکلیفی دوسرے وضعی

تکلیفی احکام وہ ہیں جن میں صاحب شریعت نے بندوں سے کاموں کا بجالانا

یا بجا نہ لانا طلب کیا ہو یا انہیں ان دو باتوں میں اختیار دیدیا ہو اور وہ احکام

پانچ ہیں، وجوب، استحباب، حرمت، کراہت، اباحت،

وجوب کسی فعل کی لازمی طلب کا نام ہے پس واجب وہ فعل ہے جسکا کرنا

ضروری اور نہ کرنا ممنوع ہو اور کرنے میں ثواب اور نہ کرنے میں عقاب ہو اور

اسکو فرض بھی کہتے ہیں،

استحباب وہ طلب فعل ہے جو لازمی نہو پس مستحب وہ فعل ہے جسکا کرنا بہتر ہو

اور ترک ممنوع نہ ہو اور کرنے میں ثواب ہے اور ترک میں عقاب نہ ہو اور اسکو سنت

اور مندوب بھی کہتے ہیں،

حرمت ترک فعل کی لازمی طلب کا نام ہے، پس حرام وہ فعل ہے جسکا نہ کرنا ضروری اور کرنا ممنوع ہو اور نہ کرنے میں ثواب اور کرنے میں عقاب ہو،

کراہت ترک فعل کی طلب غیر لازم کا نام ہے، پس مکروہ وہ فعل ہے جسکا نہ کرنا بہتر ہو اور کرنا ممنوع نہ ہو اور اُسکے کرنے میں کوئی عقاب نہو،

اباحت فعل و ترک میں اختیار دیدینے کا نام ہے، پس مباح وہ فعل ہو جسکا کرنا نہ کرنا دونوں برابر ہوں اور کسی میں ثواب و عقاب نہ ہو،

یہ پانچوں حکم مکلف یعنی بالغ عاقل سے متعلق ہوتے ہیں نابالغ اور غیر عاقل سے انکا تعلق نہیں ہے،

احکام وضعی وہ ہیں جن میں صاحب شریعت کیطرف سے طلب یا تخییر تو نہو مگر وہ احکام بتائے ہوئے اُسی کے ہوں اور وہ بھی پانچ ہیں، کسی چیز کا کسی چیز کے لیئے **شرط** ہونا جسطرح نماز کی صحت کے لیئے مکان کا مباح ہونا شرط کر دیا ہے یا **سبب** ہونا جس طرح چوری کرنے یا شراب پینے یا زنا کرنے کو حد شرعی جاری کرنے کا سبب قرار دیا ہے یا **مانع** ہونا جسطرح سفر یا بیماری کو وجوب صوم کا مانع قرار دیا ہے یا جسطرح کفر کو عبادات کی صحت کا مانع قرار دیا ہے، **صحت**، **بطلان**

یہ احکام غیر مکلف پر بھی جاری ہوتے ہیں مثلاً کسی غیر کا مال تلف کر دینا اس بات کا سبب قرار دیا گیا ہے کہ اُسکا عوض دینا ذمہ پر عائد ہو جائے پس اگر یہ فعل نابالغ سے صادر ہو تو وہ بھی عوض کا ذمہ دار ہو جائیگا،

البتہ جب تک نابالغ ہی اُس عوض کا ادا کرنا اُسپر واجب نہوگا اس لیئے کہ وجوب ادا حکم تکلیفی ہی پس اُسکا تعلق یا ولی سے ہوگا یا جب یہ بچہ بالغ و عاقل ہوجائے اُسوقت ادا کرنا خود اُسپر واجب ہو جائیگا، اسی طرح اگر کوئی بچہ پیشاب کرے تو وہ محدث و بے وضو سمجھا جائیگا اسلیئے کہ پیشاب کرنا بے وضو ہو جانے کا سبب ہے لیکن جب تک نابالغ ہے وضو کرنا اُسپر واجب نہو گا بلکہ وضو اور نماز اُسکی مترمنی ہے پس بالغ ہونے کے بعد اگرچہ کوئی جدید حدث نہ واقع ہو جب بھی اسی پہلے حدث کے سبب سے وضو واجب ہو جائے گا بشرطیکہ کسی ایسے کام کا موقع آجائے جسکے لیئے وضو کرنا واجب ہوتا ہے،

بلوغ کا بیان

بلوغ سے مراد مرد اور عورت کا توالد و تناسل کی قابلیت کی حد تک پہونچ جانا ہے لیکن دونوں کے بلوغ کی علامتوں میں فرق ہے،

مرد کے بلوغ کی تین علامتیں ہیں، پندرہ برس پورے ہو جانا زیر ناف سخت بالوں کا اگنا، احتلام یعنی سونے یا جاگنے میں منی کا نکلنا،

عورت کے بلوغ کی پہچان نو برس کا سن پورا ہو جانا، خون حیض کا آنا ہے

فائدہ چونکہ ہر واقعہ سے خدائے قادر علیم کا کوئی نہ کوئی حکم ضرور متعلق ہے اور بندوں کو ہر فعل میں یا خدا کی رضامندی حاصل ہوتی ہے یا ناراضی لیکن بندوں کے لیئے مقصود اصلی اپنے معبود کی رضامندی کا حاصل کرنا ہے اور خالق عالم نے اپنی عبادت و اطاعت ہی کے لیئے پیدا بھی کیا ہے،

اور خدا کے جتنے احکام ہیں وہ سب بندوں ہی کے فائدے کیلئے ہیں اور
اُنھیں کی نفع رسانی ان احکام کے جاری کرنے سے مقصود ہے،
اور بندے خود اتنی قابلیت نہیں رکھتے کہ اپنی عقل سے ہر مقام میں پہچان
لیں کہ فلاں کام خدا کی رضامندی کا سبب ہے اور فلاں کام بالخصوص موجب
ناراضی ہے اسلیئے بمقتضائے حکمت خدا کی ذات پر واجب ہوا کہ وہ بندوں
تک اپنے احکام پہونچائے اور انہیں بتادے کہ فلاں کام میں میری رضا ہے
اور فلاں کام میں میری ناراضی ہے جس میں رضامندی ہو اُسکی بجاآوری
کا حکم دے اور جس میں ناراضی ہو اُسکو منع کردے اور اسی کا نام اصطلاح میں
تکلیف ہے، اور جس سے یہ حکم متعلق ہو اُسکو مکلف کہتے ہیں،
احکام تکلیفیہ متعلق ہونے میں مکلف کے لیئے بالغ ہونا شرط ہے نابالغ
اور دیوانہ مکلف نہیں ہوتا، اسیطرح قادر ہونا بھی شرط ہے جس چیز پر
قدرت نہو اُسکی تکلیف نہیں ہوتی تکلیف بندوں کے حق میں خداوند عالم کا
بے انتہا لطف ہے جسکے ذریعے سے دائمی راحت و آسائش کی جگہ یعنی بہشت
عنبر سرشت کا ملنا اور ابدی عقاب کے مقام یعنی جہنم سے بچنا آسان ہو جاتا ہے
شریعت کی غرض نفس انسانی کی تکمیل ہے اور تکمیل نفس کا بڑا ذریعہ عبادت ہے،
اور اسی عبادت کیلیئے جن و انس پیدا کیے گئے ہیں اور عبادت چونکہ خدا کی دربار
داری ہے اُسکے قواعد و ضوابط اور آداب و شرائط پر اطلاع حاصل کرنا ضروری ہے اور
دربار چونکہ عالم الغیب کا ہے لہذا ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی شائستگی و پاکیزگی ضروری ہے اور

جو چیزیں اسکے منافی ہیں اُنسے بچنا لازم ہے اسلیئے شریعت نے عبادات کے احکام بھی مفصل بیان کردیے اور باہمی معاملات کے بھی جیسا لینے دینے کے احکام بھی اور موت کے بھی کھانے پینے کے احکام بھی اور تجارت و زراعت کے بھی، نکاح و طلاق کے احکام بھی اور سزا و تاوان کے بھی، اور سب کا حاصل یہ ہو کہ دنیا میں قانون امن و امان جاری ہوجان و مال محفوظ رہے نسب بھی حفاظت میں رہے ظلم و ستم برطرف ہو پاک اور حلال کھانے سے آدمی اپنے برتے، سچائی کا پابند رہے اور اکل حلال و صدق مقال کے ساتھ اپنے معبود کی عبادت بجالائے لہذا کل مسائل چار قسموں میں منقسم ہوگئے عبادات، عقود، ایقاعات احکام،

تنبیہ شرع کے احکام کا جاننا ہر شخص پر واجب ہے اور بلوغ کے بعد پہلا کام درستی عقائد کے ساتھ ان احکام کی واقفیت ہے تاکہ جو اعمال بمجرد بلوغ واجب ہوئے ہیں وہ صحیح طور پر ادا ہوسکیں اور یہ امر خالی از زحمت نہیں لیکن کسقدر عظیم احسان خدا کا ہے کہ بلوغ سے پہلے اُس نے اپنے بندوں کو ایک وسیع زمانہ مرحمت فرمادیا ہے جو بالکل آزادی کا زمانہ ہے اور جس میں اچھی طرح ضروری احکام معلوم کرسکتے ہیں انھیں پورا موقع دیدیا ہے کہ اتنے عرصہ میں شائستگی حاصل کرلیں، دربار الٰہی کے قواعد و قوانین دربار رسی کے شرائط

ف۱ باب عبادات میں نماز، روزہ، زکوۃ، خمس، حج، جہاد، سے بحث کی جاتی ہو در عبادت وہ ہو جس میں تقرب کی نیت شرط ہے اور باب عقود میں بیع، رہن، اجارہ، وقف، وصیت، نکاح، غیرہ داخل ہیں اور عقود وہ ہیں جو دو شخصوں میں واقع ہوں اور دونوں طرف سے صیغہ کہنا ضرور ہو ایقاعات میں طلاق، ظہار، عتق وغیرہ کا ذکر ہی جنمیں ایکطرف کا صیغہ کافی ہو اور احکام میں میراث، تعزیرات، حدود وغیرہ مذکور ہیں ۱۲ مجتبی

وضوابط اچھی طرح سیکھ لیں تاکہ جب حاضرباشی کا فرمان واجب الاذعان آجائے قواعد دانی کے ساتھ بے تأمل و تاخیر اس فرض کو ادا کر سکیں بموقع غلطی و فروگذاشت میں مبتلا نہوں نا واقفیت کے عذر کا موقع نہ رہے،

افسوس ہو کہ لوگ ایسے با نعمت وقت کو کھیل کود کا زمانہ سمجھ کر ضایع کر دیتے ہیں اور جہالت کا عیب دفع کرنے میں توجہ نہیں کرتے حالانکہ بعد بلوغ جاہل مسئلہ ہونے کا عذر قابل سماعت نہوگا اور ناواقفیت میں جو اعمال بیقاعدہ ہونگے باطل قرار پائینگے اور انکا مواخذہ ذمہ پر رہجائیگا،

شاہی دربار کی رسائی کے لیئے کیسی کیسی کوششیں کیجاتی ہیں پھر بھی ہزار دو ہزار میں دو ایک کو بمشکل یہ شرف ہاتھ آتا ہے جو انکی پشتوں کے لیے مایۂ فخر ہو جاتا ہو لیکن یہ کتنی بڑی رحمت اور نعمت خدا کی ہے کہ اسنے تمام بندونکو اپنے دربار کی حاضری کا موقع دیدیا ہو اور خود انہیں عبادت کا حکم دیکر اپنے دربار میں طلب فرما لیا ہے انکی ایسی عزت افزائی اور قدر دانی فرمائی کہ کوئی آقا اپنے غلاموں کی اتنی قدر و منزلت نہیں کر سکتا، کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ بندے اسکی قدر نہ جانیں اور اسکو اپنا فخر نہ سمجھیں بلکہ حاضری سے جانیں چرائیں

اجتہاد اور تقلید کا بیان

جب یہ واضح ہوا کہ شرع کے احکام پر عمل کرنا ہر مکلف پر واجب ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور عمل کرنے کے لیئے طریقۂ عمل کا جاننا اور اسکے قواعد معلوم

ہیں جو مختلف کاروبار اور مختلف پیشوں میں اور معاش کے کاموں میں زندگی بسر کرتے ہیں اور مذہبی علما کی طرح باقاعدہ شرع کے احکام معلوم نہیں کر سکتے اور وہ افراد کم ہیں جنھوں نے اپنا فرض یہی سمجھا ہے کہ اسکے احکام کی تحقیق کرتے رہیں اور خدا کے بندوں کی ہدایت میں مصروف رہیں لہذا شارع علیہ السلام کی جانب سے دوسری قسم کے حضرات کو علم دین کی اشاعت اور خلق کی ہدایت کا منصب عطا ہوا تاکہ وہ خالص نیت سے شرع کے احکام قرآن و حدیث سے معلوم کریں اور اُسکے موافق خود بھی عامل ہوں اور وہ دوسروں کو بھی اُسپر عمل کی ہدایت کریں اور قسم اول کے حضرات پر فرض ہوا کہ اپنے مذہبی علما سے اپنے دین کے احکام معلوم کریں اور اُنکی ہدایت کے موافق عمل کرتے رہیں اور ذاتی رائے سے قطعی اجتناب رکھیں اسی وجہ سے جب تک دو باتوں میں کوئی ایک بات نہوگی کوئی عمل صحیح نہوگا اول

اجتہاد دوسرے **تقلید** شرع کے فرعی احکام کو تفصیلی دلیلوں سے جاننے کا نام اجتہاد ہے اور مجتہد کے بتائے ہوئے احکام کو بے دلیل جاننا اور بغرض عمل معلوم کرنا تقلید ہے جسکو رتبۂ اجتہاد حاصل ہو اُسے تقلید کرنا حرام ہے اور جو خود مجتہد نہو اُسپر مجتہد کی تقلید واجب ہے، اعتقادات اور اصول دین میں تقلید جائز نہیں ایسی ہی تقلید کی مذمت جابجا قرآن مجید میں وارد ہے،

جو مسائل ضروریات دین میں محسوب ہیں جسطرح نماز روزے کا واجب ہونا ظہر کی نماز چار رکعت ہونا اور مسائل ...

یقینی طور پر معلوم ہو جائے اور یقین حاصل ہونیکا طریقہ مثل طریقۂ علما ہو یہ سب اجتہاد و تقلید سے مستغنی ہیں،

اور جو شخص احتیاط کا طریقہ جانتا ہے تو جن مسائل میں احتیاط ہو سکتی ہو اور اسکے موافق عمل کرنا کسی دوسری جہت سے مخالف احتیاط نہ ہو جائے وہ بھی مستغنی ہے اُسے تقلید کی ضرورت نہیں احتیاط پر عمل کر سکتا ہو

اجتہاد کے حاصل اور معتبر ہونے کے لیئے چند باتیں ضروری ہیں، بالغ ہونا عاقل ہونا عادل ہونا، مومن ہونا، علم صرف و نحو، علم منطق، علم رجال، علم تفسیر و حدیث علم اصول فقہ، علم لغات میں بقدر ضرورت ماہر ہونا علما کے اقوال سے باخبر ہونا اور اُسکے ساتھ قوت قدسیہ کا حاصل ہو جانا جس سے استنباط مسائل کا سلیقہ درست ہو جائے اور ملکہ پیدا ہو جائے

یہ بھی شرط کی گئی ہے کہ آزاد ہو غلام نہو، مرد ہو عورت نہو اور وہ ایسا ضعیف الدماغ نہو کہ سہو نسیان نے اُسپر غلبہ کر لیا ہو، نیز وہ دنیا دار نہو کہ دل اُسکا دنیاوی کاموں کی فکر میں لگا رہتا ہو بلکہ چاہیئے کہ پرہیزگار ہو،

اعلم کی تقلید بمقابلہ غیر اعلم کے مقدم ہے اور اعلم وہ ہو کہ احکام شرع کے معلوم کرنے میں اُسکی استنباطی قوت اوروں سے زیادہ ہو، ہاں اگر مساوی حالت کے مجتہد ہوں تو اختیار ہے جسکی چاہے تقلید کرے اور یہ بھی جائز ہو کہ چند مسئلوں میں ایک مجتہد کی تقلید کرے اور دوسرے مسائل میں اور مجتہد کی تقلید کرے اور احوط یہ ہے کہ جسکا تقویٰ زیادہ ہو اُسکی تقلید کرے،

ہے اور موضوع وہ چیز ہے جس سے حکم کا تعلق ہو مثلاً خرگوش کے گوشت کے حکم میں تقلید کیجائیگی کہ حلال ہے یا حرام، مگر جب حکم معلوم ہو جائے کہ مجتہد نے اُسکو حرام بتایا ہے تو خرگوش کی شناخت میں مجتہد سے دریافت نہ کیا جائیگا کہ یہ جانور خرگوش ہے یا کوئی اور چیز ہے بلکہ اگر اسمیں کچھ شک اور اشتباہ ہو تو اہل عرف اور واقفکار لوگوں کی طرف رجوع کیجائیگی، ہاں اگر موضوع بھی شرعی ہو گا مثل نماز کے تو ضرور مجتہد سے دریافت کیا جائے گا،

تقلید کے لیئے فقط دل میں قصد کر لینا کہ میں فلاں مجتہد کی تقلید کرتا ہوں کافی نہیں اور نہ زبان سے اسکا ظاہر کرنا یا اسکے پیچھے نماز پڑھ لینا کافی ہے بلکہ جب عمل کرنے کے ارادے سے مجتہد کے مسائل کو یاد کر لیگا یا اُسکی کتاب اس نیت سے لیگا اور عمل بھی اسکے موافق کر لیگا اُسوقت تقلید صادق آئے گی اگرچہ عمل کی شرط میں تأمل ہے،

جس شخص کو قوت اجتہاد حاصل ہو گئی ہو لیکن تمام مسائل میں اجتہاد کرنیکا اسے موقع نہ ملا ہو اسے جائز ہے کہ جن مسائل میں اجتہاد کر لیا ہے انمیں اپنے اجتہاد پر عمل کرے اور جنمیں اجتہاد کی نوبت نہیں آئی اُنمیں تقلید کرے اور یہ بھی جائز ہے کہ عمل باحتیاط کرے،

تقلید کے چند مسائل

تمام عبادات و معاملات کے بجالانے کے لیئے ہر شخص پر واجب ہے کہ حکم کو یا

مسئلہ کسی مسئلہ میں ایک مجتہد کی تقلید کرکے دوسرے مجتہد کیطرف رجوع
جائز نہیں البتہ اعلم کی طرف جائز ہے بلکہ واجب بشرط امکان

مسئلہ جس مجتہد کی تقلید ہے اگر وہ مرجائے تو مجتہد حی کی اجازت سے مجتہد
سابق کی تقلید باقی رکھ سکتا ہے اور ابتداءً میت کی تقلید جائز نہیں،

مسئلہ جو شخص مسئلہ نہ جانتا ہو اور معلوم کرنے کا موقع پاکر معلوم نہ کرتا ہو اور
اس سے غافل بھی نہو تو اُسکا عمل باطل ہوگا اگرچہ واقع کے موافق و مطابق بھی
ہوجائے البتہ اگر معلوم کرنیکا موقع نہو یا عمل کے وقت اس خیال سے غافل ہوگیا
ہو اور بقصد قربت عمل کرلیا ہو تو احوط یہ ہے کہ جس مجتہد کی تقلید وقت عمل اُسے
لازم بھی اس سے مطابق کرے،

مسئلہ جسطرح واجب و حرام میں تقلید لازم ہے اُسیطرح مستحب و مکروہ میں بھی
علی الاحوط لازم ہے،

مسئلہ اگر اعلم کا فتویٰ نہ ملے تو جن علماء تک رسائی ممکن ہے اُنمیں جو اعلم ہو
اسکے فتویٰ پر عمل لازم ہے اور اگر احتیاط ممکن ہو تو عمل باحتیاط ہوسکتا ہے،

جواز تقلید کی دلیل حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت ہے
اما من کان من الفقہاء صائناً لنفسہ حافظاً لدینہ مخالفاً علی ہواہ مطیعاً
لامر مولاہ فللعوام ان یقلدوہ یعنی فقہا میں جو شخص ایسا ہو کہ اپنے نفس کا حافظ اور اپنے
دین کا محافظ ہو اور اپنی خواہش نفس کی مخالفت کرنے والا اور اپنے خدا کی اطاعت کرنے

علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے فانہم حجتی علیکم وانا حجۃ اللہ علیہم یعنی یہ لوگ میری طرف سے تم پر حجت ہیں اور میں انپر خدا کی حجت ہوں

اس بیان سے واضح ہو گیا کہ مجتہد جامع الشرائط کی تقلید درحقیقت حکم امام کی بجاآوری اور امام کی اطاعت ہے،

بعض ناواقفوں کی غلطی جو اجتہاد و تقلید کو پیری مریدی لکھتے ہیں تقلید کا حکم امام نے دیا ہے مرید ہونیکا حکم کسی امام یا نبی نے نہیں دیا، مجتہد عالم ہوتا ہے پیر کا عالم ہونا شرط نہیں مجتہد قرآن و حدیث سے احکام بتاتا ہے پیر باطنی اسرار کا دعوی کرتا ہے، مجتہد کو نبی اور امام کے علم کا وارث سمجھا جاتا ہے پیر کو لوگ مرتبۂ ولایت پر فائز جانتے ہیں، مجتہد کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی جاتی بلکہ پیر کے ساتھ بیعت کرتے ہیں مجتہد میں عدالت شرط ہے کہ واجبات کی بجاآوری اور محرمات سے اجتناب کا اسکو ملکہ ہو، پیر سے شرع کے احکام کی پابندی ساقط سمجھی جاتی ہے، خلاصہ یہ کہ کہاں پیری مریدی اور کہاں اجتہاد و تقلید دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے

علماء مجتہدین کا مرتبہ جن حضرات کی تقلید کا امام نے عوام کو حکم دیا ہے وہ علمائے اعلام ہیں انکی تعظیم اور انکا احترام درحقیقت امام کے حکم کا احترام ہے

اس مقام پر علم اور طالب العلم اور عالم دین کی فضیلت میں جامع الاخبار وغیرہ سے چند حدیثیں لکھی جاتی ہیں جنھیں غور سے پڑھنا چاہیئے،

ایک عالم ستر عابد سے بہتر ہے، مجتہدین دین کے مضبوط قلعے ہیں، علم دین کی

مجلس میں ایک گھڑی بیٹھنا ہزار شہیدوں کے جنازے کی شرکت سے اور بارہ
ہزار مرتبہ پورا قرآن پڑہنے سے بہتر ہے، طالب علم کو خدا اور ملائکہ دوست
رکھتے ہیں اور علم کو وہی دوست رکھیگا جو نیکبخت ہو، جو شخص سات دن
عالم کی خدمت کرے تو ایسا ہے کہ اوسنے سات ہزار برس خدا کی عبادت کی جسنے عالم
یا طالب العلم کی تعظیم کی تو گویا اُسنے ستر ہزار انبیا کا اعزاز کیا، جسنے عالم یا طالب العلم
کی اعانت کی اگرچہ وہ اعانت ایک ٹوٹے ہوئے قلم یا ایک کاغذ کی ہو تو گویا
اُسنے خانہ کعبہ کو ستر مرتبہ تعمیر کیا، جسنے طالبان علم دین کے لئے ایک درہم خرچ
کیا تو گویا اُسنے راہ خدا میں سونے کا پہاڑ دیدیا جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ
وآلہ نے فرمایا ہے کہ جسنے طالب العلم کو حقیر جانا اُسنے مجھے حقیر جانا اور جسنے مجھے
حقیر جانا اُسکے لئے جہنم ہے، نیز فرمایا کہ میری اُمت کے علماء مثل بنی اسرائیل
کے انبیا کے ہیں دوسری حدیث میں فرمایا کہ پروردگار عالم نے حضرت موسیٰ سے
خطاب کیا کہ علماء کی تعظیم کرو اور اُنکی فضیلت کو پہچانو اسلئے کہ میں نے
سوائے انبیاء اور مرسلین کے اپنی تمام خلق پر اُنھیں ایسی فضیلت دی ہے جیسی
آفتاب کو ستاروں پر ہے

نماز کا بیان

باب العبادات میں سب سے مقدم اور اشرف و افضل چونکہ نماز ہے اسلئے اول
نماز کا ذکر کیا جاتا ہے اور اسکا طریقہ اور اُسکے شرائط و مقدمات بیان کیے
جاتے ہیں

نماز کی فضیلت احادیث میں وارد ہے کہ نماز مومن کے لیے معراج ہے نماز دین کا ستون ہے یعنی اگر نماز نہو تو دین کی عمارت منہدم ہو جائے، سب سے پہلے بروز قیامت نماز کا سوال ہوگا اور سب سے پہلے آدمی کے حسن عمل پر نظر کیجائیگی وہ نماز ہے، اگر نماز قبول ہوئی تو اور اعمال بھی قبول ہو جائینگے اور اگر نماز نہ قبول ہوئی تو کچھ قبول نہو گا فرمایا کہ جو نماز کو ہلکا اور کم قدر جانے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور نہ اُسے ہماری شفاعت نصیب ہوگی،

واضح ہو کہ نماز کا ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے، جو مسلمان نماز کے وجوب کا انکار کرے یا نماز کی توہین کرے، اسے ذلیل و حقیر سمجھے یا اسے شرعی عبادت نہ سمجھے وہ مرتد اور کافر ہو جاتا ہے اور جو شخص نماز کو واجب تو جانے لیکن پڑھتا نہو تو وہ فاسق ہے اور بعض روایات میں اُسکو بھی کافر فرمایا ہے جو بطور مجاز ہے ایسے مسلمان کو حاکم شرع سزا دیگا اگر اُسپر بھی نہ پڑھے تو دوبارہ سزا دیگا اور چوتھی مرتبہ میں اُسے قتل کر دیگا،

نماز کی عقلی خوبی نماز اوقات کی پابندی سکھاتی ہے اعضا میں چستی اور چالاکی پیدا کرتی ہے جسمانی عمدہ ریاضت ہے جن اوقات میں سونا عقلا مضر ہے وہاں بیداری کی تعلیم دیتی ہے برائیاں دور کرتی ہے بد افعالی سے روکتی ہے لباس و بدن کو کثافت سے بچاتی ہے نیک صفتیں پیدا کر دیتی ہے اطاعت و فرمانبرداری کا سبق دیتی ہے دل میں معبود کی وقعت بڑھاتی ہے،

فروعِ دین کیلئے دلیل عقلی طلب کرنا بے عقلی ہے

اس زمانے میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو نماز روزہ، حج، زکوۃ ہر چیز کیلئے عقلی دلیل طلب کیا کرتے ہیں اور جبتک ایسی دلیل نہ بتائی جائے اس عمل کو تسلیم نہیں کرتے اگرچہ بحمدہ تعالیٰ اسلام کا ہر حکم حکمت و مصلحت کا پہلو لیے ہوئے ہے اور اسمیں عقلی فوائد ضرور موجود ہیں لیکن یہ طریقہ بالکل کجی کا ہے عقل بتارہی ہے کہ کسی مذہب کی جانچ اگر منظور ہو تو اُسکے اصول کی جانچ کیجائے اور جب عقل کے ذریعہ سے مذہبی اصول مان لیے جائیں تو اسکے فروع و احکام میں چون وچرا کا موقع نہیں پس اگر اسلام میں کچھ کلام ہو تو اعتقاد توحید و نبوت و معاد کی جانچ کر لیجئے اور جب مثلاً ثابت ہو جائے کہ نبوت کا اعتقاد حق ہے اور کسی شخص کو نبی برحق تسلیم کر لیا جائے تو پھر اسکے بعد اُسنے جو حکم دیا ہو جو کچھ ارشاد فرمایا ہو بے قیل وقال ماننا چاہیئے البتہ اس بات کی تحقیق ضرور مناسب بلکہ لازم ہے کہ اس نبی نے ایسا حکم دیا ہے یا نہیں پس جبکہ ثابت ہو گیا کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ نبی برحق ہیں اور ثابت ہو گیا کہ انھوں نے مثلاً نماز کا حکم دیا ہے اور فلاں نماز میں اتنی رکعتیں اور فلاں میں اتنی رکعتیں ارشاد کی ہیں تو ہمیں دریافت کرنے یا اعتراض کرنیکا ہرگز موقع نہیں ہے کہ ظہر کیلئے حضرت نے چار رکعتیں کیوں قرار دیں اور مغرب کیلئے تین اور صبح کیلئے دو کیوں قرار دیں حضرت جو کچھ حکم دیں انکی نبوت کے ماننے والوں کو اسکا ماننا لازم ہوگا اور شک وشبہ کرنا بالکل بے عقلی قرار پائیگا اُسکی مثال یہ ہے کہ ہمارے سامنے اگر کوئی دنیاوی ملکی قانون بیان کیا جائے تو

اُسکا جاری کیا ہوا ہی یا نہیں، مگر جب معلوم ہو جائے کہ یہ بادشاہی حکم ہے تو پھر یہ کہنا بالکل بیموقع ہے کہ بادشاہ نے یہ حکم کیوں دیا حالانکہ بادشاہ معصوم نہیں اور نبی معصوم ہوتا ہی، وہاں غلطی کا امکان ہی یہاں غلطی سے اطمینان ہے،

واجب و سنت نمازونکا بیان

واجب نمازیں نماز یومیہ، نماز جمعہ، نماز عیدین، نماز آیات، نماز طواف نماز میت نماز نذر و یمین وغیرہ ہیں، سنتی نمازیں کثیر ہیں جن میں نوافل یومیہ سب سے افضل ہیں،

یومیہ واجب نمازیں پانچ ہیں جنکی کل سترہ رکعتیں ہیں اور تفصیل یہ ہے نماز صبح دو رکعت، نماز ظہر چار رکعت، نماز عصر چار رکعت، نماز مغرب تین رکعت نماز عشا چار رکعت،

نوافل یومیہ روزانہ سنتی نمازیں اٹھارہ ہیں جنکی چونتیس رکعتیں ہیں، نافلہ صبح ایک نماز دو رکعت، نافلہ ظہر و عصر چار چار نمازیں آٹھ آٹھ رکعت نافلہ مغرب دو نمازیں چار رکعت، نافلہ عشا ایک نماز کھڑے ہو کر ایک رکعت یا بیٹھ کر دو رکعت نافلہ تہجد نماز شب چار نمازیں آٹھ رکعت، نماز شفع ایک نماز دو رکعت نماز وتر ایک نماز جو ایک ہی رکعت ہے،

نماز کے بیان سے قبل طہارت و اوقات نماز اور استقبال قبلہ اور نماز گزار کے لباس و مکان کا بیان ضروری ہے

طہارت کا بیان طہارت کی دو قسمیں ہیں ایک حدثی دوسرے خبثی

نہیں اُسکو طہارت خبثی کہتے ہیں جیسے کسی نجس چیز کا پاک کرنا،

اور جب طہارت میں تقرب خدا کی نیت ضروری ہو اُسکو طہارت حدثی کہتے ہیں

اور حقیقی طہارت یہی ہو اور اسکی تین قسمیں ہیں، اوّل وضو دوسرے غسل تیسرے تیمم جنکا تفصیلی بیان آئیگا،

طہارت خبثی میں نجاسات اور انکی پاک کرنے والی چیزیں اور پاک کرنے کا طریقہ جو شرع میں معتبر ہے بیان کیا جاتا ہے،

تنبیہ طہارت و نجاست کوئی عقلی حکم نہیں ہو اور نہ کوئی چیز بالذات نجس ہے نہ طہارت ذاتی صفت ہے بلکہ یہ شرعی بات ہے شارع نے جسکو نجس بتادیا وہ نجس ہے اور ہمیں لازم ہے کہ اُسے نجس جانیں اور اجتناب کریں اور جسے پاک بتادیا اُسکو پاک جاننا ہمارا فرض ہے خداوند عالم کی رحمت ہے کہ اُسنے دنیا کی ہزاروں لاکھوں چیزوں میں چند چیزیں تو نجس قرار دیں اور باقی تمام اشیا کو پاک و طاہر قرار دیا تاکہ اُسکے بندوں کو زحمت نہو اور شارع نے مفید عام قاعدہ یہ ارشاد فرمایا کہ کل شیٔ طاہر حتی تعلم انہٗ قذر یعنی ہر چیز پاک ہو جبتک یقین اس بات کا نہو جائے کہ یہ چیز نجس ہو،

نجاسات کا بیان

نجاسات دس ہیں اوّل و دوّم بول و براز اُس حیوان کا جسکا خون جہندہ اور گوشت حرام ہو عام اس سے کہ اُسکے گوشت کی حرمت اصلی ہو یا کسی دوسرے سبب سے اُسکا گوشت حرام ہو گیا ہو جیسے ...

فضلہ ہو جائے یا اُسنے ان خوک کا اسقدر دودھ پیا ہو کہ جسں سے ہڈی میں مضبوطی پیدا ہو گئی ہو یا کسی انسان نے اس حیوان کے ساتھ وطی کی ہو کہ ان وجوہ سے حلال جانور حرام ہو جاتے ہیں، اور جن حیوانات کا خون جہندہ نہو مثل مچھر اور مکھی وغیرہ کے تو انکا بول و براز پاک ہے تیسرے خون جہندہ رکھنے والے حیوان کی منی خواہ حیوان حلال گوشت ہو یا حرام گوشت۔ انسان ہو یا غیر انسان،

چوتھے خون جہندہ رکھنے والے ہر حیوان کا خون خواہ حلال گوشت کا ہو یا حرام گوشت کا مقدار میں کم ہو یا زیادہ مگر ذبیحہ کے جسم میں معمولی مقدار نکلنے کے بعد جو خون بچا رہتا ہے خواہ قلب میں یا کبد میں یا رگوں میں یا گوشت میں یا دیگر اعضا میں وہ پاک ہے لیکن کھانا اسکا حرام ہے مگر جسقدر کہ گوشت کا جزو شمار کیا جائے! اور جو خون ذبح یا نحر میں نکلتا ہے یا گردن پر بعد ذبح رہ جاتا ہے وہ نجس ہے

پانچویں خون جہندہ رکھنے والے ہر حیوان کا **مردہ** اور اسی طرح وہ اجزا جو زندگی میں اسکے جسم سے جدا ہو جائیں، مگر جن اجزا میں جان نہیں ہوتی وہ مرنے سے یا زندگی میں جسم سے جدا ہونے سے نجس نہیں ہوتے مثل بال، ناخن، دانت ہڈی، سینگ اور کھر کے اور اسی طرح جاندار چھوٹے چھوٹے اجزا بھی اگر زندگی میں جدا ہو جائیں تو نجس نہیں ہوتے جیسے کھرنڈ یا وہ کھال جو ہونٹوں پر سے یا خارش میں جدا ہو جاتی ہے،

چھٹے اور ساتویں کتا اور سور جنگلی اور ان دونوں کے وہ اجزا بھی نجس ہیں جنمیں جان

نہیں ہی اور دریائی سگ و خوک نجس نہیں ہیں،

آٹھویں کافر یعنی جو عقائد اسلام کا منکر ہو خواہ کافر اصلی ہو یا مرتد ہو یعنی جو بعد اسلام کے کافر ہو گیا ہو اور اُنکے وہ اجزا بھی جنمیں جان نہیں ہوتی نجس ہیں، اور چھوٹے بچے کفار کے بھی اِسی حکم میں داخل ہیں،

نویں شراب اور ہر نشہ لانے والی چیز جو اصل میں رقیق ہو اگرچہ کسی وجہ سے خشک بھی ہو جائے اور انگور کا پانی جب جوش کھا کر گاڑھا پڑ جاے اور قوام تیز ہو جائے تو حرام ہو جاتا ہے اگرچہ نشہ اسمیں نہو اور نجاست اسکی اختلافی ہی مگر علی الاحوط نجس ہی کشمش، خرما، منقے کے پانی سے جوش کھانے بعد احتیاط چاہیئے اور اگر سُکر پیدا ہو جائے تو نجس و حرام ہی، کشمش داغ کرنے سے نجس نہیں ہوتی لیکن بغیر داغ کے پلاؤ وغیرہ میں ڈالنا کہ اُسمیں جوش آجائے خلاف احتیاط ہی اور فقاع (شراب جو) بھی نجس ہی جبتک فقاع کا نام اُسپر بولا جائے،

دسویں پسینہ اُس شخص کا جو بطور حرام جنب ہوا ہو خواہ زنا کیا ہو یا لواطہ یا کسی جانور سے وطی کی ہو اور زوجہ سے حالت حیض میں یا حالت صوم میں، یا زمانۂ ظہار[ع٥] میں وطی کرنے سے جو پسینہ آئے اُس سے بنا بر احوط اجتناب چاہیئے

نجاستہاے مذکورہ سے جو چیزیں اثر پذیر ہوں اُنکو **متنجس** کہتے ہیں، کسی متنجس چیز کا پاک کرنا بالذات یعنی بغیر کسی دوسری ضرورت کے واجب نہیں البتہ مستحب ہی،

ع٥ زوجہ کی پشت کو اپنی ماں کی پشت سے تشبیہ

ہاں نماز و طواف کی صحت میں لباس اور بدن سے نجاست کا دور کرنا شرط ہے
اور اسی طرح سجدے میں پیشانی رکھنے کا مقام پاک ہونا ضروری ہے اور اگر برتن
نجس ہوجائیں اور کھانے پینے میں انکا استعمال برطوبت کرنا مقصود ہو تو اُنکا
پاک کرنا لازم ہے اور محترم چیزیں مثل مسجد اور ورق قرآن کے اگر نجس ہو جائیں
تو اُنکا پاک کرنا واجب ہے اور یہی حکم ضریح مقدس کا ہے علی الاحوط،
نجس العین چیزوں سے فائدہ اٹھانا علی الخصوص میت سے علی الاحوط ممنوع ہے
مگر فضلہ کا کھاد کے لیئے اور نجس روغن کا جلانے کے لیئے استعمال کرنا مستثنیٰ ہے،

مطہرات پاک کرنے والی چیزیں گئی ہیں، ایک پانی، دوسرے آفتاب
تیسرے زمین چوتھے اسلام پانچویں آب انگور کا جوش کھانے کے بعد بقدر
دو ثلث (⅔ حصہ) کم ہوجانا چھٹے انتقال یعنی نجس چیز کا ایک مقام سے دوسرے
مقام میں پہونچکر اسی کا جزء محسوب ہوجانا، ساتویں نجاست کا خود بخود آدمی
کے باطنی اعضاء سے اور دیگر جانوروں کے باطنی و ظاہری اعضا سے دور ہوجانا
آٹھویں تبعیت یعنی ایک شئے کے پاک ہوجانے سے دوسری شئے کا خود بخود
پاک ہوجانا جیسے کنویں کے پاک ہوجانے سے رسی، ڈول، جگت وغیرہ کا پاک ہوجانا، نویں
استحالہ یعنی ایک چیز کا دوسری چیز ہوجانا یعنی اپنی صورت نوعیہ چھوڑکر دوسری صورت
نوعیہ میں آجانا دسویں استبراء اسی طرح اور چیزیں بھی مطہرات میں شمار کی گئی ہیں
جو ضمناً آگے بیان میں معلوم ہوجائینگی،

سلہ فضلہ خوار جانوروں کو ایک محدود مدت تک اُنکی عادت سے روکنا،

مطہرات کی تفصیل اور اُسکے احکام پہلا مطہر آب مطلق ہے، اور مراد اُس سے وہ پانی ہے جسکو بلا قید پانی کہہ سکیں اور اگر کوئی قید بڑھائیں بھی تو وہ ضروری نہو جس طرح دریا کا پانی، منہ کا پانی، نہر کا پانی میں مقامات میں فقط پانی کہنا بھی صحیح ہے،

اسکے مقابل میں آب مضاف ہے یعنی جس میں جب تک کوئی قید بڑھائیں پانی حقیقۃً اُسے نہیں کہتے جیسے گلاب عرق گاؤزبان کاسنی کا پانی کہ یہاں فقط پانی نہیں کہا جاتا،

آب مطلق ہر نجاست کو پاک کرسکتا ہے بشرطیکہ وہ نجاست پاک ہونے کے قابل ہو پس آب مضاف یا شوربا یا کوئی روغن اگر نجس ہو جائے تو پاک نہیں ہوسکتا اسلیئے کہ یہ چیزیں پاک ہونے کے قابل ہی نہیں ہیں،

آب مطلق میں اگر نجاست ملجائے تو بلحاظ احکام متعلقہ اُسکی چند قسمیں کیگئی ہیں، ایک آب جاری دوسرے آب باراں تیسرے آب چاہ چوتھے آب حمام پانچویں آب راکد چھٹے وہ جس میں کسی جانور کا جسم لگ جائے اور اُسکو سؤر کہتے ہیں ساتویں دھوون کسی چیز کا جسکو غسالہ کہتے ہیں،

آب جاری وہ پانی ہے جو زمین سے پھوٹ کر بہنے لگے یہ پانی کسی نجاست سے نجس نہیں ہوتا ہاں اگر نجاست کا رنگ یا بو یا مزہ پانی میں اثر کرجائے تو نجس ہو جائیگا لیکن اگر متنجس یعنی نجس شدہ چیز کا رنگ یا بو یا ذائقہ اثر کرے مثل اسکے کہ رنگا ہوا کپڑا کافر کا ہاتھ لگنے سے نجس ہو جائے اور اُس کپڑے کی سرخی پانی میں اثر

کرکے تغیر کردے تو پانی نجس ہوگا بشرطیکہ پانی مضاف ہوجائے اور جاری پانی کا جب تغیر زائل ہوجائے گا تو وہ خود بخود پاک ہوجائیگا، آب جاری کُر اور کم از کُر دونوں برابر ہیں

آب باراں جب مینھ برس رہا ہو تو وہ آب جاری کے حکم میں ہے مگر مینھ تھم جانے کے بعد آبِ راکد کا حکم اُسپر جاری ہوجائیگا جو آگے بیان ہوگا،

آب چاہ بھی جاری کے حکم میں ہے جبتک نجاست کے باعث سے اُسمیں تغیر نہو نجس نہیں ہوتا البتہ فرق یہ ہے کہ کنوئیں میں درصورت عدم تغیر نجاستوں کے گرنے سے پانی کھینچنا سنت ہے اور ہر نجاست کے لیئے خاص مقدار پانی کی معین ہے جسکی تفصیل حاشیہ پر ہے، ملہ

آب حمام بھی آب جاری کے حکم میں ہے اگر حمام کے چھوٹے حوضوں کا پانی ایک بڑے حوض سے دجو کر ہر بار زیادہ ہو جسے مادہ کہتے ہیں، ملا ہوا ہو

ملہ چھوٹی چڑیا اگر گر کے ... یا دودھ پیتے بچے کا پیشاب اور چوہا ... تو ایک ڈول، سانپ بچھو چھپکلی ... ڈول ... بلی یا بڑی مرغی ... [illegible]

... کیلئے ... ڈول خون ... [illegible]

اور اگر چھوٹے حوض اور مان مل کر بقدر کر یا زیادہ ہوں تو بھی یہی حکم ہوگا.

آب راکد ٹھہرے ہوئے پانی کو کہتے ہیں جیسے تالاب یا حوض کا پانی یا مٹکے اور گھڑے کا پانی، اس پانی کی دو قسمیں ہیں، **قلیل** یعنی کر سے کم **کثیر** یعنی کر بھر یا کر سے زائد، قلیل پانی نجاست کے ملتے ہی نجس ہو جاتا ہے پس اگر تغیر نہیں ہوا تو اُسکے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کر بھر پانی اُسپر ایکدفعہ ڈالدیں اور در صورت تغیر یہ بھی شرط ہے کہ کر ڈالنے سے پہلے یا ساتھ ہی اُسکے تغیر بھی زائل ہو جائے،

آب کثیر ملاقات نجاست سے نجس نہیں ہوتا البتہ نجاست سے اُسمیں اگر تغیر پیدا ہو جائے تو نجس ہو جائے گا اور کر بھر پانی کے دفعۃً ملنے سے پاک ہو جائیگا بشرطیکہ تغیر بھی زائل ہو جائے اور قلیل و کثیر دونوں طرح کا پانی بارش سے بھی پاک ہو جاتا ہے اور اگر آب جاری (مثل آب دریا و آب نہر کے) اس سے ملجائے تو بھی پاک ہو جائے گا، کر بھر پانی وہ ہے جو پیمائش میں (۳½) ساڑھے تین بالشت مکسّر کی مقدار میں ہو جو ۴۲⅞ بالشت سطح کے برابر ہے چاہے وہ مقام جہاں پانی ہے مربع ہو یا مستطیل یا مدور یا کوئی دوسری شکل لیکن مساحت میں کم نہو، یا وزن میں بارہ سو رطل عراقی بھر ہو جو انگریزی وزن سے قریب دس من کے ہوتا ہے،

سؤر یعنی وہ قلیل پانی جسمیں کسی حیوان کا کوئی عضو لگ جائے اس پانی کا حکم اُس حیوان کے حکم کا تابع ہے جسکا جسم اس پانی میں لگ گیا ہے

اگر وہ طاہر ہے تو یہ سور بھی پاک ہے اور اگر وہ حیوان نجس ہے تو یہ پانی بھی نجس ہوگا، پس کافر اور سگ و خوک کا سور نجس اور باقی کل حیوانات کا سور پاک ہے اگر اُن حیوانات کے اعضا پاک ہوں، البتہ اگر وہ عضو جو پانی تک پہونچا ہے نجس ہو تو یہ سور بھی نجس ہوگا، اور گدھے، گھوڑے، خچر کا سور اور اُس زن حائض کا سور جو بے احتیاط ہو مکروہ ہے اور مومن کا سور شفا ہے،

وضو کرنے میں جو پانی استعمال ہو وہ طاہر بھی ہے اور مطہر بھی اور غسل کا پانی پاک تو ہے مگر دوبارہ اُس سے وضو یا غسل نہ چاہیئے،

آب غسالہ نجاست کے پاک کرنے میں جو پانی نجس چیز سے جدا ہوتا ہے اگرچہ صاف رہے اُس سے نہ وضو و غسل ہو سکتا ہے نہ دوبارہ کوئی چیز پاک کر سکتے ہیں

آب مضاف اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو مثلاً گلاب کا ایک حوض بھرا ہوا ہو یا شوربے کی دیگ بھری ہو بمجرد ملاقات نجاست کل نجس ہو جاتا ہے، آب مضاف اگر نجس ہو جائے تو اسکے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آب کثیر میں اُسکو ڈالدیا جائے اور وہ آب کثیر میں مل کر آب مطلق کہا جائے،

آفتاب جو دوسرا مطہر ہے وہ تمام غیر منقول چیزوں کو پاک کرتا ہے مثل دیوار، سقف، زمین، ستون، درخت، زراعت، پھل وغیرہ کے اور شرط یہ ہے کہ نجاست جرم دار نہو اور تابش آفتاب سے خشک ہو جائے اگر نجاست بغیر دھوپ کے خشک ہو گئی ہو تو اُسکو پھر تر کر دیا جائے اور آفتاب

اسکو خشک کردے تب پاک ہوجائیگی

اگر زمین کے بالائی سطح اور اندرونی حصہ سب نجس ہو اور سب کو دہوپ خشک کردے تو سب پاک ہوجائیگا،

منقول چیزوں میں فقط چٹائی آفتاب سے پاک ہوسکتی ہے

زمین جو تیسرا مطہر ہے وہ پانوں کے تلووں اور کھڑاوں اور جوتے کے تلے کو جس میں نجاست لگ گئی ہو عین نجاست صاف ہوجانے پر) پندرہ قدم راہ چلنے سے پاک کردیتی ہے،

اور مٹی کے تین پاک ڈھیلے مبرز کو پاک کردیتے ہیں جسکا بیان آئے گا بنابر احوط زمین اشیائے مذکورہ کو اسوقت پاک کریگی جب وہ خود خشک اور پاک ہو اور تلوے وغیرہ گیلے ہوں،

اسلام جو چوتھا مطہر ہے وہ کافر اصلی اور مرتد ملی کو پاک کردیتا ہے، ادہر اسنے شہادتین اور عقائد اسلام کا اقرار کیا ادھر اسکا جسم پاک سمجھا گیا اگرچہ دلی حالت کا علم حاصل نہ ہو

مرتد فطری کے باب میں بیان ہوچکا اسکی توبہ پر جب تک پورا اطمینان نہو پاک نہ سمجھا جائیگا،

مسلمان ہوجانے سے کافر کا آب دہن، آب بینی، ناخن، بال سب پاک ہوجاتا ہے

پاک کردیتا ہے پس اگر جوش کے سبب سے آب انگور نجس مانا جائے جیسا کہ احوط ہے تو جل کر دو حصہ کم ہوجانے سے جو ایک حصہ اُسکا باقی رہجائیگا پاک ہوجاے گا،

انتقال جو چھٹا مطہر ہے اُسکی صورت یہ ہے کہ مثلاً آدمی کا خون کھٹمل یا مچھر کے بدن میں چلا جائے اور یہ کہنے کی نوبت آجائے کہ یہ خون مچھر یا کھٹمل کا ہے تو پاک ہوجائے گا، یا نجس پانی درخت یا کھیتی میں دیا جائے اور اُسکے رگ وریشہ میں پہونچ جائے اور یہ کہا جائے کہ یہ درخت یا کھیتی کی رطوبت ہے تو وہ پانی پاک ہے،

زوال عین جو ساتواں مطہر ہے اُسکی صورت یہ ہے کہ مثلاً انسان کا منھ یا ناک اندر سے نجس ہوجائے پھر اصل نجاست زائل اور صاف ہوجائے تو ناک اور منھ خودبخود پاک ہوجائے گا،

دیگر حیوانات کے ظاہری جسم کا بھی یہی حکم ہے کہ صرف نجاست کے زائل ہوجانے سے پاک ہوجاتا ہے،

تبعیت جو آٹھواں مطہر ہے اُسکی صورت یہ ہے کہ مثلاً آب چاہ درحالیکہ نجس ہوجائے اور اُسکو نزح سے یعنی پانی کے ڈول کھینچ کر پاک کیا جائے تو اُسکے بعد ڈول رسی کنوئیں کے کنارے بھی پاک ہوجائینگے،

اسی طرح آب انگور دو ثلث کم ہوجانے سے چمچہ اور پتیلی بھی پاک ہوجائیگی اور شراب سرکہ ہوجائے تو اُسکا برتن بھی پاک ہوجائیگا، اور کافر اگر مسلمان ہوجائے تو اُسکی نابالغ اولاد اُسکے ساتھ خودبخود پاک سمجھی جائیگی

استحالہ جو نواں مطہر ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ نجس چیز اپنی حقیقت چھوڑ کر پاک چیز کی صورت میں آجائے اور اس دوسری چیز کا نام اُس پر صادق آنے لگے، مثلاً نطفے سے طاہر الجسد حیوان بنجائے تو پاک سمجھا جائیگا، یا کوئی چیز آگ میں جل کر راکھ ہو جائے یا بھاپ یا دھواں ہو جائے یا فضلہ مٹی ہو جائے، لیکن نجس العین چیز کا عرق پاک نہو گا، اور اگر شراب کسی تدبیر یا بغیر تدبیر کے سرکہ ہو جائے تو وہ بھی پاک ہو جائیگی مگر یہ استحالہ نہیں بلکہ انقلاب ہے، لیکن اگر شراب میں کوئی اور نجاست بھی گر گئی ہو اور اُسکے بعد وہ شراب سرکہ ہو جائے تو پاک نہ ہو گی،

واضح ہو کہ گنے کا رس اگر نجس ہو تو سرکہ ہو جانے سے پاک نہو گا اسی طرح نجس گندھا ہوا آٹا روٹی ہو جانے سے اور نجس دودھ دہی ہو جانے سے اور نجس لکڑی کوئلہ ہو جانے سے پاک نہو گی۔

استبرا جو دسواں مطہر ہے وہ فضلہ خوار حیوان کو پاک کر دیتا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ ایسے حیوان کو ایک محدود مدت تک محفوظ رکھیں تاکہ اُسکی یہ عادت ترک ہو جائے اور اُس مدت تک کوئی دوسری غذا کھاتا رہے اور اب اُسکو فضلہ خوار نہ کہیں یعنی یہ نام اُس سے زائل ہو جائے اور وہ مدت اونٹ کے لیئے چالیس دن اور گائے کے لیئے بیس دن اور بکری کے لیئے دس دن اور خانگی مرغ کیلیے پانچ دن کی ہے علاوہ مذکورات کے غسل میت مسلمان کی میت کے لیئے اور پانی کی معین مقدار کنوئیں سے کھینچنا آب چاہ کے لیئے مطہر ہے درصورتیکہ آب چاہ نجس فرض کرلیا جائے،

اسی طرح ذبح کے وقت خون کی معمولی مقدار کا نکل جانا باقیماندہ خون کے لیے جو جسم کے اندرونی حصے میں رہجائے مطہر ہے اور غسالہ کا جدا ہو جانا نجس شئے کیلئے مطہر ہے،

غیبت کو بھی مطہرات میں شمار کیا ہے اگرچہ درحقیقت غیبت خود مطہر نہیں ہے بلکہ طہارت کو ثابت کرنیوالی ہے، بہر طور اگر کسی کا جسم یا لباس یا برتن نجس ہو جائے پھر وہ شخص اور وہ نجس شدہ چیز سامنے سے ہٹ جائے اور اتنی مدت گذر جائے کہ اس میں طہارت کی گنجائش ہو اور پاک کر لینے کا احتمال بھی ہو پس اگر اسکے بعد نجس شدہ چیز سامنے آئیگی تو پاک سمجھی جائیگی مگر شرط یہ ہے کہ وہ شخص جاتے وقت علم رکھتا ہو کہ اسکی یہ شئے نجس ہے اور پھر اسکو مدت مذکورہ گزرنے کے بعد پاک چیز کے استعمال کی طرح استعمال بھی کرے پس اگر یقین ہو کہ پاک نہیں کیا تو غیبت مفید نہو گی اور اگر وہ ایسا ہے جسے نجاست کی پروا نہو تو بھی طہارت کا حکم مشکل ہے

طہارت و نجاست کا مفید قاعدہ

جنس العین چیزوں کے سوا ہر چیز محکوم بطہارت ہے جب تک اسکی نجاست کا یعنی نجس چیز سے اسکے نجس ہو جانے کا علم نہو جائے شرع کا حکم ہے کہ ہم اُسے پاک جانیں، پس اگر نجاست کا احتمال وہم گمان ہو تو اسکا اعتبار نہیں ہاں اگر قطعی اور یقینی قرائن نجاست کے پائے جائیں یا دو عادل گواہی دیں کہ یہ چیز نجس ہو گئی

ہے یا ذوالید یعنی جو مالک اُسکا ہے یا جسکے قبضہ میں ہے وہ خبر دے کہ یہ چیز نجس ہے تو وہ چیز نجس سمجھی جائیگی اور ایک عادل کی گواہی سے اگر نجاست کا گمان بھی ہو جائے تو احتیاط چاہیے۔ اس سے ان تمام چیزوں کا حکم جو ممالک کفار سے آتی ہیں مثل بسکٹ و عرق و ادویہ وغیرہ کے واضح ہو جاتا ہے، گوشت کھال اور اسی طرح دیگر اجزائے حیوانی اگر کفار سے لیے جائینگے تو نجس سمجھے جائینگے تاوقتیکہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ یہ ذبیحہ کے اجزا ہیں، جوتا، دستانے، چمڑے کے تسمے جو ٹوپی یا دیگر لباس میں ہوتے ہیں اسی حکم میں ہیں گھی، دودھ، پنیر، دہی، مکھن انڈے بھی اگرچہ حیوانی اجزا ہیں لیکن انپر گوشت کا حکم جاری نہو گا اسلئے کہ ان میں حیات کا حلول نہیں ہوتا بلکہ انکا حکم طہارت و نجاست میں وہی ہو گا جو غیر اجزائے حیوان کا حکم ہے یعنی جب تک نجاست ثابت نہو یا یہ معلوم نہو جائے کہ یہ چیزیں حرام جانور کی ہیں پاک سمجھینگے اگرچہ کافر سے بھی لیں مرے ہوے حلال جانور کے پیٹ کا انڈا اگر چھلکا سخت ہو گیا ہو حلال ہی مگر دودھ سے اجتناب چاہیے

جب کسی چیز کے نجس ہو جانے کا علم ہو جائے پھر اُسپر طہارت کا حکم جاری کرنے کے لیے طہارت کا یقین درکار ہے مثلاً خود اُسکو طاہر کرے یا دوسرے کو بطور صحیح طاہر کرتے ہوے دیکھے یا عادل یا مالک و قابض اُسکے پاک ہو جانے کی خبر دے یا کسی دوسری طرح طہارت کا یقین حاصل ہو جائے اگر نجس چیز

کا طریقہ شرعیہ جانتا ہو،

مسئلہ اگر نجس کپڑا دھوبی کو دیا جائے اور اُسے نجاست کی خبر نہ دی جائے یا پاک کرنے کا اُسے حکم نہ دیا جائے تو اسکے دھوئے ہوے کپڑے کو پاک نہ سمجھا جائیگا البتہ اگر علم ہو جائے کہ اُسے باقاعدہ پاک کرلیا ہے یا طہارت حاصل حاصل ہوگئی ہے پاک ہوگا، ہاں جب اُسکو مطلع کردیا جائے کہ کپڑا نجس ہے اسکو پاک کرلینا اور وہ کہے کہ میں نے پاک کرلیا ہے اور تطہیر کا طریقہ اُسے معلوم بھی ہو تو پاک سمجھا جائیگا،

کسی چیز کے نجس ہو جانے کی صورتیں

نجس العین چیز جب کسی پاک چیز سے اس طرح ملے کہ اُن دونوں میں ایک مرطوب ہو تو پاک چیز نجس ہو جائیگی اور نجس شدہ جب اس طرح کسی اور پاک چیز سے ملیگی تو وہ بھی نجس ہو جائیگی اور اگر رطوبت نہ ہو یا ایسی کم ہو کہ سرایت نہ کرے تو نجاست اثر نہ کریگی،

تطہیر کا بیان

نجس چیزوں کی نجاست دور کرنا اور انھیں پاک کرلینا سنت ہے اور جبتک کوئی شرعی ضرورت نہ ہو واجب نہیں ہے، اگر مسجد یا مصحف یا اسی طرح کے واجب الاحترام چیز نجس ہو جائے تو اسکا پاک کرنا واجب ہے اور درصورتیکہ پاک ہوں تو انکا نجس کرنا حرام ہے اور نماز و طواف کے لیئے بدن اور لباس کا تابہ امکان پاک ہونا شرط ہے اسی طرح سجدے کی جگہ کا حکم ہے اور کھانے

پینے کے لئے کھانے پینے کی چیزوں کا اور بر طوبت استعمال کرنے کے لیئے برتنوں کا پاک ہونا شرط ہے، نجس چیزوں کا کھانا پینا اور نجس برتنوں میں مرطوب چیزونکا کھانا پینا جائز نہیں حرام ہے

پانیسے نجس چیزونکے پاک کرنیکا طریقہ

نجس ہو جانے کے بعد تمام چیزوں کے پاک کرنے کا طریقہ یکساں نہیں ہے اور نہ ہر نجاست کا حکم یکساں ہے بلکہ مختلف چیزیں مختلف نجاستوں سے جدا طریقہ سے پاک ہوتی ہیں لیکن ہر طریقے میں پاک کرنے سے پہلے عین نجاست کا دور کرنا لازم ہے اگر زوال عین کے بعد نجاست کا رنگ یا اُسکی بو دور نہو سکے اور باقی رہجائے تو مضائقہ نہیں **پس** اگر کپڑا یا بدن پیشاب سے نجس ہو جائے اور آب قلیل سے پاک کریں تو دو مرتبہ دہونا اور نچوڑنا ضرور ہے اور آب کثیر میں بھی احوط یہی ہے، آب جاری میں ایک مرتبہ کافی ہے، بول کے سوا دوسری نجاستوں میں ایک مرتبہ دہونا چاہیے اور دو دفعہ احوط ہے **برتن** اگر اندر سے نجس ہو جائیں تو قلیل پانی سے تین مرتبہ دہونا چاہیے اور آب کثیر میں بھی یہی اولی ہے، اگر برتن میں کتا پی جائے یا سور تو سات مرتبہ علی الاحوط دہونا لازم ہے، پہلی مرتبہ سوکھی مٹی سے پھر گیلی مٹی سے پھر پانی سے **اور** اگر شراب سے برتن نجس ہو جائے یا صحرائی چوہا اُس میں مرجائے تو بھی سات مرتبہ احوط ہے **اگر** برتن اوپر سے نجس ہو جائے تو اُسکا وہی حکم

پانی سے خوب تر کر دینا کافی ہے نچوڑنے کی ضرورت نہیں **قروح** د جروح کا
خون نجس ہے البتہ جب تک بند نہو جائے اسی طرح نماز پڑھ سکتے ہیں پاک
کرنے کی تکلیف نہیں خواہ یہ خون بدن میں ہو یا لباس میں البتہ دوسرے
شخصوں کے لئے معاف نہیں ہے **درہم** بغلی سے جو خون مقدار میں کم ہو اُسکا
بھی معافی میں یہی حکم ہے بشرطیکہ یہ خون حیض و استحاضہ و نفاس کا نہو اور
نجس العین کا بھی نہو **درہم** بغلی کی مقدار ہتھیلی کے گڑھے کے برابر ہے اور بنا بر
احوط انگوٹھے کے ناخن کی مقدار پر اقتصار چاہیے، اتنا خون ایک مقام میں
ہو یا متفرق ہو برابر ہے،

کپڑا پاک کرنیکا طریقہ اگر کپڑا رنگین ہے اور رنگ کچا ہے تو اول
اسقدر دہوئیں کہ رنگ چھوٹنا موقوف ہو جائے پھر اُسکے بعد پاک کریں اور
اگر رنگ پکا ہے تو اُسی طرح پاک کرلیں کپڑا دو مرتبہ دہونے اور نچوڑنے سے
پاک ہو جاتا ہے، آب کثیر میں ایک مرتبہ دہونا نچوڑنا کافی اور دو مرتبہ
احوط ہے،

چند مسئلے اگر کسی برتن میں نجس پانی بھرا ہوا اور اُسپر مینہ برس جائے پاک
ہو جائیگا اگر ہاتھ میں خون لگا ہوا ور زمین پر مل ڈالنے سے چھٹ جائے پاک
نہو گا پانی سے دہونا لازم ہے اگر کوئی عضو چکنا ہوا ور نجس ہو جائے
تو اول چکنائی دور کرنی چاہیے پھر پاک کرنا چاہیئے **کر بھر**
پانی میں اگر نجس ہاتھ ڈالا جائے اور پانی کی سطح ...

یعنی پانی کے اندر ایک مقام سے دوسری جگہ ہٹا لیا جائے تو دو مرتبہ دھونا صادق آجائے گا **نجس** تنور یا مٹی کے نجس برتن آگ سے پاک نہیں ہو سکتے **نجس** العین چیز (ل) کا عرق نجس ہے **پانی** اگر بغیر نجاست کے بدبو ہو جائے جس طرح حقہ کا پانی یا خود بخود رنگ بدلجائے تو نجس نہوگا،

برتنوں کے احکام سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا پینا اور ان سے وضو یا غسل یا طہارت کرنا یا اُن سے مسجدوں اور مشاہد مشرفہ کی زینت کرنا مکانات میں بغرض زینت رکھنا حرام ہے بلکہ ذخیرہ کرنا بھی حرام ہے بیع و شرا بلکہ بنانا اور بنانے کی اجرت لینا بھی حرام ہے اجرت اور قیمت بھی حرام ہے اور توڑ ڈالنا اسکا واجب ہے بلکہ غیر شخص کو بھی توڑ ڈالنا چاہیئے اگر قادر ہو، البتہ اگر برتنوں کو برتن اور اسکی صورت کے لحاظ سے بیع نہ کرے، اور بلحاظ چاندی یا سونے کے بیع کرے یا توڑ ڈالنے کے لئے تو بیع و شرا جائز ہے، سونے چاندی کے ملمع برتنوں سے بھی اجتناب احوط ہے نقرہ کوب اور طلا کوب یعنی بدری برتنوں کا استعمال جائز ہے مگر مکروہ ہے جن برتنوں پر چاندی سونے کا خول ہو یا تیر جڑے ہوے ہوں ان کا استعمال بھی ممنوع ہے لیکن جو کھانے پینے کی چیز ان برتنوں میں رکھی جائیگی وہ حرام نہو جائیگی جب دوسرے برتن میں پہونچ جاے استعمال کر سکتے ہیں اگرچہ نکالنے والا گنہگار ہوگا اس لیئے کہ نکالنا بھی استعمال ہے، کھرا یا ناقص سونا یا چاندی خالص سونے چاندی کے حکم میں ہے اور انگریزی سونا چاندی اگر حقیقۃً سونا اور چاندی ہے تو اسکا حکم بھی یہی ہے اور اگر حقیقۃً ...

چیز ہے جس طرح چاندی کو سفید پیتل بناتے ہیں تو وہ اس حکم سے خارج ہوگا سونے چاندی کے سوا اور چیزوں کے برتن جائز ہیں اگرچہ سونے چاندی سے قیمت میں بہت زیادہ بھی ہوں مثل عقیق و فیروزہ و یاقوت و زمرد و الماس وغیرہ کے حقہ کی مہنال گھڑی کا ٹپ چھری تلوار کا نیام سونے چاندی کا ہو جائز ہے، تعویذ کا ڈھولنا بھی جائز ہے اور گنگرو والا زیور بھی جائز ہے کلب اور خنزیر کی کھال سے برتن یا مردہ جانور کی کھال کے برتن کا استعمال ناجائز ہے کافروں کے برتن جبتک یہ یقین ہو جائے کہ اُنھوں نے برطوبت اُنکو چھوا ہے پاک ہیں، کافر کے یہاں اگر چمڑے کا برتن ہو اور یہ علم نہو کہ یہ کھال ذبیحہ کی ہے تو وہ برتن نجس سمجھا جائیگا، تیل کی کپیاں اور گھی کے کپے اور پانی بھرنے کے ڈول یا مشکیں اور اسیطرح کی چیزیں جو حیوانات کی کھال سے بنائی جاتی ہیں سب اسی حکم میں ہیں،

خاکِ شفا کے برتن میں استعمال جائز ہے لیکن اگر بغرض احترام لیا ہے تو اُسکا نجس کرنا حرام اور طاہر کرنا واجب ہے اور اگر استعمال کے لیئے لیا ہے تو کربلای معلی میں ہر طرح کا استعمال جائز ہے اور نجاست سے بچانا واجب نہیں، لیکن کربلاے معلے سے دوسری جگہ لے جاکر نجس کرنا جائز نہ ہوگا،

بیت الخلا کے احکام

بول و براز کے وقت قبلہ رو اور پشت بقبلہ بیٹھنا حرام ہے بوقت استنجا بھی اجتناب چاہیے، اور عورتین یعنی آگے پیچھے کا مقام دیکھنے والے سے چھپانا

واجب ہے یعنی شوہر و زوجہ اور آقا و کنیز[51] کے سوا سب سے چھپانا واجب ہے، خواہ وہ مرد ہو یا عورت محرم ہو یا نامحرم، ممیز بچہ بلکہ مجنون بھی اسی حکم میں ہے۔ ہاں غیر ممیز بچہ ہو یا اندھا یا آنکھیں بند کئے ہو یا اسکی نگاہ اسطرف نہ ہو یا کوئی جانور ہو تو چھپانا واجب نہ ہوگا، زوجین اور آقا کے سوا ہر دیکھنے والے کو دوسرے کے عورتین کا دیکھنا بھی جائز نہیں، کافر و کافرہ کی عورتین کا دیکھنا بھی ممنوع ہے اور چھپانے میں احوط یہ ہے کہ ناف سے زانو تک بلکہ نصف ساق تک چھپائے بچوں کو بھی رو بقبلہ اور پشت بقبلہ نہ بٹھانا بہتر ہے لیکن اگر وہ خود بیٹھ جائیں تو روکنے کی ضرورت نہیں **مکروہات** وقت تخلی آیۃ الکرسی ذکر خدا اذان کی حکایت کے سوا کوئی کلام کرنا شاہ راہ دریا کے گھاٹ میوہ دار درخت کے نیچے قافلہ کے پڑاو مسجد اور گھروں کے دروازوں پر اور مومنین کی قبروں کے درمیان میں بول و براز کرنا مکروہ ہے اور اگر قبروں کے لئے ہتک حرمت ہوتی ہو تو حرام ہے اور چاند سورج کیطرف رخ کرکے اور جانوروں کے سوراخوں میں بہتے ہوئے اور ٹھہرے ہوئے پانی میں سخت زمین میں ہوا کے رخ پر پیشاب کرنا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے بوقت تخلی اور بیت الخلا میں کھانا پینا مسواک کرنا داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا بھی مکروہ ہے اور ایسے وقت سنت ہے سر کا ڈھکنا جاتے وقت بایاں پاؤں رکھنا اور آتے وقت داہنا پاؤں نکالنا، پیشاب کا استنجا اول کرنا وقت بول و براز اور وقت استنجا دعائے منقول پڑھنا، بائیں ہاتھ سے استنجا کرنا، ڈھیلوں سے استنجا کرنے میں انکا طاق رکھنا، پیشاب کے لئے اونچا یا نرم مقام اختیار کرنا پیشاب کے بعد استنجا سے پہلے

[51] علاوہ اُس کنیز کے جس کی شادی کردی ہو یا اوسمیں کوئی دوسرا شریک ہو ۱۲

استبرا کرنا،

استنجا کا بیان

پیشاب کی طہارت فقط پانی سے ہوتی ہے ڈھیلے سے طہارت حاصل نہیں ہوتی اور پانی سے دو مرتبہ دہونا لازم ہے اور تین مرتبہ اولی ہے اور جبکہ مخرج پر پیشاب خشک ہوگیا ہو تو دہونے میں ہاتھ سے ملنا بھی چاہیے براز یا پاخانہ کے استنجا میں پانی سے طہارت حاصل ہوجاتی ہے اور ڈھیلے پتھر وغیرہ سے بھی لیکن انکے ساتھ پانی سے بھی طہارت بہتر ہے، پانی کی طہارت اسقدر چاہیے کہ مقام صاف ہوجائے عین نجاست بالکل دور ہوجائے اور اُسکے بعد ایک مرتبہ دہونا کافی ہے ڈھیلے وغیرہ کی طہارت میں شرط ہے کہ مخرج کے اطراف آلودہ نہوے ہوں اور اگر آلودہ ہوجائیں تو پانی کے سوا کسی چیز سے طہارت نہوگی اُسیطرح اگر براز کے ساتھ خون بھی آیا ہو تو بھی فقط پانی ہی سے طہارت لازم ہوگی، جب ڈھیلے وغیرہ سے استنجا کیا جائے تو تین عدد کی ضرورت ہے ایک ڈھیلے کے تین کونوں سے پاک کرنا کافی ہوگا اگر تین عدد سے زوال نجاست نہو تو عدد بڑہانا لازم ہے یہانتک کہ نجاست زائل ہوجائے، غصبی چیز سے استنجا کرنا گوبر اور ہڈی اور متبرک چیز اور کھانے کی چیز سے استنجا کرنا حرام ہے استبرا کی صورت یہ ہے کہ مبرز سے پیشاب گاہ کی جڑ تک تین مرتبہ بیچ کی اُنگلی سے دبائے پھر انگوٹھے اور اُسکے پاس کی اُنگلی سے تین مرتبہ وہاں سے حشفہ تک دباتا آئے پھر حشفہ کو تین مرتبہ دبائے اور جھٹک دے استبرا کا فائدہ یہ ہے کہ اگر کوئی مشتبہ رطوبت اُسکے بعد نکل آئے گی تو پاک

سمجھی جائیگی لیکن پیشاب کا یقینی قطرہ پھر بھی نجس ہوگا پیشاب میں بے احتیاطی کی ممانعت شرع میں بہت ہی اور حدیث میں ہی کہ زیادہ تر عذاب قبر پیشاب کی بے احتیاطی سے ہوتا ہے،

شریعت اسلام اور خدا و رسول کے احکام مسلمانوں کے فخر کرنے کے لائق ہیں صفائی اور پاکیزگی میں جو اہتمام کیا گیا ہے اسلام کے سوا کسی مذہب میں اس خوبی اور ضابطہ کے ساتھ نہیں ہی پیشاب پائخانہ کے آداب و احکام دیکھنے سے اس بیان کی پوری تصدیق ہو سکتی ہے، خداوند عالم سب مسلمانوں کو پوری پابندی کی توفیق عطا کرے،

طہارت حدثی کا بیان

حدثی طہارت وہ ہے جس میں نیت تقرب شرط ہے اور جبتک تقرب کی نیت ان میں نہ کی جائے صحیح نہوگی اس طہارت کی تین قسمیں ہیں وضو غسل تیمم وضو اور غسل اختیاری طہارت ہے اور تیمم اضطراری طہارت ہے،

جس جس چیز سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اسکو حدث اصغر کہتے ہیں اور جس جس چیز سے غسل ٹوٹ جاتا ہے اسکو حدث اکبر کہتے ہیں،

لطیف نکتہ جو لوگ میکروب یعنی بیماری کے کیڑوں سے تحفظ کا اہتمام کرتے ہیں اور اسکے لیے طرح طرح کی تدبیریں نکالتے ہیں وہ غور کریں کہ اسلام کی شریعت نے جسوقت طہارت کی یہ تعلیم دی ہے تحقیقات نے ان کیڑوں کی طرف اسوقت توجہ بھی نہ کی تھی، اور نہ کسی نے بیماریوں کے پیدا ہونے کا سبب ایسے کیڑوں

کو بتایا تھا، مگر شارع حکیم نے ایسی تدبیر بتائی اور ایسی تعلیم دی کہ اس سے خود بخود بسہولت اس سے بھی اعلیٰ درجہ کا تحفظ ہو جاتا ہے دیکھیے کتنے مقامات پر وضو واجب فرمایا کتنے مقام پر سنت قرار دیا کتنے مقامات پر غسل واجب کیا اور بکثرت اغسال سنت قرار دیے جنکی تفصیل بیان ہوگی، تطہیر کے قواعد تعلیم کیے لباس اور بدن اور ظروف اور مکان کے پاکیزہ رکھنے کی تاکید کی اور اسکے طریقہ بتائے اگر حکم شرع کے موافق واجبات ومسنونات پر عمل کیا جاوے تو میل اور کثافت کا کہیں نام تک نہیں رہ سکتا اور ثواب آخرت کے علاوہ صحت جسمانی کے لیے ہر طرح کافی ہے، کم از کم اگر واجبات کی ہی پابندی کی جاوے تو ستھرائی اور پاکیزگی بہت کچھ حاصل ہو سکتی ہے،

وضو کا بیان نیت کر کے منھ اور ہاتھوں کے دھونے اور سر اور پاؤں کے مسح کرنے کا نام وضو ہے قرآن مجید میں اسکا حکم اس طرح ہے فاغسلوا وجوهکم وایدیکم الی المرافق اپنے منھ اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھوؤ وامسحوا برءوسکم وارجلکم الی الکعبین اور سروں کا اور کعبین تک پاؤں کا مسح کرو،

منھ دھونے کی مقدار جہاں سے سر کے بال شروع ہوتے ہیں وہاں سے ٹھنڈی تک لمبان میں اور جسقدر متوسط ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھا پہونچ سکے چوڑان میں منھ دھونا چاہیے، اور ہر طرف سے تھوڑا بڑھا لینا بھی چاہیے اور لازم ہے کہ منھ اوپر سے نیچے کو دھویا جاوے الٹا دھونا جائز نہیں اور ڈاڑھی اور مونچھ اور ابرو کے بال اگر گھنے ہوں کہ جلد نظر نہ آتی ہو تو بالوں کے نیچے پانی پہونچانا لازم نہیں اور اگر جلد نظر آتی ہو تو اسکا دھونا واجب ہوگا،

اور جو بال ڈاڑہی کے چہرہ کی حد سے خارج ہوں انکا دھونا واجب نہیں،

ہاتھوں کے دہونیکی مقدار کہنیوں سے انگلیوں کے سر تک دہونا چاہیئے اس طرح کہ کہنیوں سے دہونا شروع کرے اور انگلیوں تک دہوتا ہوا آئے اور کہنیوں کے اوپر کا حصہ بھی کسیقدر شامل کرنا لازم ہے اور اگر ہاتھ میں انگوٹھی چھلہ ہو تو اسکے نیچے بھی پانی پہونچانا ضرور ہے خواہ اتار ڈالے یا حرکت دیدے اور اگر ناخون میں میل ہو تو اسکو پہلے سے دور کر ڈالنا چاہیئے اور اگر کوئی انگلی زائد ہو یا کہیں گوشت بڑھا ہوا ہو تو اسکا بھی دہونا لازم ہے

سر اور پاؤں کا مسح سر کا مسح سامنے کے حصہ میں اوپر سے پیشانی کیطرف دہنے ہاتھ سے چاہیئے طول یا عرض میں اسکے لیئے کوئی مقدار معین نہیں مسح کا نام صادق آجانا چاہیے اور افضل یہ ہے کہ ملا کر تین انگلیوں سے مسح کرے، یہ مسح جلد پر بھی ہو سکتا ہے اور بالوں پر بھی بشرطیکہ وہ بال وہیں کے ہوں اور پاؤں کا مسح انگلیوں کے سرے سے پنڈلی کے جوڑ تک علی الاحوط کرنا چاہیے چوڑان میں اسکی کوئی حد مقرر نہیں ایک انگلی سے بھی کافی ہے اور افضل یہ ہے کہ پوری ہتیلی سے مسح کرے اور دہنے پاؤں کا مسح دہنے ہاتھ سے اور بائیں پاؤنکا بائیں ہاتھ سے کرے اور لازم ہے کہ مسح وضو کی تری سے کرے اور اگر ہاتھ خشک ہو جائیں تو دیگر اعضا سے لے سکتا ہے اور مسح میں اسبات کا لحاظ رکھے کہ سر اور پاؤں ساکن رہیں اور ہاتھ کو حرکت ہو،

وضو کے شرائط پہلی شرط نیت ہے ...

نہ ہوئے پھر داہنا ہاتھ پھر بایاں ہاتھ پھر سر کا مسح کرے پھر دونوں پاؤں کا تیسرے
موالات یعنی اعضا کو یکے بعد دیگرے دھونا درمیان میں دیر نہ کرنا کہ پہلے عضو
کی رطوبت خشک ہو جائے چوتھے جب تک مجبوری نہو افعال وضو خود بجالانا
لیکن دوسرے سے پانی منگوانا پانی گرم کرانا مضائقہ نہیں، دوسرے شخص کا اسکے
چلو میں پانی ڈالتے جانا مکروہ ہے، پانچویں پانی کا مطلق ہونا مضاف نہونا چھٹے
مباح اور پاک ہونا نجس اور غصبی نہونا، ساتویں وضو کرنے کی جگہ اور وضو کے
برتن اور پانی گرنے کے مقام کا مباح ہونا اور مباح ہونے سے یہ مراد ہے کہ
وضو کرنے والے کی ملک ہو یا مالک نے اجازت صریحی یا فحوائی دیدی
ہو، یا قطعی طور پر قرائن موجود ہوں کہ مالک کی اجازت ہے جس طرح نہر
وتالاب وغیرہ، آٹھویں اعضاء وضو کا پاک ہونا، نویں یہ کہ پانی نجاست
کا غسالہ اور غسل میں استعمال شدہ نہو، دسویں یہ کہ وضو کے برتن چاندی
سونے کے نہوں اور پاک اور مباح ہوں گیارہویں یہ کہ وضو کرتے سے ضرر
کا خیال نہو، بارہویں یہ کہ وقت میں وضو بجالانے کی گنجائش ہو، اگر اعضاے
وضو میں کوئی چیز پانی پہونچنے سے مانع ہو تو اسکا دور کردینا بھی لازم
ہے،

وضو کی نیت کا بیان نیت اُس ارادہ کا نام ہے جو کسی کام کرنے کا
باعث ہو، نیت میں قصد قربت یعنی خدا کی اطاعت و بندگی کا ارادہ
لازم ہے وجوب یا سنت یا ادا وقضا کا یا رفع حدث یا استباحت صلوٰۃ

وضو کی نیت کا بیان نیت اس ارادہ کا نام ہے جو کسی کام کے کرنے کا باعث ہو نیت میں قصد قربت یعنی خدا کی اطاعت و بندگی کا ارادہ لازم ہے وجوب یا سنیت یا ادا و قضا کا یا رفع حدث یا استباحت صلوٰۃ کا ارادہ لازم نہیں قصد قربت کے ساتھ کسی دوسرے امر کے ارادہ کا شریک کرلینا کہ مقصود وصلی وہی ہو جائے جائز نہیں مثلاً گرم وقت اعضا کو خنکی پہونچانے کا ارادہ البتہ اگر ضمناً اسکا بھی خیال ہو اور اصلی غرض قصد قربت ہو تو مضائقہ نہیں نیت میں ریا و سمعہ کا خیال جس سے مراد لوگوں کے دکھانے یا شہرت کے لیے عمل کرنا ہے کو باطل کر دیتا ہے عام اس سے کہ یہ قصد مستقل ہو یا دوسرے قصد کیساتھ شامل ہو خواہ اصل عمل کے متعلق ہو یا کسی جزو عمل کے متعلق ہو خواہ شروع میں ہو یا درمیان میں قصد ہو جائے،

نیت میں استدامت بھی شرط ہے یعنی جو نیت کی ہے آخر تک اُسکے خلاف کا ارادہ نہ کرے نیت میں الفاظ کا زبان سے ادا کرنا یا دل میں حرف بحرف خیال کرنا لازم نہیں، اور اولیٰ یہ ہے کہ وضو کی نیت میں اسطرح قصد کرے کہ وضو کرتا ہوں واجب یا سنت بسبب اُسکے واجب یا سنت ہونے کے واسطے مباح ہونے نماز کے اور رفع ہونے حدث کے قربۃً الی اللہ

وضو کی نیت منھ دھونے کے وقت چاہیے اور بہتر ہے کہ قبل وضو ہاتھ دھوتے وقت نیت کرے اور منھ دھونے کے وقت تک اُس قصد کو برقرار رکھے،

جبیرہ کا حکم اعضاے وضو میں اگر زخم یا پھوڑا یا کوئی بیماری ہو اور اُسپر کوئی بندش نہو اور وہ مقام پاک بھی ہو یا پاک کرنا ممکن ہو تو اگر پانی سے کسی طرح کا ضرر نہ ہوتا ہو تو وضو کرنا اور پانی پہونچانا لازم ہے اور اگر پانی مضر ہو تو اُس مقام پر مسح کرنا چاہیے اور اطراف کو دھونا چاہیے اور اگر وہاں کی جلد

پر مسح کرنا ممکن نہو تو اُسپر پاک کپڑا رکھ کر اس کپڑے پر مسح کرنا چاہیے اور اگر زخم یا پھوڑے پر بندش ہو یا پھایا ہو اور پاک ہے، تو اُسپر مسح کرے ورنہ پاک کپڑا رکھے اور مسح کرے اور اگر جبیرہ کا کھول ڈالنا ممکن ہو یا جبیرہ پر اتنا پانی ڈالنا کہ جلد تک پہونچ جائے یا جبیرہ سمیت عضو کا پانی میں ڈبونا ممکن ہو تو لازم ہوگا،

وضو کے واجب یا سنت ہونیکا بیان وضو نماز واجب اور طواف واجب کے لیے واجب ہے اور اگر قرآن کی تحریر کا چھونا کسی وجہ سے واجب ہوجائے تو اسکے لیئے بھی واجب ہے اور نذر و قسم و عہد سے بھی واجب ہوجاتا ہے کبھی وضو کسی عمل کی صحت میں شرط ہوتا ہے اور واجب نہیں ہوتا جس طرح سنتی نماز کے لیئے شرط ہے اور کبھی وضو کسی عمل کے جائز ہونے کی شرط ہوتا ہے مثلاً کتابت قرآن کا چھونا درصورتیکہ چھونا واجب نہوا ہو اور کبھی عمل کے کمال کی شرط ہوتا ہے مثلاً وضو قرآن پڑہنے کے لیئے

اور جن مقامات پر وضو سنت ہے یہ ہیں، سنتی نماز، سنتی طواف، اور دیگر مناسک حج کا بجالانا، داخلۂ مسجد، داخلۂ مشاہد مشرفہ، تلاوت قرآن، قرآن کے حاشیہ اور جلد اور غلاف کا چھونا، قرآن کا لکھنا، تعقیبات پڑہنا، سجدۂ شکر یا سجدۂ تلاوت کرنا، زیارت قبور مومنین، نماز میت پڑہنا، دعا کرنا، سونا، زوجۂ حاملہ سے ہمبستر ہونا، مقدمات فیصل کرنا، ہمیشہ باطہارت رہنا، ائمہؑ کی زیارت کرنا اگرچہ دور سے ہو، اذان یا اقامت کہنا،

یہ وہ سنتی وضو ہیں جو بے وضو شخص کے لیے سنت ہیں اُسکے علاوہ جو وضو واجب کر چکا ہو اُسکو دوبارہ وضو کرنا چند مقام پر مستحب ہے،

جھوٹ بولنے کے بعد ظلم کرنے کے بعد، باطل شعر زبان پڑھنے کے بعد عورتیں کے مس کرنے کے بعد نکسیر اور قئے کے بعد بغیر استنجا جسنے وضو کرلیا ہو اُسے استنجا کرنے کے بعد وضو سابق میں خلل کا احتمال پیدا ہونے کے بعد اسی طرح اگر خلال کرتے سے خون نکل آئے یا مذی، ودی، وذی نکلے یا وضو کیئے ہوے دیر ہو گئی ہو یا اُس سے نماز ادا کرلی ہو ان صورتوں میں دوبارہ وضو سنت ہے، علاوہ اسکے چند وضو ہیں جو شخص جنب کے لیئے سنت ہیں مثلاً بحالت جنابت جب سونے کا ارادہ ہو یا کھانا پینا چاہے یا قصد مقاربت ہو یا غسل مس میت نہ دینا مقصود ہو احتلام کے بعد اگر زوجہ سے مقاربت کا ارادہ ہو سنت ہے اور جسنے میت کو غسل دیا ہو اگر وہ غسل مس میت سے پہلے دفن وکفن یا قبر میں اُتارنا چاہے اور جو میت مس کرے اور غسل کرنے سے قبل مقاربت کرنا چاہے تو وضو سنت ہے اور حائض اگر اپنے مصلے پر بیٹھکر بقدر نماز ذکر خدا کرے تو وضو کرلینا سنت ہے،

جنب و حائض وغیرہ کے لیے جو سنتی وضو ہیں وہ فقط وضو کی صورت میں ہیں اور اُنسے افعال مذکورہ کی کراہت کا دور ہونا مقصود ہے طہارت ورفع حدث کا حصول نہیں ہوتا، اور باوضو شخص کے لیئے جو وضو ہیں وہاں پہلا وضو کافی ہے اور دوسرے سے ثواب کی زیادتی مقصود ہوتی ہے اور بے وضو شخص کے لیے جو وضو سنت ہیں اُنسے

رفع حدث بھی ہوجاتا ہے اور نماز وغیرہ بھی ادا ہوسکتی ہے لیکن وضو کی نیت میں امور مذکورہ کے نتیجہ کا بھی لحاظ کرلیا جائے البتہ وضوٗ نوم میں تامل ہے،

شک اور سہو اگر بھولے سے نماز بغیر وضو کے پڑھ لے تو جب یاد آئے وضو کرکے نماز کا اعادہ لازم ہوگا اور اگر کسی کو وضو کرلینے کا یقین ہو اور اس بات میں شک ہو کہ اسکے بعد حدث صادر ہوا یا نہیں تو بھی وضو کی ضرورت نہیں اور اگر حدث کا یقین ہو اور اس بات میں شک ہو کہ اسکے بعد وضو کیا تھا یا نہیں تو وضو کرنا لازم ہوگا اور دونوں کا یقین ہو اور اسمیں شک ہو کہ آخر میں کیا تھا تو بھی وضو کرنا لازم ہوگا،

وضو توڑنے والی چیزیں پیشاب یا پاخانہ ریاح معدہ کا اسفل سے دفع ہونا سونا جبکہ آنکھ اور کان دونوں غافل ہوجائیں جنون، بیہوشی نشہ میت کا مس کرنا عورتوں کو خون حدث کا آنا ان چیزوں سے باوضو شخص کا وضو ٹوٹ جاتا ہے اور جہاں وضو کی ضرورت ہے وہاں وضو کرنے کا حکم ہوجاتا ہے اور استحاضۂ قلیلہ کے علاوہ خون حدث میں وضو کے ساتھ غسل کا بھی حکم ہوجاتا ہے جنابت بھی ناقض وضو ہے لیکن جنابت کے بعد وضو کا حکم نہیں بلکہ فقط غسل کیا جاتا ہے علاوہ ان چیزوں کے اور کسی چیز سے وضو نہیں ٹوٹتا

مسنونات وضو وضو کے قبل بسم اللہ کہنا سنت ہے اور جب سر کشادہ برتن سے نوم یا پیشاب کے بعد وضو کرے تو برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے

گٹوں سے ایک مرتبہ ہاتھوں کا دہولینا اور پائخانہ کے بعد دو مرتبہ ہاتھوں کا دہونا اور ایسے ظروف کا داہنی طرف رکھنا اور داہنے ہاتھ سے چلّو میں پانی لینا سنت ہے اور مسواک کرنا اور تین مرتبہ کلّی کرنا اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا بھی سنت ہے اور وضو کے اول و آخر میں سورۂ انا انزلنا کا پڑہنا اور آخر میں آیۃ الکرسی کا پڑہنا اور وضو کے وقت آنکھوں کا کہلا رکھنا اور اُن میں پانی پہونچانا اور وضو ٹھنڈے پانی سے کرنا بھی سنت ہے اور داہنے ہاتھ سے منھ دہونا اور وضو کی منقول دعاؤں کا ہر ایک کے موقع پر پڑہنا اور ایک مُد پانی وضو میں صرف کرنا اور دہونے میں ہاتھ کا بھی منھ اور ہاتھوں پر پھیرنا سنت ہے،

مکروہات وضو بدبو پانی سے وضو کرنا اور فضلہ خوار جانور اور مرغی اور گدہے اور خچر اور چوہے اور سانپ وغیرہ اور ولد الزنا اور حائض و نفساء کے سؤر[۱] سے وضو کرنا تصویر دار برتن سے وضو کرنا دہوپ کے گرم شدہ پانی سے وضو کرنا وضو کے پانی کا نجس موری میں بہانا آب وضو رومال سے خشک کرنا بائیں ہاتھ سے منھ دہونا دوسرے شخص سے وضو میں مدد لینا مکروہ ہے اور وضو میں زیادہ پانی بہانا وضو میں زیادہ شک کو دخل دینا بھی مکروہ ہے اور اگر وسواس کی حد تک پہونچ جائے تو حرام ہے،

وضو کے چند ضروری حکم (۱) اگر وضو کی توڑنے والی کئی چیزیں مثلاً

سلہ[۱] سور سے ان قلیل پانی مراد ہے جس میں حیوان کا کوئی عضو لگ گیا ہو ۱۲

پیشاب پائخانہ اور نوم کے جمع ہو جائیں اور یکے بعد دیگرے وقوع میں آئیں
تو سب کے لیئے ایک وضو کافی ہی

(۲) جس شخص پر کئی چیزوں کے لیئے وضو واجب ہو مثلاً نماز کا وقت آگیا اور
طواف کا بھی وقت آگیا ہے اور قرآن کا چھونا بھی نذر وغیرہ سے واجب
ہو گیا ہی تو سب کی نیت سے ایک وضو کافی ہی

(۳) جو شخص خود وضو کرنے سے معذور ہو تو دوسرا شخص اُسکو وضو کرا سکتا ہی
اس طرح کہ خود نیت کرے اور دوسرا شخص اپنے ہاتھ سے منھ دھلا دے
مسح کر دے اور جو شخص بعض اعضا کے دھونے میں مجبور ہو تو جو خود کر سکتا ہی خود
کرے اور جس میں مجبور ہے اُسے دوسرا شخص پورا کر دے اور اگر موقع تقیہ کا ہے تو
بجاے مسح کے پاؤں کا دھونا موزہ پر مسح کرنا جائز ہی بلکہ واجب ہو جاتا ہے،

(۴) جس شخص کو پیشاب برابر جاری ہو یا قطرہ قطرہ آتا ہو یا دست جاری ہوں
پس اگر کوئی وقت معین طور پر منجملہ اوقات نماز کے خالی ملتا ہو جس میں وضو
اور نماز کی گنجائش ہو تو اسی وقت وضو اور نماز کا بجا لانا لازم ہے اور اگر
کوئی وقت نہ ملتا ہو تو ہر نماز کے لیئے جداگانہ وضو کرنا چاہیئے اور اسی حالت
میں نماز پڑھ لینا کافی ہی،

(۵) اگر ہوا بہت گرم ہو اور دھوتے دھوتے پانی خشک ہو جاتا ہو تو اعضا
کا یکے بعد دیگرے دھو لینا کافی ہے اور مسح کے لیئے ہاتھوں میں تری
نہ رہے تو دیگر اعضاے وضو سے رطوبت لیکر مسح کرنا چاہیے اور اگر اعضا

اور دونوں ہاتھوں میں کسی طرح تری نہ رہ سکے تو خشک ہاتھ سے مسح کافی ہے اور احوط یہ ہے کہ آب تازہ سے بھی اسکے ساتھ مسح کرے اور بعد اُسکے تیمم بھی کرلے،

ناظرین! غور کریں کہ خدا کی عبادت کی اسلام میں کیا عزت ہے اور اہلبیت اطہار نے نماز کے لیئے طہارت کا کیا اہتمام تعلیم فرمایا ہے اور بارگاہ خدا میں حاضری دینے کے لیئے پاکیزگی کی کسقدر ضرورت ہے اور شریعت میں اُسکے لیے کیسے محکم اور عاقلانہ قواعد ہیں، خدا خود بھی پاک و پاکیزہ ہے اُسکی صفات بھی پاک ہیں اور اُسکی کتاب بھی اور جسپر وہ نازل ہوئی وہ بھی طاہر اور جس جنت میں بندونکو پہونچانا مقصود ہے وہ بھی پاکوں اور پاکونکے لیئے سزاوار اسی لیئے وہ طہارت کرنے والونکو خود دوست رکھتا ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین

غسل کا بیان تمام ظاہری بدن بقصد اطاعت بندگی خدا دہونے اور سب جگہ پانی پہونچانے کا نام غسل ہے اور اُسکے دو طریقے ہیں ترتیبی اور ارتماسی

غسل ترتیبی کے کئی طریقے ہیں اور سب میں جسم کے تین حصے کیے جاتے ہیں اول سر گردن جسکو پہلے دہوتے ہیں دوسرے گردن کے نیچے کل جسم کا داہنا حصہ جو سر و گردن کے بعد دہویا جاتا ہے، تیسرے بایاں حصہ جو آخر میں دہویا جاتا ہے اور اسمیں اسکا بھی لحاظ لازم ہے کہ پانی سب جگہ پہونچ جائے کوئی جگہ باقی نہ رہے بالوں کی جڑ و نہیں بغل کے نیچے کان اور

ناک میں جسقدر جگہ کھلی ہوئی ہے کان ناک کے سوراخوں میں اور ناف میں جہاں جہاں پانی جگہ ہے اگر کان میں بالیاں یا انگلیوں میں انگوٹھیاں ہوں تو انھیں حرکت دینا چاہیئے تاکہ پانی جلد تک پہنچ جائے لیکن جو اعضا اندرونی سمجھے جائیں مثلاً منھ اور ناک کے اندر پانی پہونچنا لازم نہیں اور اگر جسم نجس ہے تو پہلے پاک کرلینا اور اگر چکنائی ہو تو اسکا دور کرنا اور اگر کوئی چیز پانی پہونچنے سے مانع ہو تو اسکا بھی دور کردینا لازم ہے، اور **غسل ترتیبی** کے کئی طریقہ ہیں،

(۱) آب قلیل سے غسل کیا جائے اور نیت کرکے لوٹے وغیرہ سے اوّل سر و گردن پھر داہنی طرف پھر بائیں طرف دھوئے (۲) چلوؤں میں پانی لے لیکر ترتیب مذکور غسل کرے (۳) آب کثیر میں سر و گردن دھونے کے قصد سے غوطہ لگائے اور باہر نکل کر دوبارہ داہنی جانب دھونے کے ارادہ سے اور اسی طرح تیسری مرتبہ بائیں جانب دھونے کے قصد سے پانی میں داخل ہو یا ہر مرتبہ باہر نہ نکلے بلکہ اول سر و گردن کو ڈبوئے پھر داہنی شق کو پھر بائیں شق کو (۴) پانی کے اندر نیت کرکے سر و گردن دھونے کے ارادہ سے سر گردن کو حرکت دے اسی طرح داہنی طرف کو پھر بائیں طرف کو (۵) بعض اعضا کو چلو یا کسی ظرف سے دھولے اور بعض کو پانی میں داخل کرے،

تنبیہ لازم ہے کہ ہر حصۂ جسم کے دھونے میں دوسرے حصوں کا کوئی جزو شریک کرلے تاکہ حصۂ مذکورہ کے پوری طرح دھو جانے کا یقین ہو جائے مثلاً سر و گردن کے دھونے میں سینہ اور شانہ اور پشت کے کنارے بھی کسی قدر دھوئے اور داہنی شق [illegible]

گردن کا اور بائیں شق دہونے میں داہنی طرف اور گردن کا کچھ حصہ شریک کرے
اور ناف اور عورتیں کو داہنے بائیں دونوں طرف دہوئے

تنبیہ دوم | جتنے شرائط وضو میں بیان ہوے مثلاً پانی کا پاک ہونا وغیرہ سب غسل میں بھی معتبر ہیں البتہ موالات غسل میں شرط نہیں اور جائز ہی کہ ایک حصہ کے بعد جسم کے دوسرے حصہ کو دیر میں نہ دہوئے پھر کچھ زمانہ تک توقف کرکے تیسرے حصہ کو دہوئے اگرچہ حصۂ سابقہ خشک بھی ہوگیا ہو البتہ اولیٰ یہ ہے کہ موالات کی پابندی کیجائے لیکن اگر وقت تنگ ہو تو موالات کا لحاظ واجب ہے،

دوسرا طریقہ غسل کا جو ارتماسی ہے اس طرح کیا جاتا ہے کہ تمام جسم پانی کے باہر ہو اور نیت کرکے ایک مرتبہ پانی میں کود پڑے اور تلووں کو حرکت دیدے تاکہ اُنکے نیچے بھی پانی پہونچ جائے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پانی کے اندر نیت کرکے ایک جگہ سے دفعۃً دوسری جگہ ہٹ جائے اور اگر کچھ پانی کے اندر اور کچھ باہر ہو اور نیت کرکے پانی میں غوطہ لگائے تو بھی کافی ہی لیکن احوط ترک ہے

آب کثیر میں غسل ارتماسی اور ترتیبی دونوں ہوسکتے ہیں اور آب قلیل کم از کُر میں غسل ترتیبی محل تامل ہی،

جسپر غسل واجب ہو اُسے اختیار ہی چاہے ترتیبی غسل کرے یا ارتماسی البتہ روزہ اور احرام میں غسل ترتیبی لازم ہی ارتماسی حرام ہی اور عمداً غسل ارتماسی کرنے میں نہ روزہ صحیح ہوگا نہ غسل اور جب وقت تنگ ہو اور جانتا ہو کہ ترتیبی کی گنجائش نہیں تو ارتماسی لازم ہے ترتیبی صحیح نہوگا اور غسل جب دونوں طرح ممکن ہو تو ترتیبی افضل ہی،

جو غسل کہ واجب ہیں پانچ ہیں غسل ۱ جنابت غسل ۲ مس میت ان دونوں میں
مرد و عورت شریک ہیں غسل ۳ حیض غسل ۴ استحاضہ غسل ۵ نفاس یہ تینوں خاص
عورتوں کے غسل ہیں علاوہ اسکے ایک اور غسل واجب ہے جو دوسرے کو دیا جاتا ہے
یعنی غسل میت جس طرح سنتی غسل اغسال مسنونہ میں غسل مولود ہے جو بچہ کو دیا
جاتا ہے سنتی غسلوں کی کئی قسمیں ہیں **اول** جو بلحاظ مقام سنت ہیں اور وہ یہ ہیں،
(۱) کعبہ میں داخل ہونے کے لیے (۲) مسجد الحرام (۳) حرم کعبہ (۴) شہر مکہ میں داخلے
کے لیے (۵) شہر مدینہ (۶) حرم مدینہ (۷) مسجد نبی میں داخل ہونے کے لیے (۸)
مشاہد مشرفہ (۹) اور ہر مقام شریف میں داخل ہونے کے لئے **دوسرے** جو بلحاظ
زمانہ سنت ہیں مثلاً (۱) روز عید فطر (۲) روز عید قربان (۳) شب عید فطر (۴) روز
عرفہ (۵) روز ترویہ (۶) روز غدیر (۷) روز مباہلہ (۸) سترہویں ربیع الاول یعنی روز
ولادت رسولؐ خدا (۹) ستائیس رجب یعنی روز مبعث (۱۰) روز نوروز (۱۱) شب
نیمۂ شعبان (۱۲) ماہ رمضان کی ہر طاق رات میں (۱۳) روز جمعہ شرع میں غسل جمعہ
کی بہت تاکید ہے بلکہ بعض حدیثوں میں واجب فرمایا ہے وقت اسکا صبح سے زوال
تک ہے اور روز شنبہ بہ نیت قضا غسل کرنا سنت ہے اور شب جمعہ اور پنجشنبہ کے دن
بھی جائز ہے بشرطیکہ جمعہ کے دن پانی نہ ملنے کا اندیشہ ہو **تیسرے** وہ غسل جو بلحاظ
کسی فعل کے اس فعل سے پہلے کیے جاتے ہیں مثلاً (۱) غسل احرام (۳) غسل زیارت
(۴) غسل وقوف عرفات و مشعر کے لیے (۵) منی میں قربانی کے لیے **چوتھے** وہ غسل
جو بلحاظ کسی فعل کے بعد فعل کئے کیے جاتے ہیں مثلاً (۱) توبہ کے بعد (۲) چھپکلی مار ڈالنے

کے بعد (۳) سولی دیے ہوئے شخص کو بعد تین دن گذرنے کے دیکھنے کی وجہ
وجہ سے علاوہ انکے اور بھی اغسال ہیں جنکا بیان بلحاظ اختصار ترک کیا گیا،
غور کرنے والوں کو معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کثرت سے واجب وسنت غسل
قرار دینے میں کیسی کیسی دینی دنیوی مصلحتیں ملحوظ ہیں اور کسقدر کثافت وگندگی اور
میل کچیل سے بچایا ہے اور کس حد تک خدا اور رسول کو صفائی وپاکیزگی مطلوب ہے
درحقیقت اگر کوئی شخص تمام واجب وسنت اغسال بجالانے کی پابندی کرے تو
ہزاروں قسم کی بیماریوں اور خرابیوں سے محفوظ رہیگا اور چونکہ پابندی اسکی زحمت سے
خالی نہیں اور اکثر نفوس پر شاق ہوتی ہے اس لیئے خدا کی حکمت مقتضی ہوئی کہ
دنیاوی فوائد کے علاوہ اخروی ثواب بھی مقرر کیا جائے اور اس پابندی کرنے
والوں کی قدر بڑھائی جائے لہذا کہیں وجوبی حکم دیا کہیں سنت قرار دیا اور ثواب
کثیر کا وعدہ فرمایا تاکہ اسکے بندے ثواب کی امید میں غسل کریں اور ضمناً دنیوی او
جسمانی مضرتوں سے بھی محفوظ رہیں،

واضح ہو کہ غسل جنابت کے ساتھ وضو نہیں ہے فقط غسل کافی ہے بلکہ ضروری
سمجھ کر وضو کرنا حرام ہے اور غسل حیض واستحاضہ ونفاس کے ساتھ وضو لازم ہے خواہ
غسل سے پہلے بجالائے یا غسل کے بعد اور یہی حکم غسل مس میت کا ہے اور جتنے غسل
سنتی ہیں انسے حدث رفع نہیں ہوتا اگر حدث اصغر کا رفع مقصود ہو تو وضو
کرنا غسل کے قبل یا بعد لازم ہے

غسل واجب وقت نماز داخل ہونیسے واجب ہوجاتا ہے اسی طرح ان

کاموں کا وقت آجانے سے واجب ہوجاتا ہے جنکے لیئے وجوب غسل مذکور ہوا لیکن غایات مسنونہ کے لیئے مثل تلاوت قرآن وغیرہ کے اغسال واجبہ بنیت سنت ادا کیے جائینگے اور امور واجبہ کے لیے کافی ہوجائینگے ہاں اگر غایات مسنونہ نذر وقسم وغیرہ کے سبب سے واجب ہوجائیں تو غسل بھی اُنکے لیئے واجب ہوجائیگا اس بیان کے بعد غسل کی ہر قسم کے احکام جدا جدا بیان کیے جاتے ہیں،

غسل جنابت کے اسباب کا بیان

پہلا سبب منی نکلنا ہی خواہ جاگتے میں نکلے خواہ سوتے میں قصد وارادہ سے نکلے یا مجبوری اور اس میں مرد اور عورت کا حکم یکساں ہی اگر ایسی رطوبت نکلے جسکا منی ہونا مشتبہ ہو تو شناخت کیلیے علامتوں پر نظر چاہیئے پس اگر شہوت اور جھندگی کے ساتھ نکلی ہی اور اسکے بعد عضو میں سستی بھی پیدا ہوئی ہی تو منی ہی ورنہ منی نہیں لیکن بیمار کے لیے جھندگی کا اعتبار ساقط ہے،

دوسرا سبب عورت کی قبل یا مرد و عورت کی دبر میں حشفہ کا داخل ہونا ہے خواہ انزال ہو یا نہو پس فاعل ومفعول دونوں پر غسل واجب ہوجاتا ہے چاہے یہ فعل دیدہ ودانستہ اور ارادہ واختیار سے ہوا ہو یا غفلت یا مجبوری کی حالت میں،

مسئلہ نابالغ بھی اس فعل سے جنب ہوجاتا ہی مگر نابالغی میں غسل کرنا اُسپر واجب نہیں ہوتا مجبر دبلوغ اگرچہ وہ بلوغ سن پورا ہونے سے ہوا ہو غسل واجب ہوجائیگا،

مسئلہ عورت کے ساتھ وطی فی الدبر حرام ہے لیکن اگر کوئی اُسکا مرتکب ہو تو غسل کا حکم وہی ہی جو بیان ہوا،

مسئلہ مرد کے ساتھ لواطہ میں حرمت شدیدہ ہے اور حد بھی جاری ہوگی اور یہ فعل داخل کبائر ہے لیکن غسل کا یہاں بھی وہی حکم ہے،

واضح ہو کہ غسل جنابت کے بجالانے پر اتنی چیزیں موقوف ہیں نماز واجب وسنت طواف واجب اور روزۂ ماہ رمضان کی ابتدا یعنی صبح سے پہلے غسل کرلینا لازم ہے

جو چیزیں جنب پر حرام ہیں (۱) مسجد نبی اور مسجد الحرام میں داخل ہونا (۲) دیگر مساجد میں ٹھہرنا اور مشاہد مقدسہ بھی اسی حکم میں داخل ہیں (۳) عزائم اربعہ کا پڑھنا یعنی جن سوروں میں سجدہ واجب ہے اگرچہ ایک ہی آیت ہو اور وہ آیہ سجدہ بھی نہو (۴) قرآن کی تحریر کا چھونا اسماء خدا و اسماء معصومین کا بھی یہی حکم ہے (۵) مسجد میں کسی چیز کا رکھنا اگرچہ وہ پاک ہو اور مسجد کے باہر سے ہو،

مکروہات غسل (۱) قرآن کی جلد یا غلاف یا حاشیہ اور خالی ورق کا چھونا (۲) قرآن کا اٹھانا یا گلے میں لٹکانا (۳) بغیر غسل کیے ہوئے سونا (۴) خضاب لگانا (۵) تیل ڈالنا (۶) کھانا پینا مگر سونے کی کراہت وضو کر لینے سے اور کھانے پینے کی کراہت وضو سے یا کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے سے دور ہو جاتی ہے،

غسل کے مستحبات (۱) غسل سے پہلے پیشاب کرلینا (۲) گٹوں تک تین مرتبہ ہاتھوں کا دھونا (۳) تین تین مرتبہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا (۴) ایک صاع پانی سے غسل کرنا (۵) پانی کیساتھ جسم پر ہاتھ بھی پھیرنا (۶) ہر حصہ میں تین مرتبہ دھونا (۷) شروع میں بسم اللہ کہنا (۸) اول و آخر دعا پڑھنا (۹) انگوٹھی وغیرہ جو پانی کی مانع نہ ہو انگو

حرکت دینا یہ امور غسل ہیں سنت ہیں،

مسئلہ اگر غسل کرنے میں حدث اصغر صادر ہو تو غسل کو تمام کر کے دوبارہ غسل کرنا احوط ہی اور وضو بھی کرنا چاہیے،

مسئلہ جسکے ذمے کئی غسل ہوں اور اسمیں غسل جنابت بھی ہو تو ایک غسل بقصد غسل جنابت کافی ہی اور کئی سنتی غسلوں کی صورت میں کوئی ایک غسل کافی ہی،

عورتوں کے خاص غسل کے احکام علیحدہ ضمیمہ میں مذکور ہیں،

غسل مس میت آدمی جب مر کر ٹھنڈا ہو جائے اور ابھی غسل پورا نہ ہوا ہو تو اُسکے چھو لینے سے غسل واجب ہو جاتا ہی خواہ میت بچہ کی ہو یا بڑے کی مسلمان کی ہو یا کافر کی اگر ساقط شدہ حمل چار مہینہ کا ہو تو اسکا بھی یہی حکم ہے بلکہ اس سے کم میں بھی غسل احوط ہے اگر کسی کا بال میت کے لگ جائے یا کوئی شخص میت کے بال کو چھوے تو غسل کی ضرورت نہیں باقی اجزا کا حکم یکساں ہی خواہ جاندار ہوں یا مثل ہڈی اور ناخن کے بے جان ہوں اگر مس برطوبت ہوا ہی تو جس عضو سے چھوا ہے اُسکا دھونا بھی لازم ہی اور بغیر رطوبت کے احوط ہی

زندہ یا مردہ کا اگر کوئی جدا شدہ عضو ہو اور اُس میں ہڈی بھی ہو تو اُسکے بھی چھونے سے غسل واجب ہوگا البتہ خالی گوشت بے ہڈی کا ہو تو غسل واجب نہیں لیکن اگر خالی ہڈی ہو تو اسکے چھونے میں غسل احوط ہی

جسکے جسم کا ٹکڑا جدا ہو کر مردہ ہو گیا ہی وہ خود بھی اُسکو چھوے تو غسل واجب ہو جائیگا

زندہ آدمی کا ٹوٹا ہوا دانت چھونے سے غسل لازم نہیں ہوتا،

شہید کا جسم چھونے سے غسل واجب نہیں ہوتا،

مسئلہ جسپر مس میت کا غسل واجب ہو وہ مسجد میں جا سکتا ہے عزائم کی تلاوت کر سکتا ہے

تنبیہ میت کے چھونے سے جو غسل کا حکم دیا ہے اس میں شارع نے جو مصلحت قرار دی ہو اُسکو وہ خود بہتر جانتا ہے لیکن بظاہر اسکا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے جسم میں جب تک روح باقی ہے جو مدبر بدن ہے اُسوقت تک اصلاح کرتی رہتی ہے لیکن جب روح جدا ہوگئی فوراً جسم میں تغیر شروع ہو جاتا ہے اور فساد پیدا ہو جاتا ہے اور چونکہ زندوں کی مصلحت مقدم ہے اسلیئے غسل کا حکم دیکر انکا تحفظ فرمایا ہے علاوہ اسکے موت اور حیات میں چونکہ شدید مغائرت ہے اسلیئے زندونکو مردوں سے وحشت رہتی ہے اور قوت خیال طرح طرح کے وسواس پیدا کرتی ہے جس سے ضرر کا اندیشہ ہے اسلیئے مناسب ہوا کہ مردے کے چھونے سے زندہ کو غسل کا حکم دیا جائے تاکہ وسواس دفع ہو جائے اور ضرر پیدا نہو،

غسل میت اور اموات کے دیگر احکام ضمیمہ کے طور پر یکجا تحریر کیئے گئے ہیں،

تیمم کا بیان تیمم اضطراری طہارت ہے جو وضو اور غسل کے بدلہ میں کیجاتی ہے واضح ہو کہ تیمم اُسوقت جائز ہے جب پانی کا استعمال نہو سکے خواہ اسلیئے کہ پانی ہی بقدر ضرورت موجود نہو یا موجود ہو اور نجس یا غصبی ہو یا وہاں تک دسترس نہو یا اُسکے استعمال سے ضرر کا اندیشہ ہو یا اتنا وقت نہو کہ وضو یا غسل کر سکے جب پانی موجود نہو تو آبادی یا قافلہ میں تلاش کی کوئی حد مقرر نہیں اسقدر

ڈہونڈہنا لازم ہی کہ پانی سے ناامیدی ہو جائے اور صحرا میں تلاش کیلئے حد مقرر ہی پست و بلند زمین میں چار طرف اتنی دور تک کہ متوسط قوت کا آدمی معتدل کمان سے معتدل وقت میں اگر تیر لگائے تو وہاں تک پہونچ جائے اور صاف و ہموار زمین میں اُسکا دونا لیکن جہاں جہاں پانی نہ ہونے کا یقین ہو ادہر تلاش کی ضرورت نہیں اور اگر اس مقدار سے زیادہ فاصلہ پر یا اطراف اربعہ کے درمیان میں پانی کا یقین ہو اور وقت میں بھی گنجائش ہو تو حاصل کرنا واجب ہی، پانی کی تلاش کیلئے کسی معتبر شخص کو وکیل کرنا جائز ہی، اگر دو عادل گواہی دین کہ یہاں پانی نہیں ہی تو تلاش کرنا پھر بھی احوط ہی اگر اتنا پانی ہو جو کافی نہو تو بمنزلہ نہ ہونے کے ہی

پانی تک دسترس نہونے سے یہ مراد ہی کہ پانی موجود ہے مگر راہ میں درندہ یا چور یا کسی طرح کا خوف ہی جس سے جان یا مال یا آبرو کو ضرر پہونچ سکتا ہی یا ضعف و پیری مانع ہی یا پانی کنوین میں ہی اور ڈول رسّی موجود نہیں اور نہ کوئی لباس ایسا ہو جسے صحیح طور پر یا پہاڑ کر رسی کی جگہ کام میں لاسکے اور نہ یہ چیزیں بقیمت مل سکتی ہوں یا مل سکتی ہوں اور قیمت دینے کی قدرت نہ ہو یا پانی دوسرے کی ملک ہو اور وہ راضی نہو یا قیمت مانگتا ہو اور قیمت دینے سے یہ شخص عاجز ہو پس اگر پانی بہ قیمت ملتا ہو اگرچہ دو دُنی چوگنی قیمت ہو اور یہ شخص دے بھی سکتا ہو اور اُسکی حالت کے لئے مضر نہو تو مول لینا واجب ہوگا چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے وضو کا پانی سو اشرفی کو مول لیا تھا اسی طرح ڈول رسی

کی قیمت کا حکم ہے اور اگر قیمتی کپڑا ہو اور اُسکے چاک کرنے سے پانی کنویں سے نکل سکتا ہو تو چاک کرنا لازم ہوگا بلکہ اگر زمین کھود کر پانی نکل سکتا ہو اور کھودنا باعث ضرر نہو تو لازم ہوگا،

اور پانی کے استعمال سے ضرر کا اندیشہ جو مذکور ہوا اُس سے ایسا ضرر مراد ہے جسکا برداشت کرنا بحسب عادت شاق ہو مثلاً خوف ہو کہ کوئی بیماری پیدا ہو جائیگی یا بڑھ جائیگی یا طول مرض ہو جائیگا، اگر خوف ہو کہ پانی کے استعمال کرنے سے کوئی پیاسا جو قابل حفاظت ہے بالفعل پیاس سے ہلاک ہو جائیگا یا کچھ دیر کے بعد تشنگی لاحق ہوگی اور پانی نہ ملیگا اور ہلاکت کا اندیشہ ہو عام اس سے کہ اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہو یا کسی اپنے متعلق کی ہلاکت کا یا اپنے قافلہ میں کسی کی ہلاکت کا بلکہ کسی اپنے محترم حیوان کی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو بھی تیمم کا حکم ہے،

جن چیزوں پر تیمم صحیح ہے تیمم خالص مٹی پر کرنا چاہیے خواہ وہ سفید ہو یا رنگین اور اگر مٹی نہو تو بالو یا غیر معدنی پتھر پر کرنا چاہیے، پکی ہوئی مٹی پر مثل اینٹ اور خزف کے تیمم صحیح نہوگا اور سونے چاندی تانبے رانگے لوہے یا مثل سنگ مرمر کے معدنی پتھر پر یا عقیق، فیروزہ پر صحیح نہیں، مٹی نہو تو غبار پر بھی تیمم صحیح ہے غصبی اور نجس زمین پر تیمم ناجائز ہے آلے اور راکھ پر تیمم صحیح نہیں اور زمین شورہ زار پر تیمم مکروہ ہے بشرطیکہ اُس پر نمک جما نہو اور راستہ کی مٹی پر اور جس مٹی پر چلتے پھرتے ہوں اور بالو پر تیمم مکروہ ہے اور سنت ہے کہ تیمم کی مٹی اونچی زمین کی ہو،

مسئلہ اگر تیمم کی مٹی سونے یا چاندی کے برتن میں ہو تو تیمم صحیح نہوگا، اور یہی حکم

غصبی برتن کا ہے، زمین اگر نہ ممکن ہو تو کپڑوں اور نمدے کے غبار پر تیمم ہو سکتا ہی

مسئلہ جس شخص کو نہ تیمم کی چیز ممکن ہو اور نہ پانی اُس سے نماز ساقط ہی لیکن بعد تمکن قضا واجب ہے، اور احوط ہی کہ بے طہارت کے بھی نماز پڑھے اور قضا بھی پڑھے

اُن امور کا بیان جنکے لیے تیمم کیا جاتا ہی

نماز واجب اور طواف واجب کے لیے تیمم واجب ہے، اسی طرح ان سب چیزوں کے لیے جنکے لیے وضو اور غسل واجب ہے، اگر کوئی شخص مسجد الحرام یا مسجد نبوی میں محتلم ہو تو اُسپر اسلیے تیمم واجب ہے تاکہ وہاں سے باہر آسکے یہ وہ مقام ہی جہاں باوجود پانی کے تیمم کا حکم ہی، اسی طرح نماز میت کے لیے اور سونے کے لیئے بھی باوجود پانی کے تیمم ہو سکتا ہی مگر واجب نہیں سنت ہی، اور جہاں وضو و غسل شرط ہی مثل نماز سنتی کے وہاں بحالت عذر تیمم بھی شرط ہی،

تیمم کے شرائط اعضاے تیمم کا پاک ہونا ماسح و ممسوح میں کسی حائل و مانع کا نہونا، تیمم کی جگہ کا پاک و مباح ہونا، افعال تیمم کا خود بجالانا، ترتیب یعنی اول پیشانی کا مسح کرنا پھر داہنے ہاتھ کا پھر بائیں ہاتھ کا موالات یعنی بے تاخیر ان افعال کا بجالانا،

تیمم کا طریقہ دونوں ہاتھ بعد نیت کے زمین پر ایک ساتھ مارنا واجب ہے زمین پر رکھ دینا کافی نہیں اور نہ ایک ہاتھ کی ضرب کافی ہی اور نہ علی التعاقب دونوں ہاتھوں کا مارنا کافی ہی پھر دونوں ہاتھوں سے پیشانی اور کنپٹیوں کا مسح کرنا واجب ہے، اور اُسکی ابتدا بالوں کے اُگنے کی جگہ سے چاہیئے اور انتہا ابرو وال و ناک کی جانب اعلی تک چاہیئے اور مسح اوپر سے نیچے کو ہونا چاہیئے اُسکے بعد بائیں ہاتھ

سے داہنے ہاتھ کی پشت کا مسح کرنا چاہیئے گٹوں سے انگلیوں کے سرے تک پھر
کف دست سے پھر بائیں ہاتھ کا اسی طرح داہنے ہاتھ سے مسح کرنا چاہیے انگلیوں
کے درمیان کا مسح لازم نہیں ہے اور مسح میں لازم ہے کہ پیشانی ساکن رہے ہاتھ کو حرکت دے بجائے اور پشت
دست ساکن رہے اور جس ہاتھ سے مسح کرتا ہے اسے حرکت ہو تیمم بدل وضو میں ایک ہی
ضرب پیشانی اور ہاتھوں کے لیئے کافی ہے اور غسل کے بدلہ میں ایک ضرب پیشانی کیلئے
اور دوسری ضرب ہاتھوں کے لیئے چاہیئے اور احوط ہے کہ وضو اور غسل دونوں کیلئے
یک ضربی تیمم بھی کیا جائے اور دو ضربی بھی،

تیمم کے احکام آخر وقت سے پہلے تیمم کرنا جائز ہے اگرچہ اخیر وقت تک
عذر برطرف ہو جانے کی امید بھی ہو اور انتظار کرنا احوط ہے وقت سے پہلے تیمم جائز
نہیں، تیمم کے بعد وہ سب چیزیں جائز ہو جاتی ہیں جو وضو اور غسل سے جائز ہوتی
ہیں اور جو تیمم ایک نماز کے لیے کیا جائے اُس سے دیگر اوقات کی نمازیں بھی پڑھ سکتا
ہے جب تک عذر باقی رہے اور تیمم کی توڑنیوالی کوئی چیز صادر نہ ہو تیمم بدل وضو ہو
یا بدل غسل حدث اکبر سے ٹوٹ جاتا ہے اور وضو کے بدلے کا تیمم حدث اصغر
سے بھی ٹوٹ جاتا ہے لیکن تیمم اگر بدل غسل کیا ہے تو حدث اصغر کے بعد احتیاط یہ ہے
کہ تیمم پھر کرے مگر نہ اس میں بدل وضو کی نیت کرے اور نہ بدل غسل کی بلکہ یہ نیت
کرے کہ جو کچھ میرے ذمہ واجب ہے خواہ وہ وضو ہو یا غسل اُسکے بدلہ میں تیمم کرتا
ہوں اور احتیاطًا وضو بھی کرے، اگر تیمم پانی نہ ملنے کی وجہ سے کیا ہو تو پانی کا
دستیاب ہو جانا بھی تیمم کو توڑ دیتا ہے اور اگر ضرورت ہو تو وضو یا غسل لازم ہو جاتا

ہی، جو نمازیں تیمم سے پڑھی ہیں پھر اُنکے اعادہ کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ کافی ہیں، اگر وہ عذر جسکی وجہ سے تیمم کیا ہی برطرف ہو جائے تو تیمم خودبخود ٹوٹ جاتا ہی، اور اگر مثلاً نماز پڑھ چکا تھا اور وقت ابھی باقی ہی تو نماز کا اعادہ احوط ہے،

اگر اعضائے تیمم پر جبیرہ ہو تو جبیرہ پر مسح کیا جائیگا اور اگر زخم یا پھوڑا ہو اور اُسپر ہاتھ پھیرنا مضر ہو یا مقام نجس ہو تو اُسپر جبیرہ کیا جائیگا اور جبیرہ پر مسح کیا جائیگا،

قبلہ کا بیان اہل اسلام کا قبلہ خانہ کعبہ ہی جو ملک حجاز شہر مکہ میں واقع ہے

واضح ہو کہ کعبہ کا استقبال یعنی اس طرف منھ کرنا کہیں واجب ہے اور کہیں صحت عمل کی شرط ہی اور بعض جگہ سنت اور بعض جگہ حرام ہی اور کہیں مکروہ بھی ہی،

نماز واجب میں خواہ ادا ہو یا قضا یومیہ ہو یا غیر یومیہ نماز احتیاط ہو یا اعادہ استقبال واجب ہے، نماز میت کا بھی یہی حکم ہی، سجدۂ شکر اور سجدۂ قرآن میں البتہ واجب نہیں نماز کے علاوہ بوقت ذبح بھی ذبح کرنے والے کو روبقبلہ ہونا اور ذبیحہ کو روبقبلہ کرنا واجب ہے، اور نزع کی حالت میں محتضر کو روبقبلہ کر دینا واجب ہے اور وقت نماز میت میت کو اس طرح رکھنا چاہیے کہ قبلہ کا خط اُسکے جنازہ پر عمود ہو اور سرہانا نماز پڑھنے والے کے داہنی طرف ہو،

سنتی نمازیں قبلہ رو ہونا شرط صحت ہی لیکن سواری پر یا راہ چلنے میں اگر نماز کا موقع ہو تو یہ شرط بھی اُٹھ جائیگی،

بیت الخلا میں استقبال قبلہ حرام ہے اور پشت بقبلہ ہونا بھی حرام ہی جو بیان ہو چکا اور جو مقامات [illegible]

کے اور تلاوت قرآن کیوقت، قاضی کے پاس جب مقدمات پیش کرے،
اور تھوک کنے کے یا ناک صاف کرنے کے وقت، پائجامہ پہننے کے وقت ہمبستری کے وقت اور اُن اوقات میں کہ قبلہ رو ہونا قبلہ کی تعظیم و احترام کے خلاف ہو استقبال مکروہ ہی،

نماز میں استقبال کا طریقہ اسقدر کافی ہی کہ عرف میں کہا جائے کہ یہ شخص قبلہ رو ہی جسکا استقبال کیا جاتا ہی فقط وہ عمارت کعبہ نہیں ہی بلکہ زمین کے نیچے کے طبقہ سے لیکر آسمان تک جسقدر تحت و فوق میں عمارت کعبہ کے مقابل ہی قریب و بعید سب کے لیے یہی قبلہ ہی، پس اگر قریب ہے اور کعبہ کو دیکھ سکتا ہے تو اُسکے مقابل اسطرح کھڑا ہوگا کہ اگر خط مستقیم کھینچا جائے تو کعبہ پر پہونچے، اور اگر دور ہی کہ کعبہ تک نظر نہیں پہونچ سکتی تو اس طرح کھڑا ہوگا کہ اگر حجاب اُٹھ جائیں تو قبلہ رو نظر آئے اور بالفعل علامات و قرائن سے مقابل ہونے کا یقین نہو تو گمان کافی ہی اور گمان خواہ اپنی تحقیق سے حاصل ہو یا عادل کے کہنے سے یا فاسق یا کافر کے کہنے سے سب یکساں ہی اور واضح رہی کہ جسقدر دوری بڑھتی جاتی ہی اُسی قدر مقابلہ کی مقدار وسیع ہوتی جاتی ہی مثلاً پانچ گز چوڑا مینار ہو تو قریب کے مقام میں برابر برابر دس آدمی کھڑے ہوسکیں گے اور ایک میل کے فاصلہ پر بجائے دس کے بیس آدمی مقابل کھڑے ہونگے اور سب کو ظاہر نظر میں یہی معلوم ہوگا کہ ہم مقابل ہیں اور دو تین میل کے فاصلہ پر چالیس آدمی یہی سمجھیں گے غرض جتنا فاصلہ زیادہ ہوتا جائیگا مقابلہ کی وسعت بڑہتی

جائیگی یہاں تک کہ شہر کا شہر اور ملک کا ملک کبھی مقابلہ میں محسوب ہو جاتا ہے چنانچہ ہندوستان کا بڑا حصہ قطب کو داہنے شانے کے مقابل لیکر نماز پڑھتا ہے اور سب مستقبل قبلہ سمجھے جاتے ہیں اور نمازیں صحیح ہوتی ہیں اگرچہ خطِ مستقیم مصلّی کے قدم سے کعبہ تک نہ پہونچے لیکن مقابلہ کی صحت کے لیئے بعید مقامات پر کسی علامت کی ضرورت ہے خواہ اُس علامت کا اعتبار شرع سے ثابت ہو یا قواعد سے لہذا کچھ علامتیں جو معتبر قرار دی گئی ہیں بیان کی جاتی ہیں،

منجملہ دائرۂ ہندیہ ہے کہ جسکو با اطلاع لوگوں نے معتبر مان لیا ہے اور جہاں کا قبلہ معلوم کرنا ہو وہاں کا عرض وطول بلد اور مکہ کا عرض وطول بلد معلوم ہونے کے بعد بقاعدۂ معینہ اُس سے معلوم ہو سکتا ہے ایک علامت کسی معصوم کی قبر شریف ہے، ایک علامت ؑ محراب ہے جہاں کسی معصوم کا نماز پڑھنا ثابت ہو، نیز مسلمانوں کے قبور اور مسجدیں بھی علامت قبلہ ہیں جب تک غلط بنائے جانے کا علم نہ ہو جائے، اہل مغرب کے لیے ثریا کا داہنی جانب اور عیوق کا بائیں جانب لینا اور عراق والوں کے لیے آفتاب کا بعد زوال داہنے ابرو کے مقابل آجانا بھی علامت قبلہ ہے، ایک بڑی علامت ستارۂ جدی ہے جسکو پس پشت لینا اہل موصل کے لئے داہنے کان کے عقب میں لینا اہل شام کے لیئے اور ناک کے مقابل لینا اہل عدن کیلیئے اور داہنے شانہ کے مقابل لینا اہل ہند کے لیے علامت قبلہ ہے،

قول نمبر ۲ کا حکم جو شخص باوجود علم عمداً نماز میں استقبال ترک کرے کسی نماز

اسکی باطل ہی اور جسنے غفلت سے یا بہول کر یا نادانی سے خلاف قبلہ نماز پڑہی ہو اور انحراف اتنا ہو کہ قبلہ دلہنے یا بائیں شانے پر ہو جائے تو غلطی معلوم ہونے کے بعد اگر وقت باقی ہی تو دوبارہ پڑہے اور اس سے کم انحراف ہو اور بعد نماز ظاہر ہو تو نماز صحیح ہی اور اگر پڑہتے ہیں ظاہر ہو تو قبلہ رو ہو جانا چاہیے اور اگر قبلہ پشت پر ہو گیا ہی تو وقت میں اعادہ اور بعد وقت کے قضا لازم ہی،

کشتی اور جہاز میں ابتدائً استقبال کر لینا چاہیئے پہر اگر رُخ بدل جائے اور اُس شخص کو معلوم بھی ہو جائے اور گہوم جانا ممکن ہو تو رخ بدل دینا چاہیئے اور اگر نہ ممکن ہو تو اُسی طرح نماز تمام کرے،

جہاں قبلہ بالکل معلوم نہو سکے اور گمان بھی کسی طرف نہو تو وہاں چار طرف نماز پڑہنا چاہیے

مصلی کے لباس کا بیان

مرد پر آگے پیچھے کا چھپانا اور علی الاحوط ناف سے گھٹنوں تک چھپانا واجب ہے خواہ کوئی دیکھنے والا ہو یا نہو یہاں تک کہ اندہیرے میں بھی، اور اسی طرح عورت پر وضو میں ہونے کی مقدار چہرہ اور گٹوں سے ہاتھ چھوڑ کر تمام جسم کا چھپانا نماز میں واجب ہے لیکن اگر نامحرم سامنے موجود ہی تو پورا ستر چاہیے اور بالونکا چھپانا کنیز پر واجب نہیں اگر نامحرم نہو،

ستر ہر طرف واجب ہے، مگر پاؤں کی جانب واجب نہیں البتہ اگر ستوں پر کہڑا ہو اور نیچے کیطرف سے عورتیں کا نظر آنا ممکن ہو تو تحت کی جانب سے بھی ستر واجب گا،

[illegible]

کوئی قلیل جزو بھی اگر نجس ہوگا بلکہ نجس تاگے سے بھی اگر سیا ہوا ہوگا تو نماز صحیح نہو گی مگر جو کپڑا اتنا چھوٹا ہو کہ تنہا اُس سے ستر نہو سکتا ہو جیسے ٹوپی ازار بند تو اُسکا پاک ہونا لازم نہیں البتہ اولی ہی مگر جو ستر کے قابل ہو اور اُسکو تہ کرکے جیب میں رکھ لے تو نماز صحیح نہو گی، کسی اور نجس چیز کا نماز میں ہمراہ رکھنا مثلاً نجس پیسہ یا چاقو یا کاغذ قابل احتیاط ہی،

دوسرے یہ کہ مباح ہو پس اگر کوئی لباس خواہ ساتر ہو یا غیر ساتر یا کوئی چیز لباس کے ہمراہ غصبی ہو تو اُسمیں دانستہ عمداً نماز پڑھنے سے نماز باطل ہی یہانتک کہ ایک تار بھی لباس کا غصبی ہوگا تو نماز باطل ہوگی

تیسرے یہ کہ لباس سونے کے تاروں کا نہو، مگر یہ حکم مردوں کے لیے ہے اور مردوں کو غیر نماز میں بھی ایسا لباس پہننا جائز نہیں ہی اگرچہ نیچے چھپا ہوا ہو اور جسپر سونے کا پانی ہوا اسکا بھی حکم یہی ہی اور سونے کی کوئی چیز اگر جیب وغیرہ میں ہو تو ضرر نہیں لیکن اگر ہاتھ میں انگوٹھی سونے کی ہو یا گھڑی کی زنجیر یا عینک کی کمانی سونے کی ہو اور مستور نہو تو نماز باطل ہی اور غیر نماز میں بھی پہننا جائز نہیں اسلئے کہ مردوں کو سونے سے زینت کرنا حرام ہی،

چوتھے یہ کہ وہ لباس مردوں کے لئے حریر محض کا نہو خواہ ساتر عورت ہو یا اُسکے علاوہ یہانتک کہ جو لباس تنہا نماز کے لیئے کافی نہیں وہ بھی حریر محض کا نہ ہونا چاہیئے، ہاں اگر خالص نہو تو جائز ہی اور مردونکو غیر نماز میں بھی جائز نہیں ہی

جائز ہو مثلاً لڑائی کا وقت ہو یا سخت سردی ہو اور دوسرے لباس کا موقع
نہیں ہو، عورتوں کے لئے نماز اور غیر نماز دونوں حالوں میں جائز ہے اور چار
انگشت سے زائد گوٹ کا ترک احوط ہی بلکہ مطلقاً ترک احوط ہے اگر ریشم کا کپڑا
تہ کیا ہوا جیب میں ہو تو مضائقہ نہیں اور لباس کے سوا دیگر استعمالات جائز
ہیں مثل فرش و لحاف وغیرہ کے

مسئلہ نابالغ لڑکوں کو لباس حریر پہنانا جائز ہے،

پانچویں یہ کہ لباس غیر ماکول کے اجزا کا نہو اگرچہ اجزا پاک بھی ہوں
یا اُس حیوان کو ذبح کرلیا ہو یا ابھی وہ زندہ ہو یا خون جہندہ نہ رکھتا ہو، یہاں
تک کہ اگر مصلے کے کپڑے یا بدن میں اُس حیوان کے بال یا دیگر اجزاء فضلات
مثل پسینہ و آب دہن کے چمٹے ہوئے ہوں تب بھی جان بوجھ کر پڑھنے سے
نماز نہوگی البتہ اگر یہ چیزیں اپنی یا کسی دوسرے انسان کی ہوں تو مضائقہ
نہیں، ہاں اگر آدمی کے بالوں کا لباس بنا ہوا ہو تو اجتناب چاہیئے

خز اور سنجاب اگر خالص ہوں تو اُن میں نماز صحیح ہوگی، شہد اور موم اگرچہ
حیوان سے تعلق رکھتے ہیں لیکن نماز ان میں صحیح ہے، جس حیوان میں گوشت
نہیں ہوتا مثل مکھی اور مچھر کے اُسکے اجزا کا بھی مضائقہ نہیں،

مسئلہ اگر معلوم نہو کہ لباس ماکول اللحم کے بال یا کھال کا ہے یا غیر ماکول کی
تو اُسمیں ترک نماز احوط ہی بانات وغیرہ بشہادت تجار ماکول کے بال ہیں،

نجس ہو یا پاک، میتہ کی کھال دباغت کے بعد بھی قابل نماز نہیں ہوتی مسلمان کے ہاتھ سے جو حیوانی اجزا کا مشکوک الحال لباس لیا جائے ذبیحہ کے حکم میں ہے اور اگر کسی کافر کے ہاتھ سے لیا جائے تو میتہ کے حکم میں ہے اسی طرح اگر مسلمان سے لیا جائے اور معلوم ہو جائے کہ اُسنے کافر سے بے تحقیق لیا ہے لیکن اگر کافر سے لیا جائے اور یقین ہو کہ اُسنے مسلمان سے لیا ہے تو اشکال ہے اگر لباس کے سوا میتہ کے اجزا نماز گذار کے ساتھ ہوں تو بھی نماز باطل ہے

ساتویں یہ کہ لباس شہرت نہ ہو اور اُس سے یہ مراد ہے کہ اپنی حیثیت و حالت و شان کے بحسب عرف خلاف ہو مثلاً عالم کے لیئے ایک سپاہی کا لباس یا سپاہی کے لیے عالم کا،

مردوں کو خاص زنانہ لباس اور عورتوں کو مخصوص مردانہ لباس پہننا جائز نہیں ہے اور نماز میں بھی اجتناب چاہیئے،

مکروہات لباس موزہ اور چادر اور عمامہ اور عبا کے سوا سیاہ لباس مرد اور عورت دونوں کیلیئے نماز میں مکروہ ہے، فقط پائجامہ پہنکر نماز پڑہنا، کرتہ پر لنگی باندہکر داہنے ہاتھ کے نیچے سے کپڑا نکالکر شانہ پر ڈالنا تصویر دار لباس یا انگوٹھی پہننا لوہے کی چیز کھلی ہوئی ہمراہ رکھنا، مردوں کو ڈہاٹا باندہنا عورتوں کو نقاب ڈالنا بشرطیکہ یہ دونوں مانع قرائت نہوں عورتوں کو پازیب چھاگل جس میں صدا ہو پہننا لباس کے بند کھلا رکھنا کفار اور اعدائے دین اور بے احتیاط لوگوں کا لباس پہننا بہت میلے کپڑے پہننا بہت چست کپڑے پہننا نجس ٹوپی یا ازار بند کے ساتھ نماز پڑہنا بڈھوں کو جوانوں کا لباس نماز میں پہننا بھی مکروہ ہے،

لباس کے مستحبات عمامہ میں تحت الحنک رکھنا روا پہننا علی الخصوص امام کو متعدد کپڑے پہننا عقیق کی انگوٹھی پہننا، روئی کا بنا ہوا لباس پہننا سفید لباس پہننا، زنان صاف و پاکیزہ لباس پہننا خوشبو لگانا نماز میں سنت ہے،

نماز کے مکان کا بیان شرط ہے کہ مکان نماز مباح ہو خواہ وہ فرش ہو یا فرش کے نیچے کی جگہ یا چھت کے نیچے کا حصہ ہو جس پر وہ سقف قائم ہے یا دوسری تیسری چھت نیچے کی ہو یا سب سے نیچے کی زمین ہو یا مکان کی فضا ہو جس میں قیام وقعود واقع ہوتا ہو سب کا مباح ہونا شرط ہے یہاں تک کہ جس خیمہ میں نماز پڑھتا ہو وہ خیمہ اور اسکی میخ اور طناب تک بھی مباح ہونی احوط ہے اور اسیطرح اگر اوپر کی چھت یا اطراف کی دیواریں یا کوئی اینٹ غصبی ہو تو اجتناب احوط ہے اللہ اکبر شریعت کو حفظ حقوق میں کسقدر اہتمام ہے اور عبادات کو مظالم سے کس قدر بچایا ہے اور انمیں کسقدر صفائی اور پاکیزگی مقصود ہے، اللھم صل علی محمد وآل محمد

غصبی مکانمیں چونکہ نماز باطل ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غصب کی کچھ تفصیل کیجائے، غصب سے مراد غیر کے عین مال یا منفعت میں بے اجازت و رضامندی تصرف کرنا ہے لہذا غیر کے مکانمیں مالک کی اجازت لازم ہے اور اپنا مکان اگر بکرایہ دیدیا جائے تو بھی اسمیں کرایہ دار کی اجازت لازم ہے مشترک مکانمیں شرکا کی اجازت لازم ہے اور رہن میں راہن کو مرتہن کی اور مرتہن کو راہن کی اجازت لازم ہے، اگر قرض خواہوں کا حق مال میت سے متعلق ہو یا میت کی وصیت کسی مال سے متعلق ہو تو یہ بھی قابل لحاظ ہے یہانتک کہ

کرے اور اُسے ہٹاکر قبضہ کیا جائے تو نماز صحیح نہوگی، اجازت کی کئی صورتیں ہیں،
اوّل یہ کہ بصراحت ہو دوسرے اجازت فحوائی مثلاً کسی کو مکان میں رہنے کی اجازت
دی ہو تو نماز میں بدرجۂ اولیٰ اُسکی اجازت سمجھی جائیگی، تیسرے اجازت بقرائن حال
جسطرح حمام اور کاروانسرا میں رضائے مالک سمجھی جاتی ہے لیکن چاہیے کہ یہ یقینی رضامندی کی قرائن ہوں

مسئلہ ماں باپ بہن بھائی ماموں خالہ چچا پھوپھی دادا نانا دوست احباب کے گھروں میں
بے پوچھے ہوئے نماز پڑھ سکتے ہیں جبتک اُنکی ناراضی کا علم نہو،

مسئلہ وسیع میدانوں اور جنگلوں میں نماز کیلئے مالک سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں
البتہ اگر اُسنے منع کردیا ہو تو نہ پڑھنا مہما امکن احوط ہے،

دوسری شرط یہ ہے کہ نماز کی جگہ مستقر ہو کہ بدن ساکن رہ سکے پس بحالت اختیار
غلہ کے انبار پر اور روئی کے ڈھیر پر اور بالو پر اور جہاں جہاں قدم نہ جم سکے نماز صحیح
نہوگی اسیطرح چلتی ہوئی گاڑی اور کشتی یا جھولا پر صحیح نہوگی لیکن بحالت ناچاری و اضطرار
ایسی وقت صحیح ہے چاہیے بدن کو سکون ہو یا مکان متحرک ہو اگر قبلہ کا رخ بدل جائے تو
چاہیے کہ خود بھی گھوم جائے **مسئلہ** تیز ہوا اور سخت بارش اور جہاں لوگونکا ہجوم
ہو کہ استقرار باقی رہنا دشوار ہو نماز پڑھنے سے اجتناب چاہیے **مسئلہ** جہاں شور
وغل زیادہ ہو اور افعال نماز ادا کرنے میں اطمینان حاصل نہو وہاں سے اجتناب
چاہیے مثلاً شیروں کا بیشہ یا گرتی ہوئی دیوار یا چھت کے نیچے **مسئلہ** معصوم کی قبر یا
قرآن کے ورق پر اگر معاذ اللہ نماز میں قدم رکھے تو نماز صحیح نہوگی قبر معصوم کو پس پشت لیکر یا

مسئلہ ایسے پست یا تنگ مقام میں نماز صحیح نہو گی جہاں قیام وقعود ممکن نہو
مسئلہ کعبہ کے اندر اور اُسکی چھت پر جبتک کوئی مجبوری نہو واجب نماز
نہ چاہیے اور بحالت مجبوری مقام سجدہ کے آگے کوئی جزو پڑا ہونا لازم ہو
یہ بھی شرط ہے کہ مکان نماز اس طرح نجس نہو کہ مصلی کا بدن اور لباس اُس سے
نجس ہو جائے لیکن اگر خشک ہو تو نماز صحیح ہو جائیگی البتہ اگر عین نجاست ہو
تو اجتناب چاہیے اور احتیاط یہ ہو کہ مکان نماز بالکل پاک ہو لیکن سجدہ کا مقام
ہر طرح پاک ہونا چاہیے **مسئلہ** چاہئے کہ مرد اور عورت برابر میں نماز پڑھیں جبتک
کہ درمیان میں کوئی آڑ یا دس ہاتھ کا فاصلہ نہو اور مرد کے سامنے بھی عورت مشغول
نماز نہو البتہ اگر عورت پیچھے ہو یا اس طرح برابر ہو کہ عورت کے سجدہ کی جگہ سے
مرد کا قدم آگے ہو تو مضائقہ نہیں، اُسمیں محرم و نامحرم اور زوجین یکساں ہیں اگر
عورت بغیر نماز کے سامنے یا برابر کھڑی ہو یا بیٹھی ہو تو مرد کی نماز میں خلل نہوگا،
جہاں جہاں نماز مکروہ ہی (۱) یہ مقام ہیں کھلے دروازہ کے سامنے جہاں کوئی آدمی
اُسکی طرف رخ کیے ہوے سامنے ہو جس گھر میں شراب ہو
جس گھر میں کوئی جنب ہو جہاں نقش و نگار ہوں کہ طبیعت اسطرف متوجہ ہو جہاں
سامنے کھلا ہوا قرآن ہو یا کوئی کتاب تصویر کے مقابل میں ہو جہاں سامنے آگ
یا شمع یا چراغ روشن ہو آتش خانہ میں عام گذرگاہ پر پانی کے بہاؤ کی جگہ اگرچہ بالفعل
پانی نہو زمین شورہ زار میں باورچی خانہ میں گھورے پر پاک فرش بچھا کر مسلخ میں جہاں

کثیف جو جس سے طبعیت کو نفرت ہو قبرستان میں حمام میں قبر پر قبر کیطرف منھ کرکے (معصوم کی قبر مستثنیٰ ہی) دو قبروں کے درمیان میں اگر کوئی حائل اور آڑ نہو شراب خانہ میں مجوسی کے گھر میں اصطبل میں برف کے اوپر جس گھر میں کتا ہو جہاں سامنے لوہا ہو آلہ زار ہیں،

جہاں جہاں نماز پڑھنا سنت ہے یہ مقامات ہیں، مسجد میں، ائمۂ معصومین ع کے مشاہد میں، انبیا کے روضہ میں، علما کے گھروں میں نماز پڑھنا سنت ہے خواہ وہ زندہ ہوں یا مرے، اور سنت ہے کہ متفرق مقامات میں نماز پڑھے تاکہ ہر مقام گواہی دے نماز کے آگے کوئی آڑ ہونا سنت ہے گھر میں نماز کی کوئی جگہ خاص کرنا بھی سنت ہے،

مساجد کا بیان مسجد کا بنانا سنت ہے اور اسکا ثواب بہت عظیم ہی مسجد کے وقف کرنے میں اسی طرح صیغہ پڑھا جاتا ہی جسطرح اور چیز دینے اور ایک مسلمان کے وہاں نماز پڑھ لینے سے قبضہ صادق آجاتا ہی، اور اختیار ہی کہ چاہے اوپر کے طبقہ کو مسجد قرار دے یا نیچے کے طبقہ کو البتہ تخصیص اگر نہ کی ہو تو سب کو مقابل نیچے کے طبقہ سے لیکر آسمان تک سب مسجد ہی اور اگر صیغہ نہ پڑھا گیا ہو لیکن قصد تقرب کے ساتھ بارادۂ مسجد عمارت بنائی گئی ہو اور ایک مسلمان نے بانی کی اجازت سے نماز پڑھ لی ہو تو احکام مسجد جاری ہوجائینگے

مسجد کے احکام مسجد کو سونے سے زینت دینا اسپر تصویریں بنانا، مسجد کو نجس کرنا حرام ہی، مسجد کے سنگریزے اور اجزا کا باہر نکالنا بھی جائز نہیں اور اگر نکالے تو پھر اسی مسجد یا دوسری مسجد میں پہونچانا واجب ہے مٹی کوڑا اس حکم میں داخل نہیں، مسجد میں دفن کرنا بھی ممنوع ہی،

مستحباب سب سے پہلے مسجد میں جانے کی کوشش کرنا اور سب کے بعد وہاں سے آنا سنت ہی مسجد میں چراغ جلانا جھاڑو دینا جاتے وقت داہنا پائوں رکھنا اور آتے وقت بایاں پائوں نکالنا مسجد میں جاکر نماز تحیہ مسجد پڑہنا جاتے وقت خوشبو لگانا عمدہ لباس پہننا سنت ہے مسجد میں زیادہ آمد و رفت کرنا تاریک رات میں مسجد میں جانا سنت ہے،

مکروہات دیواروں اور مینار کا بلند کرنا کنگرے بنانا سونے کے سوا نقش و نگار اُس پر بنانا بغیر دو رکعت نماز پڑہے ہوئے مسجد میں آمد و رفت کرنا آب دہن ڈالنا پیاز و لہسن خام کھاکر مسجد میں جانا مسجد میں خرید و فروخت کرنا شور و فریاد کرنا جوئیں مارنا لغو شعر پڑہنا مقدمات فیصل کرنا حدود جاری کرنا مسجد میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں کرنا بچوں اور دیوانوں کو مسجد میں جگہ دینا عورتیں ناف اور گھٹنے کا کھولنا تلوار غلاف سے نکالنا صنائع میں مشغول ہونا مکروہ ہی،

مسجدوں میں نماز پڑہنے کا ثواب سر بازار جو مسجد ہو تو وہاں ایک نماز بارہ نمازوں کے برابر ہی، محلہ کی مسجد میں ایک نماز پڑہنے سے پچیس نمازوں کا ثواب ملتا ہی مسجد جامع میں ایک نماز سو نمازوں کے برابر ہی مسجد نبوی میں جو مدینہ میں ہی ایک نماز دس ہزار نمازوں کے برابر ہی مسجد الحرام میں ایک نماز دس لاکھ نمازوں کے برابر ہی روضۂ رسالتمآب کے حرم میں اور حرم جناب امیرؑ میں بھی ثواب عظیم ہی ایک حدیث میں دو لاکھ نماز کا ثواب مروی ہی اور حرم جناب سید الشہداء میں نماز کی فضیلت مخصوص ہی اور بعض علما نے مسجد الحرام سے افضل فرمایا ہی مسجد کوفہ و مسجد اقصیٰ میں ایک ہزار نماز کا ثواب ملتا ہی مسجد

پڑی ہو اُسکا اور مسجد ہمسایہ کا خاص حق ہے،

تنبیہ مسجد میں نماز پڑہنے کا ثواب جو بیان ہوا خاص مردوں کے لیئے ہی عورتوں کی مسجد اُنکا گھر ہے اُنہیں خداوند عالم وہی ثواب عطا کر دیتا ہے اور اُنکے لیے گھر میں نماز پڑہنا مسجد میں جاکر نماز پڑہنے کی برابر یا اُس سے افضل ہے اور جس مسجد میں اُسے جانے کا موقع ہو اور ارادہ ہو اور اُسے ترک کرکے گھر میں نماز پڑھے تو اسی مسجد کے موافق ثواب ملیگا گھر میں بھی عورتوں کے لئے افضل یہ ہے کہ صحن چھوڑ کر اندر نماز پڑہیں بلکہ جو سب سے اندر حجرہ ہو وہاں نماز پڑہنا سب سے افضل ہے،

قابل غور ہے کہ شرع کو عورتوں کے پردہ کا کسقدر اہتمام ہے جو لوگ پردہ دری اور عورتوں کے باہر نکالنے میں سرگرم ہیں وہ عبرت حاصل کریں اور اپنے خیالات فاسدہ کی اصلاح کریں،

ہدایت مسجد میں نماز پڑہنے کی عام طور پر تاکید ہے لیکن مسجد کے ہمسایہ پر بہت زیادہ تاکید ہے حدیث میں جناب رسالتمآب نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسجد کے ہمسایہ شخص کی نماز ہی نہو گی جب تک مسجد میں نہ پڑھے اور جو شخص مسجد کی حاضری سے روگردانی کرتا ہو سنت ہے کہ اُسکے ساتھ کھانا پینا اور اُس سے مشورہ کرنا اور نکاح کا سلسلہ قائم کرنا اور اُسکے ہمسایہ ہو کر رہنا ترک کر دیا جائے،

روزانہ نماز کے اوقات کا بیان

نماز واجب کے نماز صبح کا وقت طلوع صبح صادق سے شروع ہوتا ہے

اُسوقت شروع ہوتا ہے جب دائرۂ نصف النہار سے آفتاب کا زوال ہوجائے اور جب فقط چار رکعت کا وقت غروب آفتاب میں رہجائے ظہر کا وقت ختم ہوجاتا ہے اور نماز عصر کا وقت اُسوقت سے شروع ہوتا ہے جب باشرائط نماز ظہر ادا کرنے کی مقدار گذر جائے اور غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے اور مغرب کا وقت غروب حقیقی کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب بقدر ادائے عشا وقت رہجائے تو وقت مغرب ختم ہوجاتا ہے اور نماز عشا کا وقت باشرائط مغرب ادا کرنیکی مقدار گذر کر شروع ہوتا ہے اور نصف شب تک باقی رہتا ہے زوال کی پہچان یہ ہے کہ جو دیوار خطِ نصف النہار کے محاذی اور قطب کے مقابل ہو جانب مشرق اُسکا سایہ ظاہر ہوجائے اور غروب حقیقی کی پہچان یہ ہے کہ مشرق کی طرف سے سیاہی بلند ہوکر سر کے مقابل سے گذر جائے اور نصف شب سے مراد غروب شمس سے طلوع شمس تک کی مقدار کا وسط ہے اور بعضوں نے غروب شمس سے طلوع صبح تک کا حساب کیا ہے اور احتیاط کا لحاظ احوط ہے،

اس بیان سے واضح ہوا کہ سوائے صبح کے ہر نماز کے دو دو وقت ہیں ایک خاص دوسرا مشترک ظہر و مغرب کا وقت اول میں اور عصر و عشا کا وقت آخر میں خاص ہے باقی مشترک ہے لیکن ظہر عصر سے پہلے اور مغرب عشا سے پہلے پڑھی جائیگی البتہ اگر سہواً اسکے خلاف ہوجائے تو پہلی نماز آخر میں پڑھلی جائیگی. ہر نماز کے لیے علاوہ اسکے ایک وقت فضیلت بھی ہے پس نماز صبح کا وقت فضیلت اس وقت تک ہے کہ مشرقی سرخی نمودار ہوجائے اور ظہر کی فضیلت کا وقت اُسوقت تک ہے کہ شے کا مثل تقریباً اُسکے برابر ہوجائے اور عصر کی فضیلت کا وقت دونا سایہ

ہو جانے تک رہتا ہے اور مغرب کی فضیلت کا وقت اُسوقت تک ہے کہ جبتک
مغربی سرخی باقی رہے اور عشا کی فضیلت کا وقت ثلث شب تک رہتا ہے،

وقت کے بعض احکام

اول وقت فضیلت نماز پڑھنا افضل ہو لیکن جہاں نماز نافلہ
نماز واجب سے قبل ہو وہاں نافلہ کا مقدم کرنا افضل ہو اور اگر جماعت
کا انتظار ہو تو شرکت جماعت کا لحاظ اولی ہے اُسی طرح نماز عشا میں زوال حمرت
کا انتظار کرنا اولی ہو، اسی طرح اور بھی بعض مقام پر تاخیر بہتر ہوتی ہو، آخر
میں اگر ایک رکعت وقت میں ادا ہو جائیگی تو پوری نماز ادا سمجھی جائیگی، لیکن عمداً
اتنی تاخیر کرنا جائز نہیں، وقت سے پہلے نماز کا پڑھنا جائز نہیں اور اُسوقت
پڑھنا چاہیے جب وقت آجانے کا یقین ہو جائے، اگر وقت آجانے کا یقین
کر کے نماز پڑھی اور وقت درحقیقت نہ آیا تھا پس اگر پوری نماز وقت سے قبل واقع
ہوئی تو اعادہ لازم ہو اور اگر پڑھتے میں وقت آگیا تھا تو صحیح ہو جائیگی، اگر عصر
کو ظہر سے پہلے یا عشا کو مغرب سے پہلے بھولے سے شروع کر دیا ہو پس اگر نماز پڑھتے
میں یاد آجائے تو نیت بدل لینی چاہیے اور اگر ختم کے بعد یاد آئے پس اگر دوسری
نماز کے وقت خاص میں یہ نماز واقع ہوئی ہو تو فاسد ہو اور اگر وقت مشترک
میں واقع ہوئی ہو یا پڑھتے میں وقت مشترک آگیا ہو تو کافی ہو جائیگی ظہر یا مغرب اُسکے
بعد پڑھنی چاہیے،

روزانہ کی سنت نمازوں کے اوقات

نافلۂ ظہر کا وقت زوال سے اسوقت تک ہے کہ سایہ
ہر شے کا بقدر دو قدم کے ہو جائے جس سے مراد یہ ہو کہ کسی

شے کے سات حصے کیے جائیں اور دو حصوں کے برابر اسکا سایہ پہونچ جائے اور نافلۂ عصر کا وقت چار قدم تک ہے یعنی جب تک سایہ چار حصہ کے برابر ہو جائے اور ان دونوں جگہ نافلہ نماز واجب سے پہلے ہے نافلۂ مغرب نماز مغرب کے بعد ہے اور اسوقت تک اسکا وقت رہتا ہے جب تک مغربی شفق باقی رہے، نافلۂ عشا بھی نماز عشا کے بعد ہے، نماز شب جسے نماز تہجد کہتے ہیں اسکا وقت نصف شب کے بعد ہے اگر چار رکعت پڑھنے سے قبل وقت ختم ہو جائے تو نماز شب کا موقع گذر جاتا ہے اور اگر چار رکعتیں وقت میں ہو جائیں تو تمام کرنا چاہیے اور صبح صادق تک باقی رہتا ہے یہاں جسقدر تاخیر ہو اور جسقدر صبح کا قرب ہو اولی ہے نافلۂ صبح نماز شب کے ساتھ ساتھ آخر میں پڑھ سکتے ہیں اور وقت اسکا صبح صادق سے اسوقت تک ہے کہ مشرق میں سرخی نمودار ہو جائے، جو لوگ کسی عذر کی وجہ سے نماز شب اسکے وقت پر ادا نہیں کر سکتے مثل مسافر و مریض اور پیر ضعیف کے یا اس جوان شخص کے جسپر نیند غالب ہو تو وہ نصف شب سے پہلے اس نماز کو پڑھ سکتے ہیں لیکن قضا پڑھنا مقدم کرنے سے بہتر ہے نافلۂ ظہر اور نافلہ عصر میں سے اگر ایک رکعت بھی وقت میں ہو جائے تو پوری رکعتیں نافلہ کی خارج وقت پڑھ سکتے ہیں نافلہ مغرب کی اگر ایک رکعت ملجائے تو دوسری رکعت اور اگر تین رکعتیں ہو جائیں تو چوتھی رکعت تمام کر سکتے ہیں، فریضہ کے قبل سنت نماز پڑھنے کا ترک احوط ہے نافلۂ صبح و ظہرین مستثنیٰ ہے،

ہے نماز شب باعث اداے دین اور موجب وسعت رزق اور سبب زوال رنج و غم ہے
نماز شب سے آنکھوں میں جلا ہوتی ہے نماز شب پڑھنے والے کے لیے آسمان کے
دروازے کھل جاتے ہیں فقر دور ہوتا ہے جس گھر میں نماز شب پڑھی جائے وہ گھر
آسمان والوں کو اسطرح چمکتا ہوا نظر آتا ہے جسطرح ہمیں آسمان کے تارے چمکتے ہوے دکھائی
دیتے ہیں، یہ وقت خاص راز و نیاز کا وقت ہے، یہ وقت خاص خضوع و خشوع
و رجوع کا وقت ہے اس وقت کی دعا خاص اثر رکھتی ہے خدا سب کو توفیق عطا کرے
اسی طرح دیگر نوافل یومیہ کی بھی بہت تاکید ہے یہانتک کہ ایک حدیث میں ہے
کہ ہر روز اکاون رکعت نماز پڑھنا (۱۷ واجب ۳۴ سنت) مومن کی علامت ہے

اذان و اقامت کا بیان

پنجگانہ نماز کے لیے اذان و اقامت سنت ہے نماز ادا ہو یا قضا جماعت ہو یا
فرادی سفر میں بھی سنت ہے اور حضر میں بھی، اذان و اقامت کی اسقدر تاکید ہے کہ
بعض علما وجوب کے قائل ہو گئے ہیں نماز مغرب اور نماز صبح میں اور بھی زیادہ تاکید ہے
بروز عرفہ اور جمعہ کے دن اگر نماز عصر نماز جمعہ یا نماز ظہر کے ساتھ جمع کی جائے تو اذان ساقط
ہو جاتی ہے،

اگر نماز جماعت ہو رہی ہو اور کوئی شخص اثنا میں آکر شریک ہو کر اُسنے اذان
و اقامت کو نہ سنا ہو تو اُس سے اذان و اقامت دونوں ساقط ہیں، اسی طرح جو شخص
مسجد میں بوقت جماعت یا بعد فراغ جماعت جب تک صفیں متفرق نہ ہوئی ہوں آئے
اُس سے بھی اذان و اقامت ساقط ہے بشرطیکہ آنے والے کی اور جماعت کی نماز

دونوں ادا ہوں اور ایک ہی وقت کی ہوں اور جماعت کے فاسد ہونے کا علم نہ ہو گیا ہو اور ایسا اتفاق خاص مسجد میں ہوا ہو اور جماعت اذان و اقامت کے ساتھ ادا ہوئی ہو، جو شخص دوسرے شخص کی اذان سن لے اسے خود کہنے کی ضرورت نہیں امام ہو یا ماموم یا منفرد ہو خواہ حکایت اذان خود بھی کر رہا ہو یا نہیں بشرطیکہ پوری اذان سنی ہو، عورتیں اذان میں تکبیر و شہادتین پر اختصار کر سکتی ہیں اگر قضا نمازیں ایک وقت میں بہت سی پڑھنی منظور ہوں تو پہلی نماز کے لیے اذان و اقامت کہیں اور باقی نمازوں کے لیے اقامت کافی ہے،

اذان کا طریقہ چار مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ دو مرتبہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دو مرتبہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ دو یا ایک مرتبہ اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ دو مرتبہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ دو مرتبہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ دو مرتبہ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ دو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ دو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ شہادت ولایت بجائے خود واجب ہے اور جزو ایمان ہے لیکن اذان میں قصد جزئیت نہ کرے،

اقامت کا طریقہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ دو مرتبہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دو مرتبہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ دو مرتبہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ دو مرتبہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ دو مرتبہ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ دو مرتبہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ دو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک مرتبہ

مسائل سفر میں اور قلیل الفرصہ شخص کے لیے اذان و اقامت میں ایک ایک مرتبہ کہنا کافی ہے، عورتیں اقامت میں فقط اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا ... اقتصار کر سکتی ہیں ... سننے والے کو اذان کی حکایت سنت ہے یعنی

ہو موذن کہے یہ بھی کہتا جائے اذان و اقامت میں نیت قربت اور صحیح طور پر ادا کرنا اور وقت نماز آجانے کے بعد کہنا اور اذان کو اقامت سے پہلے کہنا دونوں کے فصول میں ترتیب کی پابندی اور موالات عرفی شرط ہے البتہ اُس اذان میں جو فقط اطلاع کے لیے کہی جائے جسے اذان اعلام کہتے ہیں نیت قربت اور دخول وقت نماز شرط نہیں کسی فقرہ میں اگر اُسوقت شک ہو جب دوسرا شروع کر دیا ہو تو اُسکا اعتبار نہ ہوگا،

مستحبات باطہارت ہونا قبلہ رو ہونا کھڑے ہو کر کہنا درمیان میں بات نہ کرنا، آخر فقرے کے آخر میں وقف کرنا، اذان کے بعد دو رکعت نماز پڑھ لینا یا فقط بیٹھ جانا یا دعا کرنا سنت ہے اور اذان میں دونوں انگلیاں کانوں میں کہنا آواز کا بلند کرنا سنت ہے اور سنت ہے کہ اذان ٹھہر ٹھہر کر کہو اور اقامت میں کم ٹھہرے جلدی کرے اور اقامت میں علی الاحوط طہارت اور استقلال ترک نہو

موذن میں شرط ہے کہ عاقل ہو مجنون نہو مومن ہو مخالف نہو اور اگر جماعت مردونکی ہے یا اذان اعلام ہے تو مرد ہونا بھی شرط ہے اور ممیز لڑکے کی اذان صحیح ہے اور اُسپر اکتفا بھی ہوسکتی ہے اگرچہ عدم اکتفا اولیٰ ہے، جو شخص اذان کے لئے مقرر کیا جائے اُسے اذان کی اجرت لینا حرام ہے البتہ اجرت کا عنوان نہ ہو تو جائز ہے اور سنت ہے کہ جسکو مقرر کیا جائے وہ عادل ہو بلند آواز ہو بینا ہو وقت شناس ہو اور بلند مقام پر اذان کہے،

نماز کی پوری تصویر

اس بیان میں نماز کے واجبات و مستحبات سب شامل ہیں واجبات پر علامت کے لیے خط کھینچا جاتا ہے اور جن پر خط نہیں اُنھیں مستحب سمجھنا چاہیئے،

قبلہ رو سیدھا کھڑا ہو کر ہاتھوں کو کھلا ہوا لٹکا کر انگلیاں باہم ملا کر رانوں پر رکھے دونوں

پانوں بقدر تین کھلی ہوئی انگلیوں کے فاصلہ کے جدا جدا رکھے اور پانوں کی انگلیاں
بھی قبلہ رو ہوں تین مرتبہ اللہ اکبر کہے پھر دعا پڑہے پھر دو مرتبہ اللہ اکبر کہے اور
دعا پڑہے پھر اللہ اکبر کہے اور نیت کرے کہ فلاں نماز واجب پڑھتا ہوں قربۃً الی اللہ
اور اسی طرح استقبال اور درست سیدھا کھڑے ہونے کی حالت میں نیت کے
ساتھ کانوں تک ہاتھ بلند کرکے تکبیرۃ الاحرام کہے اللہ اکبر پھر دعائے توجہ پڑہے اور
اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہے پھر بقصد سورہ حمد بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر پورا
سورۂ حمد پڑہے پھر کسی دوسرے سورہ کے ارادہ سے بسم اللہ کہکر وہ سورہ پڑہے
بعد ازاں تکبیر کھڑے کھڑے کہے اسکے بعد رکوع میں جائے اور دونوں گھٹنوں پر
دونوں ہاتھوں کو اس طرح رکھ کر کہ انگلیاں کشادہ ہوں اور گھٹنے آگے کی طرف نہ نکلے
ہوئے ہوں مطمئن ہوکر کہے سبحان ربی العظیم وبحمدہ اور ایک مرتبہ سے زیادہ تین مرتبہ
یا پانچ یا سات مرتبہ اسکو پڑہے پھر مستقل کھڑا ہوکر کہے سمع اللہ لمن حمدہ پھر ہاتھوں
کو اٹھاکر کھڑے کھڑے تکبیر کہے اسکے بعد سجدہ میں جائے کہ پیشانی اور ہاتھ کی دونوں
ہتھیلیاں اور دونوں گھٹنے اور پاؤں کے دونوں انگوٹھے اور ناک زمین پر رہے،
اور زور دے اور ہاتھ چہرہ کے مقابل ہوں اور مطمئن ہوکر سجدہ میں کہے سبحان ربی الاعلی
وبحمدہ اور اسے بھی ایک مرتبہ سے مثل رکوع کے زیادہ کہے پھر اٹھ کر درست بیٹھے اور
بحال تورک اللہ اکبر کہے پھر استغفر اللہ ربی واتوب الیہ کہے پھر بیٹھے بیٹھے تکبیر کہے
اور دوسرا سجدہ مثل پہلے سجدہ کے بجالائے اور اٹھ کر اور درست بیٹھ کر تکبیر کہے
بعد ازاں کھڑا ہو جائے اور اٹھتے ...... قیت کہے بحول اللہ وقوتہ اقوم واقعد پھر حالت قیام

پھر سورۂ حمد اور کوئی دوسرا سورہ پڑھے اور اسی طرح بحال قیام تکبیر کہے اور دونوں ہاتھوں کو سائل کیطرح منہ کے مقابل پھیلا کر قنوت پڑھے اور جو دعائیں منقول ہیں قنوت میں پڑھے بعد ازاں تکبیر کہکر رکوع و سجود مثل سابق بجالائے پھر دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھے اور اگر دو رکعتی نماز ہی تو تشہد اور سلام بجالائے اور کہے اشہد ان لا آلہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ اللھم صل علی محمد و آل محمد السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ اور بیٹھنے میں تورک کیصورت یہ ہی کہ دونوں گھٹنونکو زمین پر رکھے اور دونوں پاؤں داہنی طرف خارج کرے اور داہنے پاؤنکی پشت بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے، سجدونکے درمیان اور دوسرے سجدہ کے بعد اور تشہد و سلام سب میں نشست کا یہی طریقہ سنت ہے اور اگر نماز سہ رکعتی یا چہار رکعتی ہی تو دوسری رکعت کے تشہد کے بعد کھڑا ہو جائے اور تین مرتبہ سبحان اللہ و الحمد للہ و لا آلہ الا اللہ و اللہ اکبر کہے اور آخر میں استغفر اللہ بھی کہے باقی بدستور سابق آخری رکعت میں تشہد کے بعد سلام بجالائے،

نماز کا تفصیلی بیان

نماز ایک عبادت ہے جو چند افعال اور اقوال کا مجموعہ ہی جنھیں بہ نیت طریقۂ خاص اور ہیئت مخصوصہ کیساتھ ادا کیا جاتا ہی اور تکبیر سے اسکی ابتدا اور سلام پر ختم ہی اور اُسمیں واجبات بھی ہیں اور مستحبات بھی جو مفصل معلوم ہونگے،

نماز میں جو افعال واجب ہیں اُنکی دو قسمیں ہیں واجب رکنی اور واجب غیر رکنی

رکن نماز وہ ہے جسکے ترک ہوجانے سے نماز باطل ہوجاتی ہے خواہ ترک عمداً ہو
یا سہواً اور واجب غیر رکن وہ ہے جسکا عمداً ترک کرنا مبطل نماز ہو اور سہواً اُسکے ترک
سے نماز باطل نہو اور دونوں جگہ زیادتی بھی اکثر مقامات میں کمی کے حکم میں ہے

نیت نماز کا بیان بعض علما نیت کو رکن کہتے ہیں لیکن شرط کہنا اولیٰ
ہے بہرحال کسی عبادت کی نیت اسکے لئے ارادۂ قلبی کا نام ہے جسکے لیے نہ
زبان پر کسی لفظ کے جاری کرنے کی ضرورت ہے نہ ان الفاظ کے دل میں تصور
کرنے کی البتہ یہ ضرور ہے کہ تقرب و بندگی خداوند عالم کیلئے اُسے کیا جائے
یعنی تنہا اُس عبادت کا ارادہ کافی نہیں بلکہ یہ ارادہ ہونا چاہیئے کہ اس عبادت
کو قربۃً الی اللہ یعنی اللہ کی اطاعت و بندگی کے خیال سے بجا لاتا ہوں یا اُسکی
خوشنودی کے لیئے یا اُسکی نعمت کے شکریہ میں یا بغرض حصول ثواب یا بلحاظ دفع
عقاب جس عبادت کو بجالانا منظور ہے اُسکا معین کرلینا واجب ہے کہ بالخصوص
فلان عبادت کو قربۃ الی اللہ بجالاتا ہوں نیت میں اس عبادت کے واجب یا سنت ہونیکا یا اُسکے ادا یا قضا ہونیکا
ہونیکا قصد لازم نہیں زبان سے تلفظ کرنا بھی نیت کا جائز ہے البتہ نماز احتیاط میں نیت زبان سے نہ کیجائے
ریا اور سمعہ دکھلانے اور سنانے کا قصد عبادت کو فاسد کردیتا ہے اسلئے کہ نام آوازہ یا مخلوق کی خوشی
یا دنیاوی فائدہ و تقرب جو ریا و سمعہ کے لوازم ہیں اگر عبادت کی نیت میں شامل
ہونگے تو خلوص باقی نہ رہیگا اور عبادت میں شرط ہے کہ خاص اور خالص خدا کے
لیئے ہو ریا و سمعہ سے عبادت باطل ہے خواہ عبادت کی غرض محض ریا و سمعہ ہو

ہو یا بعض اجزا سے اجزائے واجبہ ہوں یا مستحبہ، نفس عمل سے تعلق ہو یا اس عمل کے وقت یا مکان سے مثلاً نماز تو خدا کے لئے ادا کرتا ہو لیکن اسکا مسجد میں یا جماعت میں یا صف اوّل میں یا اوّل وقت میں لوگوں کے دکھلانے کے لئے ہو اور یہی حکم ہو کہ اگر نماز کے صفات میں ریا ہو، نماز کی نیت کا وقت تکبیرۃ الاحرام کا شروع ہے کہ آخر نماز تک اُس سے غافل نہو اور اُسکے خلاف ارادہ نہ کرے جن لوگوں کو نیت میں مشکلات پیش آتی ہیں اور گھنٹوں اس میں مبتلا رہتے ہیں وہ وسواسی ہیں اور اُنکی عبادت میں شیطان کی طرف سے خلل اندازی ہو جو نیکی کی صورت میں اُسنے ظاہر کی ہو، ہر مومن کو ایسے وسوسوں کی پابندی سے اجتناب چاہیئے،

تکبیرۃ الاحرام کلمۂ اللہ اکبر تکبیر ہے اور جب یہ کلمہ نماز کے شروع میں نیت کیساتھ کہا جائے تو تکبیرۃ الاحرام کہا جائیگا تکبیرۃ الاحرام رکن ہے عمداً اور سہواً اسکا ترک موجب بطلان نماز ہے اور زیادتی سے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے اور اس سے نماز کی ابتدا کرنا لازم ہو اور صورت اُسکی یہ ہے اللہ اکبر، ترجمہ یا کوئی دوسرا ہم معنی کلمہ بجائے تکبیرۃ الاحرام کے کافی نہیں اور نہ کمی زیادتی جائز ہو نہ دل میں خیال کر لینا کافی ہو بلکہ زبان سے کہنا لازم ہو کہ حروف مخارج صحیحہ سے ادا ہوں اور حرف لام و حرف را میں تفخیم احوط ہے اور تکبیر کے دونوں کلموں میں فاصلہ کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور لفظ اکبر اسطرح نہ کہنا چاہیئے کہ اکبار ادا ہو یعنی ایک الف بڑھ جائے اور اکبر کی رے کو مشدد بھی نہ پڑھنا چاہیئے اور تکبیر بلکہ جملہ اذکار کو اسطرح کہنا چاہیے کہ اپنے کان تک آواز پہونچ سکے اور آخر میں وقف کرنا احوط ہے

واجب ہے، کہ تکبیر قیام کی حالت میں کہے کہ جسم اور جائے قیام متحرک نہو اور تکبیر نیت سے ملی ہوئی ہو تکبیر کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں تک بلند کرنا سنت ہے اس طرح کہ انگلیاں اور انگوٹھا سب باہم ملے ہوئے اور ہتھیلیاں قبلہ رخ رہیں، تکبیرۃ الاحرام کیساتھ چھ تکبیروں کا اضافہ سنت ہے اور دعاؤں کا اضافہ زیادہ تر باعث ثواب ہے، تکبیرات جو قیام یا قعود کی حالت میں نماز میں مستحب ہیں اُنمیں بھی مکان نماز اور مصلی کا جسم مستقر ہونا چاہیے کھڑے ہوتے میں یا جھکتے میں کہنا بیموقع ہے بلکہ بعض علما نماز کی صحت میں اشکال کرتے ہیں لہذا اگر ایسا اتفاق ہو تو ذکر مطلق کا ارادہ کر لینا چاہیے

قیام ۔ جو شخص کھڑے ہونے پر قادر ہے اُسپر نماز میں کھڑا ہونا واجب ہے، قیام تکبیرۃ الاحرام کے وقت رکن ہے اور قبل رکوع متصل بر کوع بھی رکن ہے اور حمد و سورہ کے وقت اور رکوع کے بعد واجب ہے، رکن نہیں ہے اور بوقت تکبیر رکوع سنت ہے، اور اسی طرح اس تکبیر میں جو رکوع سے اٹھ کر سجدہ میں جانے کے وقت کہی جاتی ہے اور قنوت میں بھی اور قنوت سے پہلی تکبیر میں بھی قیام سنت ہے، بلکہ باوجود قدرت کے بیٹھ کر قنوت پڑھنے سے قنوت کی صحت میں خلل آتا ہے قیام میں سیدھا کھڑا ہونا لازم ہے اور جائے قیام کا مستقر ہونا متزلزل نہونا اور جسم کا دونوں پاؤں پر مستقل ہونا متحرک نہونا کسی چیز پر تکیہ نہ کرنا بھی لازم ہے قیام میں دونوں پاؤں کا قریب قریب رکھنا بھی لازم ہے جو معمولی طور پر ہوتا ہے،

معذور ہو پورا قیام نہ کر سکتا ہو تو جسقدر ممکن ہو لازم ہوگا اور قیام میں تکیہ
بھی کر سکتا ہے اور اگر یہ بھی نہ ممکن ہو تو بیٹھ کر پڑھنا واجب ہوگا اسکے بعد درجہ
بہ تکیہ کر کے بیٹھنے کا پھر داہنی کروٹ لیٹنے کا پھر بائیں کروٹ لیٹنے کا پھر
چت لیٹنے کا خلاصہ یہ کہ جو حالت ممکن ہو اُسکو اختیار کرنا ادائے نماز کے لیئے
لازم ہوگا اگر درمیان میں عذر پیدا ہو جائے تو مجبوری کی صورتوں کو ترتیب
اختیار کرتا جائیگا اور اگر درمیان میں قدرت حاصل ہو جائے تو جس صورت
کی قدرت حاصل ہوگی اُسکا اختیار کرنا لازم ہوگا، قیام میں سر و گردن کا سیدھا
رکھنا شانوں کا درست جھکانا مردونکو انگلیاں باہم ملا کر ہاتھوں کا گھٹنوں کے
مقابل میں رانوں پر رکھنا اور عورتوں کو داہنے ہاتھ کا سوا ہنے سینہ پر اور بائیں ہاتھ کا
بائیں سینہ پر رکھنا اور پاؤں میں تین انگشت سے کم اور ایک بالشت سے زیادہ
فاصلہ نہ دینا پاؤں کی انگلیونکا قبلہ رو رکھنا اور دونوں پاؤں پر برابر زور
دینا قیام میں اپنی نگاہ مقام سجدہ پر رکھنا مثل ایک ذلیل و حقیر غلام کے خضوع
و خشوع کیساتھ کھڑا ہونا سنت ہے،

قراءت کا بیان قراءت سے مراد سورۂ حمد اور ایک کوئی دوسرا سورہ ہے
جو حمد کے بعد پڑھا جائے ہر نماز واجب کی پہلی دو رکعتوں میں خواہ دو رکعتی نماز ہو
یا سہ رکعتی یا چہار رکعتی سورۂ حمد اور ایک پورے سورے کا پڑھنا واجب ہے سورہ
کا حمد پر عمداً مقدم کرنا باعث بطلان نماز ہے اور سہو کی صورت میں حمد کے بعد سورہ کا
پھر پڑھنا لازم ہے خوف اور بیماری اور تنگی وقت میں سورہ ترک کر سکتے ہیں مگر حمد کا

ترک کرنا کسی طرح جائز نہیں البتہ اگر ماموم کو متوقع حمد کے تمام کرنے کا نہ ملے توجسقدر گنجائش ہو اُسی پر اختصار کرسکتا ہے قرآن کا ہر سورہ نماز میں پڑھ سکتے ہیں خواہ چھوٹا ہو یا بڑا لیکن عزائم یعنی جن سوروں میں سجدہ واجب ہے نماز فریضہ میں اُنکا پڑھنا بلکہ ایک آیت بھی اُنمیں سے پڑھنا ممنوع ہے، اسی طرح وقت کی گنجائش سے زیادہ بڑا سورہ پڑھنا بھی جائز نہیں نوافل میں عزائم کا پڑھنا جائز ہے اور سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کرنا واجب ہوگا پھر نماز تمام کی جائیگی، نوافل میں فقط سورہ حمد پر بھی اقتصار جائز ہے اور ناتمام سورہ پڑھنا بھی جائز ہے سورہ براءت کے سوا بسم اللہ ہر سورہ کا جزو ہے لہذا اُسکے ترک کردینے سے نماز باطل ہوجائیگی اور جس سورہ کے پڑھنے کا ارادہ ہو اسی کے ارادہ سے بسم اللہ بھی کہنی چاہیے کسی ایک سورہ کے ارادہ سے بسم اللہ کہنا اور دوسرا سورہ پڑھنا کافی نہیں، نماز واجب میں نصف سے پہلے کسی سورہ کا چھوڑ دینا اور اُسکی جگہ دوسرے سورہ کا پڑھنا جائز ہے مگر سورہ توحید اور قل یا ایہا الکافرون کا نصف سے پہلے بھی چھوڑنا اور دوسرے سورہ کی طرف عدول کرنا جائز نہیں نماز واجب کی ایک رکعت میں حمد کے بعد ایک ہی سورہ پڑھنا اور ایک سے زیادہ پڑھنے سے احتراز کرنا چاہیے سورہ فیل اور لایلاف اور اسی طرح والضحیٰ اور الم نشرح نماز واجب میں ایک سورہ محسوب ہیں تنہا ایک کا بغیر دوسرے کے پڑھنا کافی نہیں اگر پڑھتا ہو تو مع درمیانی بسم اللہ کے دونوں کو پڑھے لیکن احوط مطلقاً ترک ہے، اگر سورہ حمد یاد نہ ہو تو اُسکا سیکھنا

اور اگر قرآن بالکل یاد نہو تو ذکر خدا بجا لائے تیسری چوتھی رکعت میں اختیار

ہے چاہے سورۂ حمد پڑھے یا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر تین

مرتبہ مع استغفار اور تسبیحات حمد سے افضل ہیں البتہ جو شخص پہلی دو رکعتوں

میں حمد پڑھنا بھول گیا ہو اُسے ان رکعتوں میں سورۂ حمد پڑھنا احوط ہے نماز کی

عبارت چونکہ عربی ہے لہذا اسطرح ادا کرنا واجب ہے کہ زبان عرب کے قواعد مسلمہ کے

خلاف نہو اور محاورات عرب میں صحیح سمجھی جائے اور حروف کے جو مخارج صحیحہ

ہیں اُن سے ادا ہو جائیں صفات حروف میں فن تجوید کا پورا التزام واجب نہیں

اگر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف مثلاً بجائے حا کے ہا کہے یا کسی کلمہ کو درست

ادا نہ کرے یا اعراب میں غلطی کرے یا تشدید یا مدّ واجب یا سکون لازم میں غلطی

کرے تو نماز باطل ہو جائیگی وسط کلام میں ہمزۂ وصل کا گرانا لازم ہے حرکت پر وقف

کرنا اور سکون پر وصل کرنا دونوں کا ترک احوط ہے اور الف لام کا ادغام جہاں واجب ہے اُسکا

لحاظ ترک نہ کیا جائے جو شخص کہ حروف کو مخارج سے ادا نہ کرسکتا ہو اُسپر لازم ہے

کہ سیکھنے میں کوشش کرے ہاں اگر کوئی شخص سیکھنے پر قادر نہو یا سیکھنے کے بعد بھی صحیح

ادا کرنا اُسے ممکن نہو تو جہاں تک ممکن ہو جماعت میں نماز پڑھے اور جس طرح ادا ہو

کافی ہے آیتوں میں ترتیب کا لحاظ واجب ہے اور موالات بھی ترک نکرے ورنہ نماز باطل ہوگی ؛

جہر و اخفات کا قاعدہ مردوں پر نماز صبح میں اور مغرب و عشا کی پہلی دو رکعتوں میں جہر

واجب ہے ظہر و عصر میں تماماً اور مغرب کی تیسری اور عشا کی تیسری

اور چوتھی رکعت میں اخفات واجب ہے اور عورتوں پر جہریہ نمازوں میں جہر واجب نہیں

بلکہ جہر و اخفات دونوں جائز ہیں البتہ اگر نامحرم تک آواز پہونچے تو جہر ممنوع ہے اور اخفاتی نمازوں میں انہیں بھی اخفات واجب ہے، مردوں کو اخفاتی نماز میں بسم اللہ بجہر کہنا سنت ہے، اور جہری میں بسم اللہ بھی بجہر کہنا واجب ہے، اور روز جمعہ نماز جمعہ اور نماز ظہر میں جہر مستحب ہے لیکن تیسری چوتھی رکعت میں اگر سورہ حمد پڑھے تو بسم اللہ میں اخفات احوط ہے جاہل مسئلہ ہو یا بھول کر جہر کی جگہ اخفات اور اخفات کی جگہ جہر کرے تو نماز صحیح ہوگی جہر یا اخفات کے وجوب کا تعلق فقط حمد اور سورہ سے ہے باقی اذکار خواہ واجب ہوں یا سنت تکبیرات ہوں یا اسکے غیر سب میں جہر و اخفات دونوں جائز ہیں البتہ قنوت جہر سے پڑھنا سنت ہے، اور امام کے لیے اذکار میں جہر اولیٰ ہے جہر سے باآواز تکلم کرنا مراد ہے کہ صدا ظاہر ہو جائے اور اخفات سے مراد آہستہ تکلم کرنا ہے کہ جوہر آواز ظاہر نہ ہو اگرچہ قریب کے آدمی سنتے بھی رہیں اخفات میں اسقدر ضروری ہے کہ خود سن سکتا ہو دل ہی دل میں پڑھنا یا اسطرح پڑھنا کہ خود بھی نہ سن سکے کافی نہیں جہر میں اسقدر آواز بلند کرنا کہ معمولی طریقہ سے زائد ہو اور چیخنے کی حد تک پہنچ جائے ناجائز ہے، سنت نمازوں میں جہر و اخفات کا اختیار ہے مگر دن کے نوافل میں اخفات اور رات کے نوافل اور نافلہ صبح میں جہر اولیٰ ہے،

مستحبات سورہ حمد سے پہلے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم آہستہ کہنا سنت ہے اور اسی طرح سورہ حمد کے بعد الحمد للہ رب العالمین کہنا اور سورہ قل ہو اللہ کے بعد کذالک اللہ ربی کہنا اور حروف کا واضح طور پر اور خوش آوازی سے ادا کرنا معانی کا لحاظ رکھنا آیہ نعمت یا آیہ عذاب پڑھ کر حصول نعمت یا دفع عذاب کی

دعا کرنا سنت ہے، نماز عصر و مغرب میں چھوٹے سوروں کا پڑھنا اور ظہر و عشا میں متوسط سوروں کا اور نماز صبح میں بڑے سوروں کا پڑھنا سنت ہے چھوٹے سوروں میں سورۂ انا انزلنا اور قل ہو اللہ کا خاص ثواب ہے بلکہ سورۂ توحید کا فرائض خمسہ میں ترک نکرنا پسند فرمایا ہے پنجشنبہ اور دوشنبہ کی نماز صبح میں پہلی رکعت میں ہل اتی اور دوسری میں غاشیہ کا پڑھنا اور بروز جمعہ سورۂ جمعہ و قل ہو اللہ نماز صبح میں اور سورہ جمعہ و منافقین ظہر و عصر میں سنت ہے معوذتین (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) قرآن کا جزو ہیں نماز میں پڑھنا جائز ہے،

مکروہات ایک سانس میں قل ہو اللہ پڑھنا اور اسی طرح حمد و سورہ کے پڑھنے میں جلدی کرنا دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورہ پڑھنا مکروہ ہے

رکوع کا بیان

نماز واجب بلکہ نماز سنت کی بھی ہر رکعت میں ایک مرتبہ رکوع واجب ہے، اور وہ رکن ہے اُسکی زیادتی اور کمی سے نماز باطل ہوجاتی ہے خواہ عمداً یا سہواً البتہ نماز آیات کی ہر رکعت میں پانچ پانچ مرتبہ رکوع واجب ہے، اور نماز جماعت میں اگر ماموم شتنباً امام سے پہلے رکوع سے کھڑا ہوجائے تو شرکت جماعت کیلئے دوبارہ رکوع جائز ہے،

رکوع کے واجبات رکوع میں بقصد رکوع اسقدر جھکنا کہ گھٹنوں تک ہاتھ پہونچ جائیں واجب ہے، اور جھکنے کا طریقہ معمولی ہونا چاہیئے گھٹنوں کو آگے نکال کر کمر کا جھکا دینا کافی نہوگا اور سکون و استقرار بقدر ادائے ذکر واجب

بھی واجب ہے، اور ایک مرتبہ تسبیح کبیر سبحان ربی العظیم وبحمدہ یا تین مرتبہ تسبیح صغیر یعنی سبحان اللہ کہنا واجب ہے، رکوع کے بعد طمانیت واستقرار کیساتھ کھڑا ہونا بھی واجب ہے، اگر کوئی شخص اسقدر جھکنے پر قادر نہو تو حسب قدر ممکن ہو جھکے اور اگر بالکل قدرت نہو تو کھڑے کھڑے سر سے اشارہ کرے اور اگر کوئی شخص رکوع کرنے والے کی صورت پر کھڑا ہو تو قیام اور رکوع میں اپنی نیت وقصد سے فرق کرلے اور احوط یہ ہے کہ رکوع کے لیے کچھ زیادہ جھک جائے،

مسئلہ تسبیح کبیر وصغیر دونوں کو ملاکر رکوع میں کہنا بھی جائز ہے اور ذکر اُسوقت چاہیئے جب رکوع کی حد میں پہونچکر مستقر ہو جائے اور اُٹھنے کے قبل ذکر تمام ہو جانا چاہیے جھکنے اور اُٹھنے کی حالت میں جائز نہیں ہے ذکر رکوع میں مخارج صحیحہ سے حروف کا ادا کرنا اور اعراب کا صحیح ادا کرنا لازم ہے اور ترجمہ کسی دوسری زبان میں پڑھ لینا ناکافی ہے اگر بیٹھ کر رکوع کیا جائے تو اتنا جھکنا چاہیئے کہ چہرہ گھٹنوں کے مقابل ہو جائے،

مستحبات رکوع کے قبل تکبیر کانوں تک ہاتھ اُٹھاکر کہنا انگلیاں کھول کر پوری ہتھیلی سے گھٹنے کو ہاتھ میں لینا گھٹنوں کو پوری طرح پیچھے کو جھکانا پشت کا سیدھا رکھنا گردن کا بڑھانا نگاہ پاؤں کے درمیان رکھنا بازو دونوں کہنیوں کا جسم سے ہٹا ہوا رکھنا عورتوں کا اپنے ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا تسبیح کبیر تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ یا زیادہ کہنا دعا رکوع پڑھنا کھڑے ہو کر سمع اللہ لمن حمدہ کہنا سنت ہے

ہاتھوں کو کپڑوں کے نیچے جسم سے ملا ہوا رکھنا کہنیوں کا پہلوؤں سے ملا ہوا رکھنا،

سجود کا بیان

نماز کی ہر رکعت میں دو سجدے واجب ہیں اور دونوں سجدے مل کر ایک رکن ہیں جنکی کمی اور زیادتی عمداً اور سہواً نماز کو باطل کر دیتی ہے اور ایک سجدہ کی کمی اور زیادتی اگر عمداً ہے تو مبطل ہے سہواً مضر نہیں البتہ زیادتی میں احوط ہے کہ اعادہ بھی کرے

زمین پر بارادۂ تعظیم پیشانی رکھنے کا نام سجدہ ہے سجدہ طاعت و عبادت و خضوع و خشوع کی اعلیٰ فرد ہے، سجدہ متکبروں اور سرکشوں کے لیئے عمل تادیبی ہے اور بجائے خود اعظم عبادت ہے، اور آدمی کا کوئی عمل شیطان پر سجدہ سے زیادہ شاق اور گران نہیں ہے، سجدہ سے گناہ اسطرح گر جاتے ہیں جس طرح ہوا سے درخت کے پتے گرتے ہیں کثرت سجود خدا کو محبوب اور سجدہ کو طول دینا مستحب اور مندوب ہے، افعال نماز میں سجدہ کے لیئے مرتبہ اعلیٰ ہے،

سجدہ کے واجبات اوّل پیشانی اور دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں اور پاؤں کے دونوں انگوٹھوں کا رکھنا اور جسم کا بوجھ سب پر ڈالنا واجب ہے، مگر رکنیت کا تعلق فقط پیشانی سے ہے،

دوسرے ذکر اور اسکا حکم سجدہ میں اسی طرح ہے جس طرح رکوع میں مذکور ہوا لیکن سجدہ کا ذکر سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ ہے یا تین مرتبہ سبحان اللہ

تیسرے اعضائے سجود میں طمانیت و استقرار اتنی دیر کے لیئے کہ ذکر واجب ادا ہو جائے،

چوتھے سجدۂ اولیٰ سے سر اُٹھا کر استقرار و استقلال کے ساتھ بیٹھنا،

پانچویں جائے قیام اور جائے سجدہ کا ملی ہوئی چار انگلیوں سے زیادہ پست و بلند نہونا

سجدہ میں بھی عربیت اور ادائے حروف اور مراعات ترتیب و موالات لازم ہے،

جائے پیشانی کے شرائط اوّل جہاں سجدہ کیلئے پیشانی رکھی جائے لازم ہے کہ پاک ہو، نجس مقام پر اگرچہ خشک ہو سجدہ جائز نہیں جسکی تفصیل بیان ہو چکی ہے، دوسرے یہ کہ جائز السجود ہو،

جائز السجود چیزوں کا بیان سجدہ یا زمین پر صحیح ہو سکتا ہے یا ان چیزوں پر جو زمین سے اُگی ہوں اور عادۃً کھانے یا پینے یا پہننے میں نہ آتی ہوں پس ان اجزائے زمین جنکو اب زمین نہیں کہا جاتا مثل تانبے اور چاندی سونے اور جواہرات اور دیگر معدنی پتھروں کے کسی چیز پر سجدہ جائز نہیں اسی طرح روٹی اور اُن میووں پر جو کھائے جائیں مثل شلجم و چقندر اور مختلف قسم کے ساگ اور پان وغیرہ کے اور اسی طرح ہر قسم کے لباس پر سجدہ جائز نہیں اگر کسی درخت کا فقط پھل کھایا جاتا ہو تو اُسکے پتے اور لکڑی پر سجدہ جائز ہے اسیطرح اسکے عکس میں اسیطرح اُن چیزوں پر جو حیوان کی غذا ہیں انسان کی غذا نہیں ہیں جیسے گھانس اور بھوسہ اور درختوں کی چھال اور پتے اور پھول جنکا دوا یا غذا میں کھانا معمول نہو اور جس شئے کو ایک شہر والے نہ کھاتے ہوں دوسرے شہر مین کول ہو اُسپر سجدہ جائز نہیں، جو دوائیں اکثر استعمال ہوتی ہوں مثل تیزپات اور برگ گاؤزبان اور برگ کاسنی و مکوہ کے وہ قابل اجتناب ہیں، لیکن جو اتفاقی استعمال ہوتی ہیں انپر سجدہ ممنوع نہیں، کاغذ پر سجدہ جائز ہے خواہ سفید ہو یا رنگین ہاں اگر گاڑھی سیاہی

سے لکھا ہوا ہو یا رنگ چرم دار یا ریشمی کاغذ ہو تو سجدہ جائز نہوگا چونے اور گچ اور
پختہ برتنوں کے ٹکڑوں اور اینٹوں پر بھی سجدہ جائز نہیں،

جن چیزوں پر سجدہ جائز ہے اُن سب میں افضل مٹی اور خاک ہے، اور
سب سے افضل خاک شفا یعنی تربت حضرت سید الشہداؑ ہے اسلئے کہ خاک شفا
پر سجدہ آسمان کے ساتوں حجابوں کو توڑتا ہے اور جو جو قبول عبادت کے موانع ہر ہر
آسمان میں ہیں انھیں اُٹھا دیتا ہے اور زمین کے ساتوں طبقے جائے سجدہ کے نیچے
نورانی ہو جاتے ہیں اور بہ نسبت بنی ہوئی سجدہ گاہ کے نفس خاک پاک پر سجدہ زیادہ
فضیلت رکھتا ہے اور جسقدر قبر مطہر کے قریب کی خاک ہو اولیٰ ہے

مسئلہ بحالت مجبوری ہر چیز پر سجدہ جائز ہو جاتا ہے خواہ لباس ہو یا دوسری
کوئی چیز یہاں تک کہ جب کچھ ممکن نہو تو پشت دست پر سجدہ جائز ہو جاتا ہے
لیکن اگر اثنائے نماز میں جائز السجود چیز گم ہو جائے تو اگر وقت نماز وسیع ہے نماز
کو قطع کردے اور انتظام کرکے پھر نماز پڑھے ورنہ جسطرح ممکن ہو نماز کو تمام کرے

تیسری شرط یہ ہے کہ پیشانی مقام سجدہ پر برقرار ہو جائے پس اگر بہ سبب تری یا
نرمی کے پیشانی جم نہ سکے تو سجدہ صحیح نہوگا،

چوتھی شرط یہ ہے کہ پیشانی پر یا مقام سجدہ پر کوئی چیز حائل نہو پس اگر سجدہ گاہ پر
میل ہو یا پیشانی پر ضماد ہو تو سجدہ صحیح نہوگا، اگر پہلے سجدہ میں پیشانی پر مٹی چمٹ جائے
یا پتہ تو دوسرے سجدہ کیلئے اُسکو دور کر دینا چاہیے، غبار کا البتہ مضائقہ نہیں،

تنبیہ پیشانی کے سوا دوسرے اعضا میں شرط نہیں کہ اُنکا محل جائز السجود ہو

اور چاہیئے کہ پاؤں کے انگوٹھوں کے کنارے رکھے جائیں اور ہاتھوں کی ہتھیلیاں پوری رکھی جائیں تخت کا شگاف یا باریک جالی دار چیز پر ہاتھ رکھنا کافی ہے اگر زیادہ بڑے سوراخ ہوں تو کافی نہ ہوگا، مٹھیاں باندھ کر ہاتھ رکھنا یا انگلیوں کے سرونکا رکھنا بھی کافی ہے **مسئلہ** اگر پیشانی غیر جائز السجود پر رکھی جائے تو اُسکا اٹھانا اور جائز السجود مقام پر رکھنا جائز نہیں بلکہ پہلے مقام سے دوسرے مقام پر کھینچ لینا چاہیئے **مسئلہ** جسکی پیشانی پر پھوڑا ہو تو ایک گڑھا کھودنا لازم ہے کہ صحیح مقام زمین تک پہونچ جائے یا پھوڑے کو بچا کر سجدہ کرلے اور اگر تمام پیشانی گھری ہوی ہو تو داہنی کنپٹی پر ورنہ بائیں کنپٹی پر سجدہ کرلے اور اگر سجدے کے لیے پورا جھکنا ممکن نہو تو مقام سجدہ بلند کرلینا چاہیئے اور اگر بالکل نہیں جھک سکتا ہے تو اشارے سے سجدہ کریگا **مسئلہ** اگر پیشانی ٹکر کھا کر اٹھ جاے اور پھر بے اختیار محل پر پہونچ جائے تو ایک سجدہ شمار کرنا چاہیئے اور اس نماز کا دوبارہ پڑھ لینا اولیٰ ہے،

سجدے کے مستحبات سمع اللہ کے بعد سجدے کیلئے بحالت انتقال تکبیر کہنا سجدہ میں گھٹنوں سے پہلے ہاتھوں کا پہونچانا اور کھڑے ہونے کیوقت ہاتھوں سے قبل اول گھٹنے اٹھانا، اعضاے سجدہ کو کامل طور پر رکھنا اور ناک کو بھی جائے سجدہ تک پہونچانا ہاتھوں کی سب انگلیاں ملاکر کانوں کے مقابل قبلہ رخ رکھنا دعاے سجدہ پڑھنا ذکر سجدہ متعدد مرتبہ کہنا تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ یا زیادہ یا نو دعا مانگنا سجدوں کے درمیان تورک سے تشہد کی طرح بیٹھنا بیٹھنے میں ہاتھ رانوں

استغفر اللہ ربی واتوب الیہ کہنا دوسرے سجدہ کے بعد بتورک باطمینان بیٹھنا بلکہ اُسکو ترک نہ کیا جائے مردوں کو سجدہ میں کہنیاں (ا)ور شکم کو زمین سے اونچا رکھنا اور بازوں کو پہلوؤں سے جدا رکھنا کھڑے ہونے میں بحول اللہ و قوتہ اقوم و اقعد کہنا سجدہ کو طول دینا سجدہ میں تسبیح اور ذکر خدا زیادہ کہنا سجدہ میں ناک کیطرف نگاہ رکھنا،

تشہد کا بیان

تشہد نماز کی دوسری اور آخری رکعت میں واجب ہے عمداً ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اگر سہواً ترک ہو جائے اور رکوع سے پہلے یاد آجائے تو تشہد پڑہنا اور بعد نماز کے دو سجدہ سہو لازم ہیں اور رکوع جانے کے بعد یاد آئے تو نماز کے بعد اُسکی قضا اور سجدہ سہو لازم ہیں،

تشہد کے واجبات اول شہادت توحید و رسالت مع صلوات اسطرح اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ اللھم صل علی محمد و آل محمد دوسرے بقدر ذکر مذکور مطمئن بیٹھنا تیسرے ترتیب مذکور تشہد پڑہنا چوتھے موالات یعنی فقرات مذکورہ میں زیادہ فاصلہ نہ کرنا پانچویں اعراب و حروف کو بالفاظ عربیہ مذکورہ صحیح طور پر ادا کرنا،

مستحبات بطور تورک بیٹھنا اور تورک کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں کولے پر زور دیکر بیٹھے اور دونوں پاؤں کو داہنی طرف خارج کرے کہ بائیں پاؤں کے تلوے پر داہنے پاؤں کی پشت رہے انگلیاں ملاکر ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا نگاہ آغوش کیطرف رکھنا اذکار مستحبہ تشہد میں پڑہنا،

سلام کا بیان

تشہد کے بعد سلام واجب ہے مگر تشہد اور سلام رکن نہیں ہیں عمداً ترک کرنا باعث بطلان نماز ہے اور سہواً ترک ہونے ہیں اگر اسوقت یاد آئے کہ نماز کے منافی امور واقع نہیں ہوے تو ادا کرنا لازم ہی اور اگر واقع ہو گئے ہیں تو سجدۂ سہو کی ضرورت ہوگی سلام کے لئے تین فقرے ہیں اول السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ برکاتہ دوسرے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین تیسرے السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ان میں پہلا فقرہ مستحب ہے بلکہ سلام سے خارج اور صلوٰۃ کا ضمیمہ ہی اور احوط یہ ہی کہ اسکو بھی ترک نہ کیا جائے باقی دو فقروں میں ایک واجب ہے جو پہلے کہا جائے اور دوسرا سنت لیکن اگر دوسرا فقرہ مقدم کیا جائے تو وہی کافی ہی مگر احوط ہی کہ دونوں فقرے بترتیب مذکور ادا کیے جائیں،

واجبات سلام میں بیٹھنا اور مستقر ہونا اور بپابندی عربیت فقرات صحیح اعراب اور صحیح مخارج سے ادا کرنا اور موالات کا لحاظ رکھنا واجب ہے،

مستحبات تورک اور ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا سلام میں سنت ہی تشہد وسلام میں امام کو جہر اور ماموم کو اخفات سنت ہے اور منفرد مختار ہی اور ماموم کو سلام آخر میں گوشۂ چشم سے اشارہ کرنا اور امام کو بھی اسی قدر سنت ہے اگر بائیں طرف کوئی نہو ورنہ دوبارہ سلام کہنا اور بائیں طرف اشارہ کرنا بھی سنت ہوگا، سلام پر نماز ختم ہوجاتی ہی،

نماز کے دیگر واجبات و مستحبات

واجبات نماز میں جس طرح مذکور ہوا بترتیب واجب ہے اول نیت بعدہٗ

تکبیرۃ الاحرام پھر حمد و سورہ پھر رکوع پھر سجدہ اسی طرح دوسری رکعت اور اسکے آخر میں تشہد اور اگر دو رکعتی نماز ہو تو پھر سلام اور اگر سہ رکعتی ہے تو ایک رکعت بطرز سابق اور پڑھکر اور اگر چہار رکعتی نماز ہو تو دو رکعتیں اور پڑھکر تشہد و سلام پڑھے اور نماز کو تمام کرے پس اگر کوئی عمداً ترتیب بدل دے تو نماز باطل ہو جائیگی،

دوسرے موالات واجب ہے یعنی ایک فعل سے دوسرے فعل کو فاصلہ سے ادا نہ کرے کہ نماز کی صورت بگڑ جائے لیکن رکوع و سجود میں طول دینا یا بڑے بڑے سورے یا زیادہ دعائیں موقع پر پڑھنا مضر نہیں،

مستحبات ہر نماز میں قنوت سنت ہے خواہ نماز واجب ہو یا سنت اور جہری نماز میں خصوصاً نماز صبح و نماز جمعہ و نماز وتر میں تاکید زیادہ ہے اور احوط ہے کہ قنوت ترک نہ کرے ہر نماز میں قنوت ایک مرتبہ سورہ کے بعد اور رکوع سے پہلے دوسری رکعت میں چاہیے، مگر عیدین میں پہلی رکعت میں پانچ قنوت اور دوسری میں چار قنوت ہیں اور نماز آیات کی پہلی رکعت میں دو قنوت اور دوسری میں تین قنوت ہیں یعنی ہر دوسرے رکوع سے پہلے ایک قنوت ہے اور نماز جمعہ میں ایک قنوت پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے اور دوسری رکعت میں رکوع کے بعد سنت ہے،

قنوت کا جہر سے پڑھنا مستحب ہے خواہ نماز جہری ہو یا اخفاتی خواہ امام ہو یا منفرد بلکہ ماموم کیلئے بھی جہر سنت ہے اگر امام تک آواز نہ پہونچے، اور قنوت سے پہلے دونوں ہاتھ کو کانوں تک اٹھا کر تکبیر کہنا بھی سنت ہے اور پھر چھوڑ کر قنوت کیلئے دوبارہ اس طرح اٹھانا سنت ہے

ہتھیلیوں پر ہو اور ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ سے اور ہر ہاتھ کی انگلیاں انگوٹھا چھوڑ
کر باہم ملی ہوئی چہرہ کے مقابل ہوں جس طرح سائل محتاج ہاتھ پھیلاتا ہے مگر
ہاتھوں کا اٹھانا سنت ہے جسطرح بیان ہوا شرط نہیں ہے اور نہ کوئی خاص دعا یا ذکر
مخصوص ہے بلکہ ہر طرح کی دعا دنیا و آخرت کی حاجتیں طلب کرنا مناجات نظم ہو یا
نثر صلوات قرآن کی تلاوت قرآن کی آیات دعا پڑھنا سب جائز ہے لیکن اولیٰ
وہی دعائیں ہیں جو حضرات معصومین سے قنوت کے لیئے وارد ہیں اور کلمات
فرج کی فضیلت بھی بہت ہے اور اول و آخر درود پڑھنا اولیٰ ہے مگر امر حرام کیلئے
دعا ناجائز ہے اور قنوت میں طول دینے کا ثواب بہت عظیم ہے علی الخصوص نماز
وتر میں **مسئلہ** جو شخص قنوت بھول جائے تو بعد رکوع پڑھ لینا سنت ہے یہاں
تک کہ اگر نماز کے بعد یاد آجائے تو اسی وقت قضاء پڑھ لے،

مکروہات نماز میں انگلیاں چٹخانا انگڑائی لینا جو امور مانع خضوع و خشوع
اور حضور قلب میں خلل انداز ہوں انکا بجا لانا جماہی لینا بیکار اور فضول شغل کرنا،

مبطلات نماز حدث اکبر و اصغر عمداً ہو یا سہواً مخالفین کیطرح بحالت قیام
ہاتھ کا ہاتھ پر رکھنا یعنی نماز میں ہاتھ باندھنا جسکو تکفیر کہتے ہیں خواہ ناف کے
کے نیچے قبلہ سے عمداً منحرف ہو جانا عمداً کلام کرنا اگرچہ ایک حرف بامعنی یا دو
حرف مہمل ہوں قہقہہ امور دنیا کیلئے رونا جس فعل سے نماز کی صورت بگڑ
جائے اسکا بجالانا کھانا پینا سورہ فاتحہ کے بعد لفظ آمین کہنا یہ سب امور نماز

مسئلہ کھنکارنا نماز میں مبطل نہیں مسئلہ قرآن اور دعا اور ذکر خدا کلام ممنوع میں
داخل نہیں مسئلہ اگر کوئی شخص نمازگذار پر سلام کرے تو جو صیغہ سلام کہے
جواب میں مصلی بھی وہی کہے لیکن جو سلام ازراہ تمسخر ہو اُسکا جواب واجب نہیں ہے
چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہنا اور چھینکنے والے کو نماز میں دعا دینا جائز اور مسنون ہے
مسئلہ جو شخص پیاسا ہو اور صبح کو روزہ رکھنا ہو اور وقت میں بھی گنجائش نہو تو نماز
وتر میں پانی پینا مستثنیٰ ہے اسکے سوا باقی چیزوں میں نماز واجب و سنت دونوں یکساں ہیں
تعقیبات تعقیب سے مراد نماز کے بعد بے فاصلہ دعا اور مناجات اور ذکر خدا
تلاوت قرآن میں مشغول ہونا ہے معارف الٰہیہ میں غور کرنا اور عظمت و جبروت
خدا میں فکر کرنا خوف خدا میں رونا بھی تعقیب ہے، تعقیب نماز کے بعد سنت ہے اور
تاکید وارد ہے اور اُس میں نماز کا ثواب ملتا ہے روزی کے حق میں شہروں شہروں
پھرنے سے بیٹھ کر تعقیب میں مشغول ہونا زیادہ مفید ہے دعا اسوقت قبول ہوتی ہے
تعقیب کے لیئے کوئی مقدار معین اور محدود نہیں منجملہ تعقیبات کے تین مرتبہ ہاتھوں
کو اُٹھا کر تکبیر کہنا اور تسبیح فاطمہ زہرا کا پڑھنا ہے، چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اور تینتیس
مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس مرتبہ سبحان اللہ ہزار رکعت نماز سے یہ تسبیح افضل ہے
یہ تسبیح جناب رسالتمآب صلعم نے اپنی نور چشم فاطمہ زہرا کو تعلیم فرمائی اور اُنھیں کے نام
سے مشہور ہوئی ایک حدیث میں ہے کہ اگر کوئی دوسری چیز اس سے بہتر ہوتی تو
جناب رسالتمآب صلعم اپنی بیٹی کو وہی عنایت فرماتے اس تسبیح کو شفا کی تسبیح

سیدۃ النساء صلوات اللہ علیہا ڈورے میں گرہیں لگاکر تسبیح پڑھا کرتی تھیں جب حضرت حمزہ نے شہادت پائی تو جناب معصومہ نے حضرت حمزہ کی قبر کی مٹی سے تسبیح بنائی جب امام حسینؑ درجہ شہادت فائز ہوے تو خاک شفا کی تسبیح کا رواج ہو گیا اس تسبیح کا یہ ثواب ہے کہ اگر ہاتھ میں ہو تو اس شخص سے پہلے وہ خود تسبیح میں مشغول ہوتی ہے اور بغیر پڑھے ہوے اس شخص کو فقط حرکت دینے سے سات مرتبہ پڑھنے کا ثواب ملتا ہے،

اور حدیث میں ہے کہ زانو بدلنے سے پہلے اگر یہ تسبیح پڑھے تو مغفرت ہو جاتی ہے، تعقیبات جو حضرات معصومین سے منقول ہیں بہت کثیر ہیں بعض انمیں نماز صبح کیلئے مخصوص ہیں بعض نماز ظہر یا عصر کے ساتھ بعض نماز مغرب یا عشا کے ساتھ بعض بلا تخصیص ہر نماز کے لئے ہیں اور کتب مبسوطہ میں تفصیل مذکور ہیں مخصوص دعائیں بغیر قصد خصوصیت دوسرے مقام پر پڑھ سکتے ہیں صلوات بہترین تعقیبات ہے اور برادران ایمانی کی حاجات شرعیہ کے لیئے دعا کرنا اپنی حاجت روائی کا باعث ہے، دشمنان اہلبیت پر لعنت کرنا بھی بعد نماز کے سنت ہے،

سجدہ شکر نماز واجب ہو یا سنت نماز کے بعد سجدہ شکر سنت مؤکدہ ہے اور تعقیب کے بعد سجدہ شکر بجالانا بہتر ہے اور بہتر طریقہ اسکا یہ ہے کہ دونوں کلائیاں بھی زمین پر رکھے اور کم سے کم تین مرتبہ شکراً للہ کہے پھر داہنا رخسار خاک پر رکھے پھر بایاں رخسار رکھے پھر دوبارہ پیشانی خاک پر رکھے اور جو دعائیں منقول ہیں پڑھے اور جس

لہ سجدہ شکر میں پیشانی خاک پر رکھے، دونوں کلائیاں بچھا دے اور سینہ و شکم زمین سے ملا دے

کام کے لیئے چاہے دعا کرے اور سنت ہے کہ بعد سجدہ کے موضع سجدہ پر ہاتھ پھیرے پھر اُس ہاتھ کو منھ سینہ پر پھیرے اور داہنے ہاتھ سے بجالائے تو بہتر ہے علاوہ نماز کے جب کوئی نعمت حاصل ہو یا کوئی بلا یا مصیبت دفع ہو یا کسی عمل خیر کی توفیق حاصل ہو سجدہ شکر سنت ہے بلکہ جب سابق کی ایسی کوئی حالت یاد آجائے تو بھی سنت ہے،

نماز پنجگانہ کے سوا اور واجب نمازوں کا بیان

نماز آیات یہ نماز چاند گہن اور سورج گہن اور زلزلہ کے سبب سے اور خوفناک ارضی و سماوی حوادث کے سبب سے مثل سیاہ و سرخ و زرد آندھی کے اور شدید تاریکی ہو جانے کے سبب سے واجب ہوتی ہے جن سے اکثر اور بکثرت آدمی خوف زدہ ہو جائیں اگر یہ حالت نہ ہو تو نماز بھی واجب نہ ہوگی، چاند گہن سورج گہن میں خوف کی شرط نہیں اور دیگر ستاروں کے گہن سے نماز واجب نہیں ہوتی گہن میں شروع سے ختم تک نماز کا وقت ہے اور احوط یہ ہے کہ کھلنا شروع ہونے سے پہلے نماز پڑھلی جائے اگر ایک رکعت کا وقت بلجائے تو پوری نماز ادا سمجھی جائیگی دیگر امور کے لیئے وقت کی حد مقرر نہیں جہانتک ہو جلدی کیجائے اگر گہن کی اطلاع ہو اور جانکر نماز نہ پڑھے تو گنہگار ہوگا اور قضا بھی واجب ہوگی اور سہواً نہ پڑھنے میں بھی قضا واجب ہے البتہ اگر اطلاع نہ ہو تو قضا واجب نہیں ہاں اگر پورا گہن ہو تو پھر بھی قضا واجب ہے دیگر خوفناک امور میں اگر نماز ترک ہو گئی ہو تو اسکا فوراً ادا کرنا

کی نوبت نہیں آئی اور نماز آیات بھی واجب ہوگئی پس اگر دونوں کا وقت وسیع ہے تو یومیہ کا پہلے پڑھنا احوط ہے اور اگر دونوں کا وقت تنگ ہے تو یومیہ کو مقدم کرے اور اگر ایک کا وقت تنگ ہے تو جسکا وقت تنگ ہے اسے مقدم کرے اور جسکا وقت وسیع ہے اُسے آخر میں پڑھے،

نماز آیات کی کیفیت یہ نماز دو رکعتی ہے ہر رکعت میں پانچ پانچ رکوع اور دو دو سجدے ہیں اور طریقہ اسکا یہ ہے کہ نیت کرکے تکبیرۃ الاحرام کہے اور حمد و سورہ پڑھے رکوع میں جائے رکوع سے اُٹھ کر پھر حمد اور سورہ پڑھے اور قنوت پڑھ کر رکوع میں میں جائے پھر اُٹھے اور حمد و سورہ پڑھ کر رکوع میں جائے پھر اُٹھ کر حمد و سورہ اور قنوت پڑھے اور رکوع میں جائے پھر اُٹھ کر حمد و سورہ پڑھے اور پانچواں رکوع کرے اور کھڑا ہو کر سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور سجدہ میں جائے دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر پھر مثل سابق ہر مرتبہ حمد و سورہ پڑھکر پانچ رکوع کرے اور کھڑا ہو کر سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور سجدوں کے بعد تشہد و سلام بجالائے لیکن اس رکعت کے پہلے اور تیسرے اور پانچویں رکوع کے ساتھ قنوت ہوگا یعنی پہلی رکعت میں دو قنوت ہونگے اور دوسری میں تین جسطرح اور نمازوں میں دوسری رکعت میں قنوت ہوتا ہے یہاں ہر دوسرے رکوع کیساتھ قنوت ہوگا، یہ اختیار ہے کہ ہر مرتبہ ایک ہی سورہ پڑھے یا دوسرا سورہ پڑھے، یہ بھی اختیار ہے کہ ایک سورہ کے پانچ ٹکڑے کرے ایک ایک ٹکڑا ہر رکوع کیساتھ پڑھے اور یہ بھی اختیار ہے کہ دو تین رکوع میں کچھ پورے سورے پڑھے اور باقی رکوعات میں ٹکڑے کرکے کوئی سورہ پڑھے لیکن اگر پورا سورہ پڑھے گا تو بعد کے رکوع میں سورہ کا ٹکڑا بھی

لازم ہوگا اور اگر ٹکڑا پڑہا ہو اور بعد کے رکوع میں اُسی کا دوسرا ٹکڑا پڑہنا چاہتا ہو تو حمد نہ پڑہیگا لیکن بہرحال پانچ رکوع میں ایک سورہ ضرور کامل ہوجانا چاہیئے،

مستحبات قنوت جسکا ذکر ہوا نماز میں سنت ہے اور قنوت سے پہلے اور قنوت کے بعد بھی تکبیر سنت ہو اور سمع اللہ بھی سنت ہے اور بشرط گنجائش وقت نماز کا طول دینا اور دو بار پڑہنا بڑے بڑے سورے پڑہنا ہر قیام میں پورا سورہ پڑہنا دن ہو یا رات نماز جہر سے پڑہنا زیر آسمان نماز پڑہنا مساجد میں پڑہنا یہ سب امور بھی سنت ہیں،

مسئلہ مذکورہ جس جس شہر میں ظاہر ہوں وہیں کے لوگوں پر نماز واجب ہے،

نماز جمعہ نماز جمعہ اس زمانہ میں کہ زمانہ غیبت ہی واجب عینی نہیں ہو اسلئے وجوب عینی کے احکام ترک کیے گئے بلکہ واجب تخییری ہو یعنی نماز ظہر و نماز جمعہ میں سے کسی ایک کا پڑہنا واجب ہے اور مکلف کو اختیار ہو جسے چاہے پڑہے مگر جمعہ افضل ہو اور دونوں کا بہ نیت قربت پڑہ لینا احوط ہو یعنی مخصوص وجوب کی نیت کسی میں نہ کرے نماز جمعہ کا وقت زوال سے اُسوقت تک ہے کہ ہر شئے کا سایہ اُسکے برابر ہوجائے اگرچہ زوال کے بعد جلدی پڑھ لینا احوط ہے،

نماز جمعہ اُسپر واجب ہے جو بالغ ہو عاقل ہو مرد ہو آزاد ہو حضر میں ہو بیمار اور نابینا اور بڈہے اور مسافر اور عورت اور غلام سے ساقط ہی لیکن اگر نماز جمعہ ہو رہی ہو اور عورت کے سوا یہ لوگ حاضر ہوجائیں تو صحیح ہوجائیگی،

نماز جمعہ کی صحت اس بات پر موقوف ہو کہ دونوں خطبے ممکن ہوں جماعت سے نماز پڑہنا ممکن ہو ایک فرسخ کے اندر دوسری جگہ نماز جمعہ نہوتی ہو کم سے کم پانچ جماعت جمعہ

میں شرکت کریں اور امام جمعہ کا بالغ عاقل مومن مختون عادل اور مرد ہونا ولد الزنا نہونا
شرط ہی اور اسکے لئے احوط یہ ہی کہ مجتہد ہو یا مجتہد کیطرف سے ماذون ہو نماز جمعہ بغیر جماعت کے صحیح
نہیں لیکن جو شخص دوسری رکعت میں شریک ہو وہ اپنی دوسری رکعت فرادی پڑھیگا اور قنوت
پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے اور دوسری رکعت میں رکوع کے بعد سنت ہے نماز جمعہ سے پہلے دو خطبے واجب ہیں

پوری ترکیب اول اذان کے بعد کھڑے ہو کر باطہارت نیت کرکے دو خطبے پڑھے خواہ
امام خود پڑھے یا کوئی دوسرا شخص اور خطبوں میں حمد و ثنائے خدا اور محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات
اور وعظ کا ہونا اور درمیان خطبوں کے بیٹھنا اور ایک چھوٹا سا سورہ پڑھنا چاہیے اور دوسرے
خطبہ میں ائمہ پر صلوات اور مومنین و مومنات کے لئے طلب مغفرت بھی کرے پھر اقامت
کے بعد نماز شروع کرے اور مثل نماز صبح کے دو رکعت پڑھے لیکن پہلی رکعت میں حمد اور سورہ
جمعہ پھر قنوت جمعہ پڑھنا اور دوسری رکعت میں بعد حمد کے سورہ منافقون پڑھنا اور رکوع
کے بعد دوبارہ پھر قنوت جمعہ پڑھنا سنت ہے خطبہ میں کلام کرنا حرام ہے اور سامعین کا
بحال سکوت غور سے خطبہ کا سننا اور خطیب کا اسقدر بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ پانچ یا
سات آدمی سن لیں لازم ہے فقط نماز جمعہ جب واجب تخییری ہو تو بیع و شرا اور سفر حرام نہیں ہی اگرچہ
احوط ترک ہے جمعہ کے دن غسل کرنا اور سر منڈانا کنگھی کرنا عمدہ لباس پہننا عطر لگانا خطبہ
میں تلوار یا عصا پر تکیہ کرنا خطیب کا فصیح و بلیغ ہونا قبل خطبہ حاضرین پر سلام کرنا اور نماز جمعہ
کے قبل نافلہ جمعہ پڑھنا سنت ہے خطبہ میں نیت و طہارت شرط ہی ،

نماز عیدین امام یا اُسکے نائب خاص کی موجودگی میں یہ نماز واجب ہے لیکن
اس زمانہ میں سنت ہے نماز عید کا وقت صبح سے زوال تک ہے اُسکے بعد وقت فوت

ہو جاتا ہے اس نماز کی قضا نہیں ہے

نماز عید کی ترکیب نماز عید دو رکعت ہے ہر رکعت میں بعد حمد کے جو سورہ چاہے پڑھے مگر پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ اور دوسری میں والشمس پڑھنا سنت ہے اور پہلی رکعت میں علاوہ تکبیر رکوع کے پانچ تکبیریں ہیں اور دوسری میں چار اور ہر تکبیر کے بعد قنوت ہے اور قنوت عید کی مخصوص دعا پڑھنا بہتر ہے اور یہ نماز فرادی بھی ہو سکتی ہے اور اگر جماعت سے پڑھی جائے تو دو خطبے مثل جمعہ کے یہاں بھی پڑھے لیکن یہاں خطبے نماز کے بعد ہیں اور عید فطر میں شب عید کی نماز مغربین اور نماز صبح اور نماز عید کے بعد تکبیرات سنت ہیں اور عید قربان میں دس نمازوں کے بعد تکبیرات سنت ہیں جسکی روز عید کی ظہرین سے ابتدا ہے اور بارہویں تاریخ نماز صبح پر ختم ہے،

نماز عید کے مستحبات بلند آواز سے پڑھنا تکبیروں میں ہاتھ بلند کرنا مکہ کے سوا اور شہروں میں صحرا میں نماز پڑھنا نماز سے قبل غسل کرنا عمامہ سفید باندھنا خاص زمین پر سجدہ کرنا نماز کے لیے سکون و وقار کیساتھ جانا پیادہ اور برہنہ پا جانا نماز سے قبل غسل کرنا،

مکروہات ہتھیار باندھ کر جانا نماز عید سے پہلے اور بعد نافلہ پڑھنا منبر کا صحرا میں لیجانا زیر سقف نماز پڑھنا،

واجب نمازوں میں نماز طواف ہے لیکن اسکا بیان حج کیساتھ مناسب ہے

نماز نذر و عہد و یمین اور نماز اجارہ اور باپ کی قضا نماز بڑے بیٹے کے ذمے یہ بھی

ف۱ مثل نماز جمعہ کے اگرچہ یہ نماز جماعت سے پڑھی جائے تو بھی ترک خطبہ جائز ہے اور دو جماعتوں میں ایک فرسخ فاصلہ بھی ضروری نہیں اور پانچ سات کے عدد کی بھی شرط نہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ

واجب ہیں نماز نذر وغیرہ میں جو وقت اور جو مکان اور جو شرط نذر میں ملحوظ کریگا اُسکی پابندی لازم ہوگی اور اگر فقط نماز بغیر کسی قید کے نذر کی ہے تو اختیار ہوگا کہ جہاں اور جسوقت اور جس ہیئت سے چاہے پڑہے،

نماز نذر میں نماز کی ہیئت شرعیہ کے خلاف اگر کچھ نذر کریگا تو نذر باطل ہوگی مثلاً ایک رکعت دو رکوع کیساتھ یا چار سجدوں کیساتھ،

اور نماز اجارہ میت کیطرف سے پڑھی جاتی ہے یعنی اگر کوئی شخص مرجائے اور اسکے ذمہ قضا ہوں تو وہ نمازیں دوسرے کے بقصد نیابت پڑھ دینے سے بری الذمہ ہو جائیگا خواہ بیٹا پڑہے یا کوئی شخص بغیر اجرت کے تبرعاً پڑھ دے اور اگر کسی کو اجیر کرکے میت کی نمازیں ادا کرائی جائیں تو بھی برارت ذمہ ہو جائیگی جب اجیر بقصد نیابت ادا کرے،

نماز اجارہ زندہ شخص کیطرف سے صحیح نہیں بلکہ کوئی عبادت زندہ کی طرف سے دوسرا شخص ادا نہیں کر سکتا خواہ تبرعاً ہو یا اجارہ البتہ پیر ضعیف کیطرف سے حج بحالت زندگی بشرائط معتبرہ ادا ہو سکتا ہے اور بعض مستحب چیزیں بھی مثل زیارت معصومین کے زندوں کی طرف سے بہ نیابت ہو سکتی ہیں،

اجیر میں شرط ہے کہ جس فعل پر مثل نماز روزہ کے اجیر کیا جائے اُسکے مسائل سے باجتہاد یا تقلید واقف ہو اور ایسا ہو کہ ادا کرنے کا اُسپر اطمینان ہو اگرچہ عادل نہو اور لازم ہو کہ میت کی تکلیف کے موافق عمل کیا جائے مثلاً اجیر حضر میں ہو اور نماز میت کی سفر میں قضا ہوئی تو قصر لازم ہوگا اگر اجیر قیام نہ کر سکتا

ہو یا کوئی عذر ہو تو اسکو اجیر نکرنا چاہیئے اور اگر اجیر کیا جائے تو اسکو زوال عذر کے بعد ادا کرنا لازم ہوگا
نماز اجارہ میں ترتیب کا لحاظ ترک نہ کیا جائے اگر کسی کو اجیر کیا اور اسنے ادا نہیں
کیا تو وہ مشغول الذمہ رہیگا لیکن اس فعل کا دوبارہ ادا کرنا لازم ہوگا اسلیئے کہ میت
کی برارت ذمہ اجیر کر دینے سے نہیں ہوتی بلکہ عمل سے ہوتی ہے اجیر میں احوط ہی
کہ اگر نماز یا روزہ کے لیئے اجیر کیا جاوے تو خود اسکے ذمہ اپنا ذاتی نماز روزہ قضا نہ ہو
مرد کی طرف سے عورت اور عورت کیطرف سے مرد نائب ہوسکتا ہی اور جہر و اخفات میں
نائب کا اعتبار ہوگا اجیر دوسرے کو اجیر نہیں کرسکتا اگر چہ مستاجر کی اجازت ہو یا اجارہ
عام طور پر ہو کہ چاہے خود ادا کرے یا دوسرے سے ادا کرادے ،

قصر و اتمام کا بیان

واضح ہو کہ جو نمازیں چہار رکعتی ہیں اگر قصر کے شرائط نہ پائے جائیں تو پوری پڑہی
جائینگی لیکن شرائط قصر پائے جانے کے بعد انمیں قصر لازم ہوگا، یعنی آخر کی دو
رکعتیں ساقط ہو جائینگی اور پہلی دو رکعتوں پر سلام ادا کر کے نماز تمام کردی جائیگی
البتہ اماکن اربعہ یعنی مسجد نبی اور مسجد الحرام اور مسجد کوفہ اور حائر امام حسینؑ میں جسکی
مقدار علی الاحوط ضریح اقدس کے چاروں طرف پچیس ہاتھ تک ہے باوجود شرائط
قصر پائے جانے کے بھی اختیار ہے چاہے قصر پڑہے یا تمام اور شرائط قصر چھ ہیں
پہلی شرط مسافت شرعیہ کا ارادہ ہی اور مسافت شرعیہ آٹھ فرسخ راہ ہے جو
چوبیس میل شرعی کے برابر ہے اور میل شرعی دو ہزار گز کے برابر ہوتا ہے اور وہ میل انگریزی سے
دو سو چالیس گز بڑا ہوتا ہے اور اس بنا پر مسافت شرعیہ سوا ستائیس میل انگریزی

سے چالیس گز زیادہ کی مقدار ہوتی ہو خواہ یہ مسافت جانے میں پائی جائے یا
واپسی میں یا آمد و رفت ملا کر جبکہ اسی دن یا اسی رات یا دن رات میں واپسی کا
پہلے سے ارادہ کر لیا ہو اور اگر ایک شب یا زیادہ قیام کر کے واپسی کا ارادہ ہو
لیکن اقامت عشرہ کا ارادہ نہو تو احوط جمع ہے یعنے قصر بھی پڑہے اور تمام بھی اور روزہ
رکھے اور قضا بھی کرے اور اگر تھوڑی مسافت میں چند مرتبہ آمد و رفت کرنے
سے مسافت شرعیہ ہو جائے تو اسکا اعتبار نہوگا اور اگر کسی شہر کی دو راہیں ہوں
اور ایک راہ مثلاً سات فرسخ ہو اور دوسری آٹھ فرسخ یا زیادہ تو جس راہ کو اختیار
کریگا اسی کا اعتبار لازم ہوگا، اگر کوئی شخص چار فرسخ کے ارادہ سے سفر کرے
پھر وہاں پہونچکر چار فرسخ یا زیادہ مگر مسافت سے کم آنے جانے کا ارادہ ہو جائے
تو قصر نہوگا البتہ واپسی میں چونکہ مسافت پوری ہوگی اسلئے قصر لازم ہوگا،
اور مسافت کا شمار چھوٹے شہروںمیں آبادی کی انتہا سے اور بڑے شہروںمیں
محلہ کی انتہا سے ہوتا ہے،

جو شخص کسی دوسرے کیساتھ سفر کرے تو جو اسکا حکم ہوگا وہی اسکا حکم ہوگا
پس اگر مطلع ہو کہ اسکا قصد سفر شرعی کا ہے تو اسکو قصر لازم ہوگا ورنہ اتمام کریگا
اس حکم میں زوجہ اور اولاد اور غلام اور خادم اور قیدی وغیرہ سب برابر ہیں

دوسری شرط یہ ہے کہ قصد مذکور آخر تک باقی رکھے اثناے سفر میں ارادہ
بدل نہ دے، پس اگر چار فرسخ پہونچنے سے قبل قصد فسخ کر دے یا تردد پیدا
ہو جائے تو قصر نہوگا اور اگر چار فرسخ کے بعد یہ نوبت پہونچے تو در صورت ارادہ

واپسی قصر ہوگا اگر واپسی بغیر اقامت عشرہ مقصود ہو اور اگر اقامت عشرہ کے بعد واپسی کا ارادہ ہو تو قصر نہوگا، درصورت عدول نیت جو نمازیں عدول سے قبل پڑھ لی ہوں وہ کافی ہونگی،

تیسری شرط یہ ہے کہ سفر جائز اور مباح ہو پس اگر سفر سفر معصیت ہوگا تو قصر جائز نہوگا اور سفر معصیت کی کئی صورتیں ہیں **اول** یہ کہ نفس سفر حرام ہو مثلاً زوجہ کا بے اذن شوہر اور اولاد کا باوجود ممانعت والدین باستثناے سفر واجب سفر کرنا اور غلام کا آقا سے آبق ہوکر سفر کرنا اور درصورتیکہ سفر یقینی ضرر کا باعث ہو سفر کرنا **دوم** یہ کہ سفر کی غرض وغایت حرام ہو مثلاً چوری یا قتل یا اعانت ظالم یا زنا کیلیے سفر کرنا لیکن اگر سفر غرض صحیح ہو اور اثنا میں کسی فعل حرام کا مرتکب ہو تو یہ سفر سفر معصت نہوگا، اگر کوئی شخص غصبی گاڑی، کشتی، گھوڑے وغیرہ پر سفر کرے تو سفر حرام میں محسوب ہوگا اگر کوئی شخص امر واجب سے گریز کرکے سفر کرے تو قصر و اتمام میں جمع کرنا احوط ہے، اگر شروع سفر میں معصیت کا قصد ہو اور درمیان میں قصد معصیت بدل جائے یا اسکا عکس ظہور میں آئے اور ابتداً پوری مسافت کی نیت ہو تو جب تک عصیان کی حالت ہے اتمام لازم ہوگا اور جو حالت عدم عصیان کی ہے اسمیں قصر لازم ہوگا،

جو سفر صید لہو کے لیے ہو وہ بھی سفر معصیت ہے اور صید لہو سے مراد وہ شکار ہے جو کھیل میں داخل ہو لیکن اگر اپنے اور اپنے عیال کی قوت کے لیے شکار

میں ہی، جو سفر سیر و سیاحت کے لیئے ہو وہ حرام نہیں ہو اور قصر کا حکم اسمیں جاری ہوگا اگر دیگر شرائط پائے جائیں،

چوتھی شرط حد ترخص تک پہونچ جانا ہی پس جب تک وہاں نہ پہونچے قصر جائز نہیں اور حد ترخص سے مراد وہ مقام ہی جہاں سے معتدل نگاہ سے شہر کے گہروں کی دیواروں کی شکل وصورت نظر نہ آئے اور معتدل کان سے شہر کی اذان کی آواز وہاں نہ سنی جائے بشرطیکہ سماعت وبصارت اور آواز اذان اور شہر کی دیواریں پستی وبلندی میں معمولی حالت میں ہوں اور سننے اور دیکھنے کے موانع بھی مثل ہوا اور غبار کے موجود نہ ہوں لیکن اگر شہر بلاد عظیمہ میں سے ہی تو محلہ کی دیواروں اور محلہ کی اذان کا اعتبار ہوگا،

پانچویں شرط یہ ہے کہ سفر کو اپنا پیشہ اور شغل قرار نہ دیا ہو اور خانہ بدوش نہو پس جبکا پیشہ اور شغل سفر ہو جس طرح ملاح وساربان وقاصد اور گاڑی اور ڈرائیور وغیرہ یا جو خانہ بدوش ہوں وہ اپنے اُس سفر میں جو پیشہ وشغل کی غرض سے ہو قصر نہ کرینگے اور یہ حکم اُنکے لیے اُسوقت تک باقی رہیگا جب تک وہ دس دن کہیں قیام نہ کریں اور قیام کر لینے کے بعد پہلے سفر میں بشرائط معتبرہ قصر کرینگے اور دوسری میں قصر واتمام میں جمع احوط ہی اسکے بعد حکم سابق جاری ہوگا لیکن اگر اُنکا سفر اسکے علاوہ ہو مثلاً حج یا زیارت کو جائیں یا کسی اور خاص کام کے لیئے سفر کریں تو اُنکے لیے بھی احکام سفر مثل دیگر مسافرین کے ہوں گے، جو شخص کسی

ن اس حکم سے خارج ہے اور حکم قصر بشرائط معتبرہ اُسپر جاری ہوگا خواہ ہر مرتبہ
نیا سفر اُسے پیش آئے یا اوّل سے کئی سفر دن کا یکے بعد دیگرے ارادہ کرلیا ہو

چھٹی شرط یہ ہے کہ اثنائے مسافت میں کسی جگہ دس دن قیام کا یا وطن سے
گذر کر جانے کا ارادہ نہو لیکن اگر ایسا خیال اتفاقاً پیش آجائے تو پھر اتمام لازم ہوگا،

واضح ہو کہ شرائط سفر پائے جانے کے بعد کسی مقام میں دس دن یا زیادہ قیام
کا ارادہ کرلینے یا تیس دن تک قیام و عدم قیام میں متردد رہنے سے یا وطن پہونچ جانے
سے سفر قطع ہوجاتا ہے،

اقامت عشرہ کا ارادہ جو سفر کو قطع کردیتا ہے اُس میں شرط ہے کہ دس دن متصل
ہوں متفرق نہوں اور پورے ہوں کم نہوں چاہے شمار رات سے شروع ہو یا دن
سے لیکن اگر دن یا رات کی کسی درمیانی ساعت سے گیارہویں دن کی اُسی ساعت تک
قیام کا ارادہ ہو تو احوط جمع ہے اور لازم ہے کہ قصد اقامت میں محل قیام ایک شہر یا ایک
گاؤں ہو متعدد مقاموں میں قیام کا ارادہ کافی نہیں مگر یہ قید نہیں کہ وہاں سے
باہر نہ نکلنے کا بھی ارادہ رکھتا ہو لہٰذا اطراف کے باغ وغیرہ تک جانا آنا بلکہ بقصد مراجعت
چار فرسخ کے اندر اندر رجانا جو شہر کے قیام کے عرفاً منافی نہو مضر نہیں،

مسئلہ اگر کوئی شخص نیت اقامت کے بعد چہار رکعتی نماز اتمام کیساتھ پڑھلے
اور پھر ارادہ بدل جائے تو جب تک وہاں قیام رہے اتمام لازم ہوگا اور اگر نماز
کی نوبت نہ آئی تھی اور قصد بدل گیا تو قصر کرتا رہیگا،

اور مسافت شرعیہ طے کرنے کے بعد کسی مقام پر توقف در رجوع یا قیام و عدم

قیام میں تیس دن بحالت تردد بسر کرنا بھی سفر کو قطع کردیتا ہے اور اقامت کا حکم جاری ہوجاتا ہے پس تیس دن تک قصر اور بعد ازاں اتمام لازم ہوگا، اور یہی حکم ہے اگر دو چار دن قیام کا ارادہ کیا پھر جانا نہوا اور چند دن قیام کا پھر ارادہ کرلیا اور اسی طرح ارادہ کرتے کرتے تیس دن بحالت قصر پورے گزر گئے اس صورت میں بھی اتمام لازم ہوجائیگا، اسی طرح وطن میں پہونچ جانا بھی قاطع سفر ہے،

وطن کا تفصیلی بیان وطن سے مراد وہ شہر یا قریہ وغیرہ ہے جسے ہمیشہ کے لیئے اپنا مسکن بنالیا ہو خواہ وہ ماں یا باپ کا مسکن ہو یا اپنی جاے ولادت ہو یا ایسا نہو بلکہ اُسنے دائمی مسکن خود قرار دے لیا ہو اور اس نیت کیساتھ اسقدر قیام بھی وہاں کیا ہو کہ عرفاً صدق وطن ہوجائے خواہ کوئی ملک بھی وہاں ہو یا نہو، ایک شخص کے ایک وقت میں دو وطن ہوسکتے ہیں مثلاً اُسنے قصد کرلیا ہو کہ میں فلاں اور فلاں مقام میں ہمیشہ رہونگا اور سال کا ایک ایک حصہ ہر مقام کے لیئے معین کرلیا ہو مثلاً قصد کیا ہو کہ چھ مہینہ ایک جگہ اور چھ مہینہ دوسری جگہ رہا کرونگا،

مسئلہ اگر ایک وطن سے دوسرے وطن تک مسافت شرعیہ ہو تو فقط راہ میں قصر لازم ہوگا،

مسئلہ اولاد بالغ ہونے کے بعد ماں یا باپ کے وطن سے یعنی جو اولاد کی نابالغی کے زمانہ میں اُنکا وطن رہا ہے اگر اعراض نہ کرے تو ماں باپ کا وطن اُنکا بھی وطن

درحالیکہ اولاد بالغ ہو اور ماں باپ نیا وطن اختیار کریں تو وہ اولاد کے لیے وطن قرار نہ پائیگا جبتک اولاد اُسکے وطن بنانے کا خود قصد نکرے،

مسئلہ اگر کوئی شخص اپنے وطن سے دست بردار ہو جائے تو خواہ وہ دوسرے مقام کو وطن بنالے یا بے وطن رہے حکم وطنیت اس شرط سے اٹھ جائیگا کہ اس شخص کی کوئی ملک وہاں نہو یا ہو اور قابل سکونت نہو یا قابل سکونت ہو اور دائمی سکونت کے ارادہ سے چھ مہینہ اُسمیں سکونت نہ کی ہو ورنہ احوط ہے کہ وہاں قصر و اتمام میں جمع کرے،

واضح ہو کہ سالہا سال کسی مقام پر رہنے سے وطن صادق نہیں آتا جبتک دائمی قیام کی نیت نہو،

مسئلہ سفر میں نافلہ ظہر اور نافلہ عشا ساقط ہے اور صبح و مغرب کا نافلہ اور نافلہ شب ساقط نہیں اور دیگر سنتی نمازیں پڑہنا بھی جائز ہے اور ہر نماز قصر کے بعد تیس مرتبہ تسبیحات اربعہ سنت ہیں،

مسئلہ اگر نماز کا وقت حضر میں آجائے اور بغیر نماز پڑہے ہوے سفر کرے تو قصر لازم ہوگا اور اگر سفر میں وقت آجائے اور بغیر نماز پڑہے ہوے حضر میں پہنچ جائے تو اتمام لازم ہوگا اور اگر صورت مذکورہ میں نماز قضا ہو جائے تو بھی آخر وقت کا لحاظ لازم ہوگا اگرچہ احتیاط دونوں مقام میں یہ ہے کہ قصر و اتمام دونوں طرح پڑہے،

مسئلہ جاہل مسئلہ اگر بجاے قصر کے پوری نماز پڑھ لے تو اعادہ یا قضا

نماز جماعت کا بیان

نماز جماعت سے مراد یہ ہے کہ ایک سے زیادہ آدمی مل کر اسطرح نماز پڑہیں کہ ایک امام اور متبوع ہو اور باقی ماموم اور تابع جماعت تمام واجب نمازوں میں سنت مؤکدہ ہے علی الخصوص نماز پنجگانہ میں اور ادامیں زیادہ تاکید ہے اور نماز صبح اور نماز مغربین میں تاکید اور بھی زیادہ ہے اور جو مسجد کے ہمسایہ ہو اور انکے کان تک جماعت کی اذان کی آواز پہونچتی ہو انپر سب سے زیادہ تاکید ہے اور جماعت سے نفرت کرنا اور اور اسے بے حقیقت جاننا حرام ہے احادیث میں ہے جو شخص بغیر عذر جماعت سے علیحدہ نماز پڑہے اسکی نماز صحیح نہیں اور جماعت سے جو متنفر ہو اسکی غیبت جائز ہے اور اسکی عدالت ساقط ہے اور اس سے ترک ملاقات لازم ہے اور جو باوجود نصیحت امام کے بھی جماعت میں نہ آئے تو حکم ہے کہ اسکا گھر جلا دیا جائے، امیر المومنین کا ارشاد ہے کہ جو لوگ مسجد ونمیں ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑہتے اور نماز جماعت میں حاضر نہیں ہوتے یا تو وہ آئیں ورنہ انکو چاہیئے کہ ہمارے ساتھ کہانا اور پینا اور مشورہ کرنا اور سلسلۂ نکاح قائم کرنا چھوڑ دیں،

جماعت کا ثواب مروی ہے کہ جماعت کی نماز بے جماعت کی نماز سے پچیس درجہ زیادہ ہے اور ایک رکعت نماز جماعت کی دوسو غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے اور ایک سجدہ نماز جماعت کا ایک سال کی عبادت سے اور ایک رکعت ایک لاکھ درہم مساکین پر تصدق کرنے سے بہتر ہے، جامع الاخبار میں ہے کہ اگر نماز فجر بجماعت نہ ملے تو اس دن روزہ رکھو اور اگر ظہر فوت ہو تو من الظہر من نماز پڑہو اور اگر عصر فوت

ہو تو تا غروب آفتاب ذکر خدا کرو اور اگر مغرب بجماعت فوت ہو تو بین المغربین نماز پڑہو اور اگر عشا بجماعت فوت ہو تو عبادت خدا میں شب بیداری کرو شاید تلافی مافات ہو جاوے،

یہ بھی مروی ہو کہ ایک تکبیرۃ الاحرام امام کیساتھ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے،

یہ بھی مروی ہو کہ ایک رکعت جماعت کی ساٹھ ہزار حج اور ساٹھ ہزار عمرہ سے بہتر ہے اور دنیا و مافیہا سے ستر درجہ بہتر ہے،

زیاتی ثواب جماعت بحسب زیاتی عدد ماموبین جبرئیل امین نے رسالتماب سے عرض کیا کہ جماعت میں اگر دو شخص ہوں تو ہر ایک کو بعوض ہر رکعت کے ایک سو پچاس نماز کا ثواب ملیگا اور اگر تین ہوں تو چھہ سو نماز کا اور اگر چار ہوں تو بارہ سو نماز کا اور اگر پانچ ہوں تو چوبیس سو نمازوں اور اگر چھہ ہوں تو اڑتالیس سو نمازوں کا اور اگر سات ہوں تو نو ہزار چھہ سو نمازوں کا اور اگر آٹھ ہوں تو انیس ہزار دو سو نمازوں کا اور اگر نو ہوں تو چھتیس ہزار چار سو نمازوں کا اور اگر دس ہوں تو ہر ایک کو ہر ایک رکعت کے عوض میں بہتر ہزار آٹھ سو نمازوں کا ثواب ملیگا اور جب دس سے زیادہ ہو جائیں تو اگر تمام آسمان سیاہی اور تمام درخت قلم ہوں اور تمام جن و انس و ملائکہ لکھیں تو ایک رکعت کا ثواب بھی نہ لکھ سکینگے اور اگر جماعت کا امام عالم ہو تو اُسکا حساب ہے اور بھی بڑھ جائیگا اور امام سید بھی ہو اور تقوی و پرہیزگاری میں اچھی یا زیادہ ہو تو ثواب اور بڑھ جائیگا پھر اگر ماموم بھی صاحب فضلیت ہوں تو ثواب اور بھی بڑھ جائیگا، اور اگر مسجد میں جماعت ہو تو بحساب ثواب مسجد ثواب جماعت اور مضاعف

ہوتا جائیگا اور چونکہ تضاعف کا کلمہ وارد ہی اور تضعیف عدد کے طریقے مختلف ہیں اسلیئے بعض طریقوں کے حساب سے حد شمار سے زیادتی بڑھ جاتی ہے،

تنبیہ ضروری، شریعت کیطرف سے نماز جماعت کی اسقدر تاکید اور اہتمام جبکا ذکر ہوا قابل توجہ ہے اور ایمان کا مقتضا یہ ہی کہ بغیر عذر ہرگز جماعت ترک نہ کی جاے اور نہایت افسوسناک حالت اُن لوگوں کی ہی جو بالاستمرار جماعت کو ترک کرتے ہیں گویا انھوں نے ان بیانات و تاکیدات کو بالکل بے حقیقت سمجھ لیا ہی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ ارشاد فرمانے والوں کی قدر و عظمت بھی اُنکے دلوں میں برائے نام ہے

جماعت کے عقلی فوائد آپس میں ملاقات کا زیادہ موقع ملتا ہی اُنس و محبت و اتحاد میں استحکام ہوتا ہی ہمدردی بڑھتی ہے ایک کو دوسرے کی حالت پر اطلاع کا اعلیٰ ذریعہ ہی ایمانی و اسلامی حقوق کے ادا کرنے کا عمدہ طریقہ ہے باہمی نفرت و عداوت دور کرنے کا اچھا راستہ ہی مختلف الخیال و مختلف الحالات آدمیوں کی صف بصف بے امتیاز شرکت سے اسلام کی شان بڑھتی ہے مخالفین اسلام پر رعب قائم ہوتا ہے متکبرین کا تکبر زائل ہوتا ہے، اخلاق کی درستی ہوتی ہی،

جماعت کے متعلق چند ضروری مطالب

مطلب اوّل سنتی نمازوں میں جماعت نہیں ہی فقط نماز استسقا مستثنے ہی البتہ اگر نماز اصل میں واجب ہو اور استحباب عارض ہوگیا ہو تو جماعت جائز ہے مثلاً نماز یومیہ دوبارہ پڑھی جائے یا کسی میت کی واجبی نماز تبرعاً ادا کی جائے یا نماز عیدین جب شرائط وجوب موجود نہوں ادا کیجائے لیکن سنتی نماز اگر نذر کر لینے سے واجب ہوجائے

تب بھی احوط یہ ہے کہ جماعت سے نہ پڑھی جائے،

مطلب دوم جن نمازوں میں جماعت واجب اور شرط صحت ہے ان نماز جمعہ ہی خواہ جمعہ واجب عینی ہو یا واجب تخییری دوسرے نماز عید فطر و نماز اضحی ہی اگر شرائط وجوب موجود ہوں ان مقامات پر امام کو امامت کی نیت کرنا لازم ہی ورنہ نماز باطل ہی دیگر نمازوں میں نیت امامت لازم نہیں لیکن ثواب جماعت بغیر اسکے نہ ملیگا مگر اقتدا کرنے والوں کی نماز صحیح ہوگی اور ثواب جماعت بھی انھیں ملیگا، اور انھیں اقتدا کی نیت بہر حال لازم ہی جماعت کبھی نذر یا عہد سے بھی واجب ہوتی ہی

مطلب سوم امام اور ماموم کی نماز میں اتحاد نوعیت شرط نہیں لہذا جائز ہی کہ امام نماز پنجگانہ میں سے کوئی ایک نماز پڑھے اور ماموم دوسری پڑھے مثلا امام کی نماز ظہر کیساتھ ماموم نماز عصر یا مغرب یا عشا پڑھے یا امام کی نماز عصر کیساتھ ماموم نماز ظہر یا صبح پڑھے اسی طرح جہری نماز کیساتھ اخفاتی یا ادا کیساتھ قضا یا نماز قصر کیساتھ پوری نماز یا اُسکا عکس سب جائز ہی اور یہ بھی جائز ہی کہ امام کی نماز ابتدائی ہو اور ماموم کی نماز اعادہ ہو اور اسکا عکس بھی جائز ہے اسی طرح نماز یومیہ نماز طواف کیساتھ اور اُسکا عکس بھی جائز ہے مگر یہ جائز نہیں کہ امام کی نماز یومیہ یا طواف ہو اور ماموم نماز آیات یا نماز عید یا نماز میت پڑھے اور اسی طرح عکس بھی جائز نہیں اور اسی طرح نماز عید نماز آیات کے ساتھ اور اُسکا عکس بھی جائز نہیں،

مطلب چہارم ماموم پر لازم ہی کہ جسکی اقتدا کرے اُسے معین کرلے اور تعیین

میں اختیار ہے خواہ نام سے تعین کرے یا اشارہ سے یا وصف سے پس اگر دو امام قریب قریب نماز پڑھاتے ہوں اور ماموم نیت کرے کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی اقتدا کرتا ہوں تو نماز جماعت صحیح نہو گی اور اگر امام کو زید سمجھ کر خاص اُسی کی نیت سے اقتدا کی پھر معلوم ہوا کہ وہ عمرو تھا تو نماز باطل ہے اور اگر یہ نیت کی تھی کہ امام موجود جو کوئی بھی ہو میں اُسکی اقتدا کرتا ہوں اگرچہ خیال یہ تھا کہ یہ زید ہے اور اُسکے خلاف ظاہر ہوا تو نماز صحیح ہوگی،

مسئلہ ماموم کو ماموم کی اقتدا جائز نہیں **مسئلہ** اگر ضرورت ہو تو ماموم کو جماعت سے الگ ہو جانا اور انفراد کی نیت کر لینا ہر وقت جائز ہے مگر جسنے منفرداً نماز شروع کر لی ہو وہ اثنائے نماز میں اقتدا کی نیت نہیں کر سکتا اور اسی طرح جو اقتدا کے بعد منفرد ہو جائے وہ بھی دوبارہ اقتدا کی نیت نہیں کر سکتا،

امام جماعت کا بیان

لازم ہے کہ امام بالغ و عاقل و مومن ہو عادل ہو ولد الزنا نہو اور اگر ماموین قیام سے نماز پڑھتے ہوں تو یہ بھی شرط ہے کہ امام قیام سے معذور نہو اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوں تو امام بیٹھنے سے معذور نہو اور اگر ماموم مرد ہوں تو امام عورت اور خنثیٰ نہو اسی طرح اخرس یعنی گونگا امام غیر اخرس کا امام نہیں ہو سکتا اور جسکی قرات درست نہو صحیح القراءۃ کا امام نہیں ہو سکتا عورت عورت کی امامت کر سکتی ہے، اور چونکہ امام میں عدالت شرط ہے لہذا

جسکی عدالت ثابت ہوگی اُسکے پیچھے نماز صحیح ہوگی،

عادل وہ شخص ہو جسے گناہان کبیرہ سے بچنے اور خلاف مروت باتوں سے جنکا عامل دین سے بے پروا سمجھا جاتا ہو، اجتناب کرنے اور گناہ صغیرہ پر اصرار نہ کرنے کا ملکہ حاصل ہو جائے،

اور جسکا حال بالتحقیق نہ معلوم ہو مگر ظاہر اُسکا اچھا ہو اور متقی و پرہیزگار معلوم ہوتا ہو پس اگر اُسکے ظاہر حال سے گمان ہو جائے کہ وہ عدالت (بمعنی مذکور) کے ساتھ متصف ہو تو اُسکی اقتدا جائز ہوگی اور اگر دو عادل کسی کے عادل ہونے کی گواہی دیدیں تو ثبوت عدالت کے لیے کافی ہو اگر کوئی اور امر مانع نہ ہو، اسی طرح جماعت مومنین کی گواہی کافی ہو بشرطیکہ اُنکے کہنے سے اطمینان بھی حاصل ہو جائے اور اگر دو عادلوں کو اُسکا اقتدا کرتے ہوئے دیکھے یا ایک جماعت اہل فہم اور صاحب بصیرت کو جو قابل وثوق ہوں اقتدا کرتے ہوئے دیکھے تو بھی کافی ہو،

واضح ہو کہ زنا و لواطہ اور سود خواری اور مال یتیم بظلم کھانا اور جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹ بولنا جادو کرنا عقوق والدین قطع رحم قمار بازی شراب خواری نماز نہ پڑھنا زکوۃ نہ دینا جھوٹی قسم کھانا حقوق مومنین کا حبس کرنا رحمت خدا سے مایوسی اُسکی عقوبت سے بے پروائی قتل نفس معونت ظالمین یہ سب امور گناہان کبیرہ میں داخل ہیں،

مسئلہ جو شخص اپنی ذات کو غیر عادل جانتا ہو اور باقی مومنین اُسے عادل جانتے

ہوں پیشنمازی کرسکتا ہی، مگر احوط اجتناب ہی،

اگر چند پیشنماز جمع ہوں اور ہر ایک کا خیال ہو کہ وہی امامت کرے پس اگر بغرض نمود اور بخواہش عز و جاہ یا اور کسی دنیاوی غرض کے لیے نزاع کریں تو سب سے اجتناب چاہیے اور اگر بغرض تحصیل ثواب ہے، تو جسے بپابندی شرع سب ماموم بلکہ مقدم سمجھیں وہ مقدم ہوگا اور اگر ان میں اختلاف ہو تو جسکی قراءت سب سے بہتر ہو وہ مقدم ہوگا اور اگر اس میں سب مساوی ہوں تو جو فقیہ زیادہ ہو وہ مقدم ہوگا پہر درصورت تساوی جسکا سن اسلام میں زیادہ ہوا ہو وہ مقدم ہوگا پہر اگر اس میں بھی مساوی ہوں تو دیگر مرجحات شرعیہ پر بنا کی جائیگی اور آخر میں بنا قرعہ پر کیجائیگی اور مجتہد غیر مجتہد سے مقدم ہوگا اور امام راتب یعنی جو کسی مسجد میں التزاماً نماز پڑہانے کا عادی ہی غیر راتب پر مقدم ہوگا لیکن اگر غیر راتب اُس سے افضل ہی تو اولیٰ یہ ہی کہ راتب خود اُسکو مقدم کرے اور ہاشمی غیر ہاشمی سے اولیٰ ہی،

مسئلہ جائز ہے کہ مجتہد کسی عادل غیر مجتہد کی اقتدا کرے اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کی اقتدا کرے یا ایک مجتہد کا مقلد دوسرے مجتہد کے مقلد کی اقتدا کرے،

مسئلہ صاحب برص و جذام اور جسکا کسی عذر کے سبب سے ختنہ نہوا ہو اور جسنے شرعی حد کے بعد توبہ کرلی ہو اور جسے ماموم ناپسند کرتے ہوں اُن سب کو پیشنماز بننا مکروہ ہی اور حجام اور جولاہہ کو اپنے مثل کے سوا اور وں کا امام بننا

کی امامت کرے،

مسئلہ، جماعت میں شریک ہونے کا ہر وقت اختیار رہے اور اگر رکوع میں بھی شرکت ہو جائے اگرچہ ذکر رکوع ختم ہو چکا ہو تو بھی پوری رکعت محسوب ہو جائیگی لیکن اگر کوئی شخص اُسوقت شریک ہو کہ امام نے رکوع سے سر اُٹھایا ہو مگر حد رکوع سے خارج نہ ہوا ہو تو احوط یہ ہے کہ اسکو شرکت نہ سمجھے اور اگر کوئی شخص بارادۂ شرکت رکوع نیت کرکے تکبیر کہے اور رکوع نہ کرنے پایا ہو کہ امام رکوع سے بالکل سر اُٹھالے تو اُسکو لازم ہے کہ نیت انفراد کرلے،

مسئلہ اگر بعد نماز کے معلوم ہوا کہ امام فاسق تھا یا بے طہارت تو ماموم کی نماز صحیح رہیگی،

مسئلہ اگر کسی نے تنہا نماز پڑھی ہو اور پھر جماعت کا موقع مل جائے تو اعادہ نماز مستحب ہے خواہ امام بنکر اعادہ کرے یا ماموم بنکر اور جو ماموم یا امام ہو کر جماعت میں پڑھ چکا اُسکا بھی یہی حکم ہے خواہ دوسری جگہ جاکر ماموم بنے یا امام مگر احوط یہ ہے کہ ماموم جدید ہوں،

جماعت کی شرطیں پہلی شرط یہ ہے کہ امام کی جگہ ماموم سے زیادہ اونچی نہو ہاں اگر بلندی ایک بالشت سے کم ہو یا زمین میں ڈھال ہو اور امام اونچی طرف کھڑا ہو تو جماعت صحیح ہو جائیگی اور ماموم جتنا بھی بلند ہو جائز ہے دوسرے یہ کہ امام سے ماموم قریب ہو اور اگر کئی صفیں ہوں تو ہر صف دوسری صف سے قریب ہو اور احوط یہ ہے کہ ...

حبد سے زیادہ فاصلہ نہو اس طرح کہ سجدہ کے وقت پچھلے کے سجدہ کا مقام
اور اگلے کے قیام کا مقام قریب قریب رہے اور ایک قدم سے زیادہ فاصلہ
کسی طرح نہ ہونے پاوے تیسرے یہ کہ ماموم اور امام کے درمیان اور اسی طرح
صفوں کے درمیان کوئی حائل نہو کہ مشاہدہ کا مانع ہو اگر ایسا حائل نماز کے
کسی حال میں واقع ہو جائیگا تو نماز باطل ہو جائیگی البتہ اگر امام مرد اور ماموم عورت
ہو تو باوجود حائل کے نماز صحیح ہوگی بشرطیکہ متابعت میں خلل نہ پڑے چوتھے یہ
کہ ماموم کے کھڑے ہونے کی جگہ امام سے آگے بڑھی ہوئی نہو بلکہ برابر بھی نہو،

مسئلہ اگر دو ماموم برابر ہوں اور ان میں باہم حائل ہو مگر انکے اور امام کے
درمیان میں حائل نہو تو نماز صحیح ہو جائیگی،

مسئلہ تاریکی یا غبار کا حائل ہونا مضر نہو گا شیشہ یا کپڑا حائل سمجھا جائیگا
مشبک جس سے گزر اجتناب چاہیئے،

جماعت کے مسائل اول یہ کہ ماموین کو امام سے اتصال ضروری ہے پس
چاہیے کہ امام کے عقب کا شخص اول نیت کرے پھر اسکے برابر والے اور یہی
طرح اسکی پشت والے اور اسی طرح سلسلہ رہے پس اگر دور کے ماموم قریب کے
ماموم سے پہلے نیت کریں یا پچھلی صف کے ماموم اگلی صف سے اور اپنے
سامنے کے ماموین سے پہلے نیت کریں تو جماعت صحیح نہو گی ایک شخص کا فاصلہ
مضر نہیں اور جو لوگ آمادۂ نیت ہیں وہ بمنزلۂ نیت کر لینے والوں کے محسوب
ہیں اگر دو نابالغ پہلی صف میں [illegible] جنکی نماز قطعاً باطل

ہے تو جبا امام کی طرف اُنکے پہلو میں ہیں انکی نماز صحیح ہوگی اور جو دوسری پہلو میں ہیں اُنکی نماز صحیح نہوگی اسی طرح اگر دو شخص اپنی نماز کو تمام کر دیں اور امامۂ نیت نہوں یا ابتدا ہی سے معطل کھڑے ہوں تو دوسری طرف والوں کی اقتدا صحیح نہوگی،

دوسرے ماموم پر امام کا اتباع تمام افعال نماز میں لازم ہے کسی فعل کا امام سے پہلے بجالانا جائز نہیں خواہ سجدہ ہو یا رکوع یا تشہد یا قیام اور اگر عمداً ایسا کرے جس سے جماعت کی حیثیت میں خلل واقع ہو تو نماز صحیح نہوگی البتہ اگر سہواً یا اُس خیال سے کہ امام جا چکا ہے امام سے پہلے رکوع یا سجدے میں چلا جائے اور اسی طرح اگر سہواً یا اس خیال سے کہ امام نے سر اُٹھالیا ہے امام سے پہلے سر اٹھالے تو واجب ہے کہ پھر پلٹ جائے اور متابعت کرتا رہے اور رکن کی زیادتی جماعت میں معاف ہی صحت نماز کے لئے مضر نہیں اور اگر انتظار کرے یہانتک کہ امام بھی پہونچ جائے تو بھی نماز صحیح ہے لیکن معصیت کا اندیشہ ہی اور احوط اعادۂ نماز ہے یہ حکم تو افعال کا تھا لیکن اقوال واذکار کا امام کے بجالانے کے بعد بجالانا لازم نہیں ہی مگر تکبیرۃ الاحرام ضرور امام کی تکبیر کے بعد بجالانا چاہیئے یہ بھی ضرور نہیں کہ دونوں کا ذکر مقدار میں برابر ہو بلکہ امام سے کم یا زیادہ ذکر کرسکتا ہے اور اذکار مستحبہ میں یہ بھی جائز ہے کہ امام ایک ذکر کرے اور ماموم دوسرا ذکر بجالائے مثلاً قنوت میں امام کی دعا اور ہو اور ماموم کی اور، یا امام نے ذکر نہیں کیا تو ماموم کو اسکا ترک لازم نہیں یہ بھی صحیح ہی

که امام تسبیح کبیر رکوع میں کہے اور ماموم تین مرتبہ تسبیح صغیر پڑھے یا تشہد رکوع وسجود میں امام سے زیادہ ذکر دعا بجالائے،

تنبیہ امام کے بجالانے سے نماز کا کوئی فعل یا ذکر ماموم سے ساقط نہیں ہوتا البتہ پہلی دو رکعتوں میں ماموم سے حمد وسورہ کا پڑھنا ساقط ہے پس اگر نماز جہری ہے تو واجب ہے کہ امام کی قرارت سنتا رہے اور اگر بالکل آواز نہ آئے تو قرارت حمد وسورہ بقصد قربت جائز ہے اور اگر اخفاتی ہے تو ذکر خدا بجالائے،

مسئلہ جو شخص دوسری رکعت میں شریک ہو حمد وسورہ نہ پڑھے مگر امام کی تیسری رکعت میں جو ماموم کی .... دوسری ہوگی حمد وسورہ مع قنوت آہستہ بجالائے اور گنجائش نہ ہو تو قنوت کو بلکہ سورہ کو بھی ترک کردے اور رکوع وسجود کے بعد تشہد پڑھے پھر امام کی چوتھی رکعت میں شریک رہ کر ایک رکعت علیحدہ پڑھے اور امام کی دوسری اور چوتھی رکعت کے تشہد میں امام کی تبعیت میں خود بھی تشہد پڑھ سکتا ہے بلکہ سلام بھی پڑھ سکتا ہے بلکہ متابعت امام مستحب ہے اور اس حالت میں تجافی بھی مستحب ہے یعنی ہاتھوں کا جسم سے ہٹا کر زمین پر رکھنا اور اور اگر تیسری رکعت میں شریک ہو یا چوتھی میں تو احوط یہ ہے کہ رکوع میں شریک ہو اور اگر رکوع سے پہلے شریک ہو تو ایسے وقت شریک ہو کہ پورا حمد وسورہ ورنہ فقط حمد پڑھ سکے اگر پہلی دوسری میں شریک ہو اور خیال

ہوا تو نماز صحیح ہوگی اور اسی طرح اگر آخیر کی رکعتوں میں شریک ہوا اور یہ خیال ہوا کہ یہ پہلی یا دوسری ہے لہذا حمد و سورہ ترک کیا پھر خلاف ظاہر ہوا تو بھی نماز صحیح ہے اور اگر کچھ نہ معلوم ہو کہ امام کس رکعت کو ادا کر رہا ہے چاہیے کہ حمد و سورہ بقصد قربت پڑھے پھر اسکے بعد اگر خلاف ثابت ہوگا تو کچھ ضرر نہیں،

مسئلہ اگر ماموم کے نزدیک امام کی نماز قطعاً باطل ہو تو اقتدا ناجائز ہے اور اگر اثنا میں امام کی نماز کا بطلان یقینی ہو جائے تو وہیں سے جدا ہو جانا اور انفراد کی نیت کر لینا لازم ہے اگرچہ امام کے نزدیک وہ نماز صحیح ہو لیکن اگر بعد نماز کے یقین ہو کہ امام کی نماز باطل تھی تو ماموم کی نماز صحیح رہیگی بشرطیکہ متابعت امام میں کوئی رکن اضافہ نہ ہو گیا ہو،

اگر امام کو بعد ختم نماز اپنی نماز کے بطلان کا یقین ہو جائے تو ماموین کو آگاہ کرنا واجب نہیں اور اگر اثنائے نماز میں علم ہو جائے مثلاً یاد آجائے کہ نماز بے وضو کے پڑھ رہا ہوں تو ماموین کو آگاہ کر دینا واجب ہے،

مستحبات پہلی صف میں ان لوگوں کا ہونا مستحب ہے جو اہل علم و فضل و صاحب تقوی و پرہیزگاری ہوں اور پہلی صف کے داہنے حصہ میں ان لوگوں کا ہونا سنت ہے جو اُن میں زیادہ مرتبہ رکھتے ہوں جہاں تک ممکن ہو امام سے قریب ہونا اور ہر صف کی داہنی طرف ہونا افضل ہے اور سنت ہے صفوں کا سیدھا رکھنا اور قریب قریب رکھنا اور جب تک وہ ماموین جو پہلی رکعت کے بعد شریک ہوئے ہیں نماز سے فارغ نہ ہو جائیں امام کا بصورت نماز گزار بیٹھا رہنا اور یہ بھی سنت ہے کہ امام نماز کو طول نہ دے اور ماموین میں جو ضعیف ہوں انکا لحاظ رکھے

طول دینے کی ہو تو مضائقہ نہیں نیز سنت ہی کہ جب امام سورۂ حمد ختم کرے تو ماموم الحمدللہ کہے اور جب امام کو محسوس ہو کہ کوئی شخص رکوع میں شریک ہونا چاہتا ہی تو سنت ہے کہ امام انتظار کرے اور رکوع کو طول دے،

مکروہات صف اول میں لڑکوں کو جگہ دینا مکروہ ہو اگرچہ وہ ممیز ہوں اسی طرح یہ کہ ماموم اپنی آواز امام تک پہونچائے مکروہ ہی اور نیز ماموم کا اکیلا کھڑا ہونا باوجودیکہ صفوں میں جگہ ہو مکروہ ہی،

نماز قضا کا بیان

نماز یومیہ اگر اپنے وقت پر ترک ہو جائے خواہ عمداً یا سہواً خواہ بیماری و ضعف کی وجہ سے یا پورے وقت تک آرام کی نیند سو رہنے کی وجہ سے تو قضا یعنی وقت معین کے بعد بجالانا واجب ہے، جن لوگوں نے نماز تو پڑھی ہو مگر شرائط کو دیدہ و دانستہ بحالت امکان چھوڑ دیا ہو مثلاً کافر کے ہاتھ کے دہوئے ہوئے نجس کپڑے پہنکر یا نجس غذا کھانے کے بعد اعضا کی تطہیر نہ کی ہو اور نماز پڑھ لی ہو یا بقدر واجب قرأت سے ادا کرنا اور اسکا سیکھنا ممکن تھا اور بے پروائی کر کے اسی طرح نماز پڑھ لی ہو تو اُسکی بھی قضا لازم ہوگی، کافر سے مسلمان ہوکر زمان کفر کی نمازوں کی قضا ساقط ہی اور نابالغی اور جنون کے زمانہ کی قضا واجب نہیں اور جو شخص پورے وقت نماز تک بے ہوش رہے اُسپر بھی قضا نہیں اور عورتوں پر حیض و نفاس کے زمانہ کی بھی قضا نہیں لیکن اگر باشرائط نماز کے بقدر وقت باقی ہو کہ نابالغ بالغ ہو جائے اور مجنون کو افاقہ ہو جائے یا بیہوش ہوش میں آ جائے اور یہ نماز

بجانہ لائے تو قضا لازم ہوگی اور اسی طرح اگر اتنا وقت اول میں گذر گیا ہو جس میں
نماز باشرائط ہوسکتی تھی مگر پڑھی نہ تھی اور اسکے بعد جنون و بیہوشی وغیرہ لاحق ہوئی
تو بھی قضا لازم ہے مسلمان ہوجانے کے بعد مرتد پر زمان ارتداد کی نمازوں کی قضا
واجب ہے، خواہ وہ فطری ہوں یا مرتد ملی اور اگر کوئی مسلمان شیعہ ہوجائے اور اُسنے
اس سے قبل نمازیں ادا کی تھیں تو اسپر ان نمازوں کی قضا واجب نہیں البتہ اگر پڑھی
نہوں یا غلط اور اپنے مذہب کے خلاف پڑھی ہوں تو قضا واجب ہے، اگر نماز
سفر میں ترک ہوجائے تو قصر قضا کی جائیگی اور اگر حضر میں ترک ہوئی ہے تو تماماً قضا
کی جائیگی، قضا کے لیے کوئی وقت معین نہیں بلکہ دن میں رات میں یومیہ نماز سے
پہلے اور بعد ہر وقت پڑھ سکتے ہیں روزانہ جو نوافل سنت ہیں اُنکی قضا بھی سنت موکدہ
ہے بلکہ اگر قضا نہو سکے تو دو دو رکعت کے بدلے ایک ایک مُد صدقہ دینا سنت ہے اور جب یہ بھی نہو سکے
تو تمام دن کی سنت نمازوں کے بدلے ایک ایک مُد صدقہ دینا سنت ہے، نماز یومیہ کے سوا
اور واجب نمازیں اگر وقت پر ادا نہوں اُنکی بھی قضا واجب ہے، مگر عیدین کی نماز واجب
بھی ہو تو اُسکی قضا نہیں

مسئلہ زندہ شخص کی نماز کوئی دوسرا شخص نہیں پڑھ سکتا چاہے وہ شخص قادر
ہو یا مجبور **مسئلہ** نماز قضا بجماعت ہوسکتی ہے خواہ امام بھی قضا پڑھتا ہو یا ادا
مسئلہ بیمار یا معذور کے لئے احوط ہے کہ بحالت عذر قضا نہ پڑھیں ہاں اگر زوال عذر
کی امید نہو تو جس طرح ہو پڑھ لینا چاہیئے **مسئلہ** بچوں کو بھی قضا بجالانے کا عادی
کرنا سنت ہے **مسئلہ** جنکے ذمہ نماز قضا ہو انہیں سنت نماز بجالانے سے بہتر یہ ہے

کہ قضا بجالائیں لیکن اگر قضا کی طرف التفات نہ کریں ورسنت پر آمادہ ہوں تو اسمیں تامل

ہے،

قضا نمازوں کی ترتیب کا بیان نماز یومیہ کے سوا دیگر نمازوں کی قضا میں ترتیب نہیں ہے مگر نماز یومیہ کی قضا میں ترتیب واجب ہے جو پہلے ترک ہوئی ہے اُسکو پہلے قضا کرنا چاہیے اور جو بعد میں ترک ہوئی ہے اُسے بعد میں قضا کرنا چاہیے لیکن اگر ترتیب یاد نہو تو اس طرح پرہنا چاہیے کہ جمیع احتمالات پر ترتیب حاصل ہوجائے مثلاً اگر ایک نماز ترک ہو اور یاد نہو کہ کونسی نماز تھی تو تین نمازیں پڑہنی چاہییں ایک دو رکعتی ایک سہ رکعتی ایک چہار رکعتی جسمیں مافی الذمہ کی نیت کی جائے اور اسمیں جہر و اخفات کا اختیار ہوگا اور اگر یہ بھی یاد نہو کہ وہ نماز پوری تھی یا قصر تو دو رکعتی نمازیں بھی مافی الذمہ کی نیت کرنا چاہیے،

اگر ترتیب حاصل کرنے میں زحمت و مشقت زیادہ ہو تو ترتیب ساقط ہوجائیگی،

شکیات و سہویات کا بیان

شک اور سہو اور نسیان کے احکام بہت زیادہ ہیں لیکن یہاں فقط وہ احکام لکھے جاتے ہیں جنکی ضرورت زیادہ پیش آتی ہے،

شک کا بیان شک یا رکعات سے متعلق ہے یا افعال نماز سے پس اگر افعال سے متعلق ہے تو اسکی دو صورتیں ہیں یا ایسے وقت ہے کہ دوسرا فعل شروع کرچکا ہے یا ابھی شروع کرنے نہیں پایا پس اگر دوسرا فعل شروع نہیں کیا تو مشکوک فعل کا بجالانا واجب ہے مثلاً سجدے کے باب میں شک ہوا ایسے وقت کہ ابھی ... شروع نے

نہیں پایا یا رکوع یا قنوت سے قبل سورہ میں شک ہوا تو حمد کا پہلی صورت میں اور
سورہ کا دوسری صورت میں بجالانا واجب ہے، اور اگر دوسرا فعل شروع کر چکا ہی تو یہ شک
قابل التفات نہوگا اور اسی طرح حمد یا سورہ کی کسی آیت میں شک اُسکے بعد والی
آیت پڑھنے کی حالت میں معتبر نہوگا، پہلا اور دوسرا فعل عام ہی اس سے کہ واجب
ہو یا سنت ہو، دونوں حالتوں میں حکم ایک ہی البتہ اگر اُٹھنے کی حالت میں سجدہ میں
شک ہو تو کر لینا واجب ہے، اور اگر کسی فعل کے صحیح یا غلط ادا ہونے میں شک ہو تو اُسکا
کچھ اعتبار نہیں چاہیے دوسرا فعل شروع کر دیا ہو یا نہ کیا ہو لیکن صورت اخیرہ میں
تمام کرنے بعد اعادۂ نماز بھی احوط ہے جن صورتوں میں فعل کا بجالانا واجب ہے اگر
اگر بجالانے کے بعد یقین ہو جائے کہ فعل مشکوک ادا ہو گیا تھا اور یہ مکرر واقع ہوا
پس اگر یہ فعل رکن ہی تو نماز باطل ورنہ صحیح ہوگی اور دو سجدۂ سہو لازم ہونگے
اور جس صورت میں التفات نہ کرنے کا حکم بیان ہوا اگر التفات ترک کرکے نماز پڑھ
لی اور پھر یاد آیا کہ وہ فعل یقیناً رہگیا تھا تو اگر بجالانے کا موقع باقی ہے مثلاً
اسکے بعد رکن کی نوبت نہیں آئی تو اُسکو بجالائے اور اگر موقع گذر گیا اور وہ فعل
مشکوک رکن تھا تو نماز باطل ہی ورنہ صحیح ہوگی اور یہاں بھی سجدۂ سہو لازم ہوگا
اور اگر شک رکعات میں ہو تو اُسکی دو صورتیں ہیں ایک وہ جس سے نماز باطل
ہو جاتی ہے دوسرے وہ شک جسکے تدارک کی ضرورت ہے، جن شکوک کا اعتبار
نہیں اُن میں وہ شک ہی جو کثیر الشک کو ہو دوسرے امام کا شک جبکہ ماموم

کا شک، پانچویں نماز احتیاط میں شک، چھٹے ختم نماز کے بعد اگر شک ہو ساتویں وہ شک جو غور کرنے کے بعد زائل ہو جائے اور کسی ایک بات کا یقین یا گمان ہو جائے **واضح** ہو کہ کثیر الشک وہ شخص ہے جو ہر بات میں شک کرنے کا عادی ہو جو شخص برابر تین نمازوں میں شک کرے یا ایک نماز میں تین مرتبہ شک کرے وہ کثیر الشک کہا جائے گا اور اطلاق عرفی پر بنا کرنا بہتر ہے،

جن شکوک میں نماز باطل ہے کئی ہیں اول نماز صبح کی رکعتوں کا شک دوسرے نماز مغرب کی رکعتوں کا شک تیسرے نماز قصر کی رکعتوں میں شک چوتھے چہار رکعتی نماز کی رکعتوں کا شک جن میں پہلی رکعت شامل ہو مثلاً پہلی دوسری میں یا پہلی اور تیسری میں شک یا پہلی اور چوتھی میں شک پانچویں چار رکعتی نماز میں رکعتوں کا شک جن میں دوسری رکعت شامل ہو اور یہ شک اکمال سجدتین سے پہلے ہو، چھٹے دو اور پانچ میں شک اگرچہ سجدوں کے بعد بھی ہو ساتویں رکعتوں کا وہ شک جسمیں بالکل نہ معلوم ہو کہ کونسی رکعت ہے ان صورتوں میں اگر تامل کے بعد شک رفع ہو جائے اور کسی بات کا یقین یا گمان حاصل ہو جائے اُسپر عمل واجب ہوگا ورنہ نماز باطل ہو جائے گی،

جن شکوک میں تدارک ہے وہ بھی کئی ہیں اول دو اور تین میں شک بعد نماز **صحیح رہتی ہے** اکمال سجدتین کے بعد اسکا حکم یہ ہے کہ اس رکعت کو تیسری رکعت قرار دیکر نماز تمام کرے اور نماز کے بعد نماز احتیاط بجا لائے خواہ ایک رکعت کھڑے ہو کر یا دو رکعتیں بیٹھکر دوسرے تین اور چار میں شک یعنی

جو رکعت پڑھ رہا ہوں یہ تیسری ہو یا چوتھی اس صورت میں حکم یہ ہی کہ چاہے
قبل سجدتین شک ہو یا بعد سجدتین اُس رکعت کو چوتھی رکعت قرار دے اور نماز تمام
کرے بعد اسکے دو رکعت بیٹھکر یا ایک رکعت کھڑے ہو کر نماز احتیاط بجالائے تیسرے
دو اور تین اور چار میں اکمال سجدتین کے بعد شک ہو اسکا حکم یہ ہے کہ اس رکعت
کو چوتھی رکعت قرار دے کر نماز تمام کرے اور بعد نماز دو رکعت ایستادہ اور دو رکعت نشستہ
نماز احتیاط بجالائے چوتھے دو اور چار میں شک بعد اکمال سجدتین اور حکم اسکا یہ ہے
کہ اس رکعت کو چوتھی رکعت قرار دیکر نماز تمام کرے اور کھڑے ہو کر دو رکعت نماز احتیاط
بجالائے پانچویں چوتھی اور پانچویں میں شک ہو اور اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ رکوع
سے قبل شک ہو اور اسکا حکم یہ ہے کہ بیٹھ جائے اور نماز کو تمام کرے اور تیسری چوتھی
کے شک کیطرح ایک رکعت ایستادہ یا دو رکعت نشستہ نماز احتیاط پڑھے اور احتیاطاً
دو سجدۂ سہو بھی کرے اور نماز کا بھی اعادہ کرے، دوسرے یہ کہ سجدتین کے بعد
شک ہو پس نماز ختم کرکے سجدۂ سہو وجوباً بجالائے،

نماز احتیاط کا بیان

نماز احتیاط کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کرکے تکبیرۃ الاحرام کے بعد سورۂ حمد پڑھے
اور رکوع و سجود و تشہد و سلام بجالائے اور اگر دو رکعتی نماز احتیاط ہو تو پہلی رکعت
کے بعد دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کیطرح حمد کے ساتھ پڑھ کر تشہد و سلام بجالائے
اس نماز میں دوسرا سورہ اور قنوت اور اذان و اقامت کچھ نہیں ہے البتہ جو شرائط نماز کے
ہیں وہ سب یہاں بھی معتبر ہیں البتہ اس نماز میں جہر نہیں اگرچہ جہری نماز کی

احتیاط ہو بجائے حمد کے اس نماز میں تسبیحات کافی نہیں اور اصلی نماز اور نماز احتیاط کے درمیان ان چیزوں کا بجالانا جو نماز کے منافی ہیں جائز نہیں اور اگر عمداً منافیات واقع ہوں تو نماز احتیاط اسیطرح پڑھ لینا احوط ہے لیکن اصل نماز کا اعادہ لازم ہے، اس نماز کو اصل نماز کے بعد فوراً بجالانا چاہیئے اگر نماز احتیاط سے پہلے یقین ہوجائے کہ اصل نماز کامل و درست تھی اور نماز احتیاط کی ضرورت نہ تھی تو نماز احتیاط کا بجالانا واجب نہیں ہے،

سہو کا بیان

سہو کی ایک قسم وہ ہے جس سے نماز باطل ہوجاتی ہے دوسری قسم وہ ہے جس سے نماز باطل نہیں ہوتی، لیکن فراموش شدہ فعل کا یاد آتے ہی نماز میں بجالانا لازم ہوجاتا ہے، تیسری قسم وہ ہے جس کے سبب سے فقط سجدہ سہو کی ضرورت ہوتی ہے اور فراموش شدہ فعل معاف ہوجاتا ہے، چوتھی قسم وہ ہے جسکے سبب سے سجدہ بھی لازم ہوتا ہے اور بھولے ہوئے فعل کا بعد نماز بجالانا بھی واجب ہوتا ہے پہلی قسم نیت یا تکبیرۃ الاحرام کا فراموش کرنا اگرچہ حمد پڑھتے میں یاد آجائے، کسی رکن کا فراموش کرنا اور دوسرے رکن میں داخل ہونے کے بعد یاد آنا دوسری قسم وہ مقامات ہیں جہاں مصلی کسی فعل واجب رکن یا غیر رکن کو بھولجائے اور رکن میں داخل ہونے سے پہلے یاد آجائے، مثلاً حمد کو بھول گیا اور سورہ پڑھتے میں یا پڑھنے کے بعد یاد آیا تو حمد کا بجالانا اور سورہ کا دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا یا رکوع بھول گیا اور سجدے میں جانے سے پہلے یاد آگیا تو رکوع کرنا لازم ہوگا اور یہی حکم سجدے کا ہے کہ اگر قبل رکوع یاد آجائے یا تشہد بھول

جائے اور رکوع سے پہلے یاد آجائے، تیسری قسم کسی واجب غیر رکن کا فراموش کرنا جو بعد والے رکن میں داخل ہونے کے بعد یاد آئے یا ایسے وقت یاد آئے کہ اگرچہ رکن میں داخل تو نہیں ہوا لیکن اگر اس واجب کو بجالاتا ہے تو رکن بڑھ جاتا ہے مثلاً حمد یا سورہ بھول گیا اور رکوع میں جانیکے بعد یاد آیا یا ذکر رکوع بھول گیا اور کھڑے ہونے کے بعد یاد آیا پس فراموش شدہ فعل معاف ہے اور بعد نماز کے دو سجدہ بجالانا لازم ہے، چوتھی قسم ایک سجدہ کا یا تشہد کا فراموش کرنا یا فقط صلوات کا فراموش کرنا ہے کہ اگر رکوع میں یاد آئے یا ختم نماز کے بعد یاد آئے تو بعد نماز اول فراموش شدہ فعل کو بجالائے یہ نیت کرکے کہ میں فلاں فعل فراموش شدہ کو قربۃً الی اللہ بجالاتا ہوں پھر اسکے بعد دو سجدہ سہو کرے لیکن اگر آخری تشہد فراموش ہوا ہے اور بعد نماز کے یاد آیا ہے تو تشہد بجالائے اور سلام بھی بجالائے اور دو سجدہ سہو زیادتی سلام کے سبب سے ادا کرے، علاوہ اسکے چند مقام اور ہیں جہاں سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اول سہواً بےمحل سلام کے سبب سے دوسرے سہواً بےمحل کھڑے ہو جانے سے یعنی قیام بیجا کے سبب سے تیسرے سہواً بےمحل بیٹھ جانے سے چوتھے قرآن و دعا کے علاوہ سہواً کلام کرنے سے پانچویں ہر زیادتی یا کمی کے سبب سے،

مسئلہ سجدہ سہو کا متصل بنماز بجالانا واجب ہے، اگر عمداً تاخیر کرے تو گناہگار ہوگا اور اگر سجدہ سہو کا بجالانا بھول گیا تو جب یاد آئے فوراً بجالانا چاہیے **مسئلہ** اگر کئی امر موجب سہو واقع ہوے ہوں تو ہو سکتا ہے کہ اخیر والے کے لئے سجدہ اول کرے اور اول کے لئے آخر میں کرے لیکن اگر کئی فعل ایسے فراموش ہوے

ہوں جن کا بعد نماز بجالانا واجب ہے، تو اون میں ترتیب لازم ہے جو پہلے ترک ہوا ہے اُسے

پہلے بجالائے اور جو بعد ترک ہوا ہے اُسے بعد بجالائے،

سجدۂ سہو کا طریقہ تکبیر کہکر سجدہ میں جلائے اور کہے باسم اللّٰہ وباللّٰہ اللّٰھم صل

علی محمد وآل محمد پھر بیٹھکر تشہد وسلام بجالائے اور تشہد خفیف احوط ہے اور اُسکی صورت

یہ ہے اشھدان لاالہ الا اللّٰہ واشھدان محمدًا رسول اللّٰہ اللّٰھم صل محمد وآل محمد اور احوط ہے

کہ جتنی چیزیں نماز کے سجدہ میں قابل لحاظ ہیں یہاں اُن سب کا لحاظ کرے، اور تکبیر بھی احوط

ہے اگرچہ واجب نہیں،

سنّت نمازوںکا بیان

نوافل یومیہ کے علاوہ بیشمار نمازیں سنت ہیں اور ان کی کئی قسمیں ہیں ایک قسم

وہ ہی جن کے اوقات معیّن ہیں مثل نوافل رجب و شعبان و رمضان اور نماز نوروز

و غدیر و مباہلہ وغیرہ کے، ایک قسم وہ ہی جن کے اسباب معین ہیں مثل نماز شکر و تحیہ

مسجد و نماز زیارت کے، ایک قسم وہ ہے جو بغیر کسی سبب خاص کے مستحب ہیں مثل نماز

رسالت مآب و نماز فاطمہ و علی و نماز جعفر کے ایک قسم وہ ہی جو خاص ضرورتوں کیلئے

ہیں مثل نماز حاجت و نماز ادای دین و نماز طلب زرق و نماز استسقاء وغیرہ کے

ایک قسم وہ ہی جسکے لیے نہ کوئی سبب ہے نہ کوئی وقت نہ کوئی ضرورت بلکہ اسلیے

پڑہی جائیں کہ نماز پڑہنا عمدہ عبادت ہے ان نمازوں کو نوافل مبتدءہ بھی کہتے ہیں،

سنتی نمازوں کے ادا کرنے میں خاص خاص ثواب وارد ہیں اور ہر ایک کی فضیلت

میں تفصیل ہی جسکا بیان کتب اعمال میں قابل ملاحظہ ہے،

سنّت نمازوں کے خاص احکام

سنت نماز بغیر سورہ کے بھی صحیح ہوگی اور کوئی سورے بھی اسمیں پڑھ سکتے ہیں بشرطیکہ اسکی ترکیب شرع میں خاص طور پر ہو بیٹھکر بھی پڑھ سکتے ہیں ایک سورے سے دوسرے سورے کی طرف عدول بھی کرسکتے ہیں سورہ کا ایک حصہ بھی پڑھ سکتے ہیں سواری پر پڑھ سکتے ہیں راہ چلنے میں پڑھ سکتے ہیں، نماز کو قطع کرنا نا جائز نہیں ہی، اگر ماں باپ منع کریں اور غلام کو آقا منع کردے تو نماز سنتی باطل ہوگی سورہ ہای عزائم کا پڑھنا بھی جائز ہی اور جب آیہ سجدہ کی تلاوت کرے سجدہ کرلینا لازم ہی سنتی نمازوں کیلئے در صورت شک سہو نہ نماز احتیاط نہ فراموش شدہ اذکار کی قضا نہ سجدۂ سہو اور نہ رکعتوں کے شک سے نماز کا بطلان ہوتا ہی اور اختیار ہی چاہیے اقل پر بنا کرے یا اکثر پر تمام سنتی نمازیں دو رکعت کرکے پڑھی جاتی ہیں کمی زیادتی رکعتوں کی جائز نہیں، نماز وتر و نماز اعرابی مستثنیٰ ہی نماز استسقا کے سوا کسی سنتی نماز میں جماعت جائز نہیں، سنتی نمازیں بغیر عذر بھی بیٹھکر پڑھ سکتے ہیں مگر سنت ہی کہ جلوس کی دو رکعتوں کو ایک رکعت ایستادہ کی جگہ شمار کرے، یہ بھی جائز ہے کہ ایک رکعت میں قیام کرے اور دوسری میں جلوس،

خاتمہ شرائط قبول میں

ابتک جو بیان کی گئیں وہ وجوب یا صحت نماز کی شرطیں تھیں جنکی پابندی سے برأت ذمہ حاصل ہو جائے گی لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو نماز صحیح ہو جائے وہ درجہ قبول تک بھی پہونچ جائے، عمل کے صحیح ہونے کا اثر اسیقدر ہے

کہ ترک عمل کا عقاب ہو گا اعادہ یا قضا کی ضرورت نہ رہے گی لیکن قبول سے
مراد یہ ہے کہ حکم دینے والا اس عمل کو منظور اور پسند کرے اور راضی و خوشنود ہو جائے
مثال اُسکی یہ ہے کہ آقا اپنے غلام کو کچھ لکھنے کا حکم دے پس اگر اس غلام نے تمام
ضروری باتوں کا لحاظ کر کے نوشتہ حاضر خدمت کر دیا تو اسکا ذمہ بری ہو جائیگا
اور وہ فرمانبردار سمجھا جائیگا لیکن وہ اس بات کا مستحق نہ ہو گا کہ خوشنودی مزاج
کا پروانہ بھی اُسے دیدیا جائے **البتہ** اگر نفیس کاغذ پر خوشخطی کے ساتھ عمدہ
سیاہی سے لکھکر نہایت ادب اور تہذیب سے بخضوع و فروتنی اُسے پیش کرے گا
تو البتہ پروانہ خوشنودی کا بھی مستحق ہو جائیگا **مرتبہ** قبول نہایت عظیم الشان
مرتبہ ہے اور اسکے شرائط بھی خاص ہیں ہر مومن کو چاہیے کہ ہر عمل اور ہر عبادت
میں علی الخصوص نماز میں جو عمدہ عبادات سے ہے ان امور میں کامل اہتمام کرے جو
قبول عمل کا ذریعہ ہیں اور ان امور سے اجتناب کرے جو قبول کے موانع ہیں ،
قبول عمل کا قوی مانع اکل حرام ہے اسیطرح شرب مسکرات اور کذب اور عقوق والد
اور نشوز زوجہ اور اباق غلام اور غیبت و حسد و تکبر اور حقوق واجبہ کا حبس کرنا ،
زکوۃ و خمس نہ دینا بلکہ تمام وہ چیزیں جو پرہیزگاری کے خلاف ہیں سب موانع
قبول ہیں **اور عمل** کے قبول ہونیکا عمدہ ذریعہ خشوع و خضوع اور اخلاص اور
اقبال قلب ہے جسکے لیے چند امر ضروری ہیں حضور قلب معبود کی عظمت کا تذکر حیا
شرم خوف و رجا فہم معانی ہیبت الٰہیہ اور اقبال قلب کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ دل
دنیاوی افکار سے پاک و صاف ہو اور اپنے تئیں بارگاہ خداوندی میں حاضر

سمجھے اور اعلیٰ درجہ ہمارے تصور سے بھی بالاتر ہے اور وہ درجہ جناب رسالتمآب

اور ولایت مآب علیہم السلام کا ہے اور ان دونوں کے مابین درجات کثیرہ ہیں

جو بحسب درجات معرفت مختلف ہیں **دوسری** شرط ورع و تقویٰ ہے جسکے

لیئے خداوند عالم نے بطور حصر فرمایا ہے انما یتقبل اللہ من المتقین یعنی سوائے

متقین کے خداوند عالم کسیکا عمل قبول نہیں کرتا پس جسکو یہ بات منظور ہو کہ اسکے

اعمال درجۂ قبول پر فائز ہوں اور بارگاہ الٰہی میں مقبول ہو جائیں اُسے لازم

ہے کہ ہمیشہ تقویٰ و پرہیزگاری کا پابند رہے **تیسری** یہ کہ جن امور سے نماز

کے اجر میں کمی ہو جاتی ہے اجتناب کرے مثلاً جلدی کرنا بول و براز ضبط کر کے

نماز پڑھنا **چوتھے** یہ کہ توبہ و استغفار کی تجدید کرے اس پابندی کیساتھ امید

قوی ہے کہ نماز خلعت قبول سے آراستہ ہو جائے مگر چونکہ یہ مرتبہ ہر شخص کیلئے

حاصل ہونا دشوار ہے اسلیئے خدا کی رحمت نے قاصرین کا محروم رہنا بھی گوارا نہ کیا اور

اُسکی تلافی نوافل کے ذریعے سے فرمائی پس جس کی نماز شرائط مذکورہ سے خالی ہو اور

وہ نوافل کا پابند ہو تو اس کی نماز بے شرائط بہ سبب پابندی نوافل کے قبول ہو جائیگی

یہ بھی جاننا چاہیے کہ بعض چیزیں خدا نے ایسی بھی مقرر فرمائی ہیں جن سے

نماز کی شان زیادہ ہو جاتی ہے مثلاً عقیق کی انگوٹھی پہننا خوشبو لگا کر نماز پڑھنا

مسواک اور کنگھی کے بعد نماز پڑھنا الی غیر ذلک۔ خداوند عالم ہم سب کو توفیق عطا کرے

کہ ہم ہمیشہ اپنی نمازیں شرائط معتبرہ کی پابندی کے ساتھ ادا کرتے رہیں اور اسطرح